نبوی دلائل و امثال

www.KitaboSunnat.com

محمد جلیل خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نبوی دلائل وامثال

محمد جلیل خان

برائے نوازشِ تبصرہ

سید عاصم علی، ناظم ابلاغ ورابطہ
تحریکِ اسلامی پاکستان

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	نبوی دلائل وامثال
مؤلف	:	محمد جلیل خان
ناشر	:	اسلامک پبلی کیشنز منصورہ ملتان روڈ لاہور
طابع	:	نوید حفیظ پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	:	القلم گرافکس
اشاعت	:	اوّل
سن طباعت	:	۲۰۱۲ء

ملنے کا پتا:

دفتر تحریکِ اسلامی پاکستان، واقع آر ایس۔33، اِثاوہ سوسائٹی،
نزد گلشنِ معمار، کراچی۔75340 فون نمبر:021-36350100

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست ابواب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.....	بگاڑ کے اسباب	۱۱
۲.....	مآلِ کار	۲۴
۳.....	مقامِ رسالت	۴۷
۴.....	سیرت وکردار	۶۱
۵.....	حلال وحرام	۱۱۴
۶.....	فہم دین	۱۳۳
۷.....	سربراہ	۱۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
باب نمبر۱:	بگاڑ کے اسباب	۱۱
۱.....	جو دل بگڑا تو کل بگڑا	۱۱
۲.....	مال بھی وبال بن سکتا ہے	۱۳
۳.....	صحبت کا اثر	۱۵
۴.....	غلط کاری برداشت کرنا اپنے ڈوبنے کا سامان	۱۷
۵.....	ناحق لیا ہوا مال دوزخ کا قطعہ	۱۹
۶.....	یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید	۲۰
۷.....	غیبت اور بہتان	۲۱
۸.....	کثرت طلبی	۲۳
باب نمبر۲:	مآلِ کار	۲۴
۹.....	کام وہ اچھا ہے، جس کا کہ انجام اچھا ہے۔	۲۴
۱۰.....	جواب دہی تو سب کو کرنی ہے۔	۲۷
۱۱.....	زیادہ عزت والا کون ہے؟	۲۹
۱۲.....	حق کو جھٹلانے کا انجام تباہی	۳۱
۱۳.....	دوسرے کے والدین کو گالی دینے کا نتیجہ	۳۳
۱۴.....	جھوٹی قسم کے ذریعے مسلمان کا حق مارنا	۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵.....	تلاوت قرآن اور ایمان کی مثالیں	۳۶
۱۶.....	اللہ تعالیٰ پنج وقتہ نمازوں کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے	۳۷
۱۷.....	حرص دنیا کا انجام	۳۸
۱۸.....	مفلس کون	۴۰
۱۹.....	انسان کے ساتھ صرف عمل جائے گا	۴۲
۲۰.....	اپنے آپ کو ذلیل کرنا	۴۳
۲۱.....	عمل نافع	۴۴
۲۲.....	حصولِ علم کا غلط مقصد	۴۶
باب نمبر۳:	مقامِ رسالت	۴۷
۲۳.....	اللہ کے بندے، اللہ کے رسول	۴۷
۲۴.....	آخری اینٹ	۴۸
۲۵.....	اطاعت رسول ہی جنت میں داخلے کا ذریعہ	۵۰
۲۶.....	پروانوں کی نادانی	۵۱
۲۷.....	رسول اکرم کی کامل اطاعت ہی صراطِ مستقیم	۵۲
۲۸.....	سراج منیر	۵۳
۲۹.....	معیارِ اتباع	۵۷
۳۰.....	فتنوں سے اللہ کی پناہ	۵۹
باب نمبر۴:	سیرت و کردار	۶۱
۳۱.....	خزانہ خدا کم نہیں	۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲.....	رمضان کے روزے	۶۴
۳۳.....	متوازن زندگی	۶۵
۳۴.....	بخیل اور سخی کی مثالیں	۶۷
۳۵.....	چھوٹوں کی بہتر تربیت کا اہتمام	۶۹
۳۶.....	تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!	۷۱
۳۷.....	تکبر سے کپڑا لٹکانا	۷۲
۳۸.....	آدمی اپنے والدین کو گالی نہ دے	۷۵
۳۹.....	مومن معاشرہ ایک جسم کی طرح	۷۶
۴۰.....	بُرا آدمی	۷۷
۴۱.....	آسانی فراہم کرنے والے، نہ کہ تنگی پیدا کرنے والے	۷۹
۴۲.....	بدگمانی کے امکان کا خاتمہ	۸۰
۴۳.....	کسی کے گھر میں جھانکنا	۸۲
۴۴.....	سرگوشی	۸۳
۴۵.....	نذر پوری کرنا	۸۴
۴۶.....	بدگمانی سے گریز	۸۵
۴۷.....	ظالم بھائی کو ظلم سے روکنا اس کی مدد	۸۶
۴۸.....	فتنے سے بچنا	۸۷
۴۹.....	کبر کیا ہے؟	۸۹
۵۰.....	دھوکہ دینے والا رسولِ اکرم کا ساتھی نہیں	۹۰
۵۱.....	نماز کو آنے میں بھی سکون و وقار کا مظاہرہ	۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۲.....	بہتر عمل صراط مستقیم	۹۳
۵۳.....	ایفائے عہد	۹۴
۵۴.....	کھانا ضائع کرنے سے اجتناب	۹۶
۵۵.....	صحبت صالح	۹۸
۵۶.....	التزام مساوات	۹۹
۵۷.....	پاکبازی کی حفاظت	۱۰۰
۵۸.....	توبۃ النصوح	۱۰۱
۵۹.....	مسلمان بھائی کا حق	۱۰۳
۶۰.....	سچ اور جھوٹ	۱۰۵
۶۱.....	صلۂ رحمی	۱۰۶
۶۲.....	اکرامِ مسلم	۱۰۷
۶۳.....	ہماری چاہت	۱۰۸
۶۴.....	تمنا کیسی	۱۱۰
۶۵.....	طعنہ زنی خلافِ تقویٰ	۱۱۱
۶۶.....	صبر کی تربیت	۱۱۳
باب نمبر ۵:	**حلال وحرام**	۱۱۴
۶۷.....	دودھ شریک رشتوں کی حرمت	۱۱۴
۶۸.....	مسلمان کے لئے مسلمان کا خون اور مال حرام	۱۱۶
۶۹.....	شکار، حِلت وحرمت اور توجیہہ	۱۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰.....	گم شدہ مال	۱۲۱
۷۱.....	حرام کو حلال کرنے کی چالیں	۱۲۳
۷۲.....	حرام سے دور رہنے ہی میں عافیت	۱۲۵
۷۳.....	حاکم کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کر دیتا	۱۲۷
۷۴.....	حُرمت	۱۲۸
۷۵.....	بڑے گناہ	۱۳۱
باب نمبر۶:	فہم دین	۱۳۳
۷۶.....	فرض اور نفل کا فرق	۱۳۳
۷۷.....	نماز میں قصر تو اللہ کا صدقہ ہے	۱۳۴
۷۸.....	اُکتا دینے والے عمل سے بہتر مستقل عمل	۱۳۵
۷۹.....	عبادت میں بھی اعتدال	۱۳۶
۸۰.....	حکمت دین	۱۳۸
۸۱.....	حد سے تجاوز	۱۳۹
۸۲.....	حقوق کا تحفظ	۱۴۱
۸۳.....	صدقہ اور ورثہ	۱۴۲
۸۴.....	اسلامی نظام عدل کا پرتو	۱۴۴
۸۵.....	وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں	۱۴۷
۸۶.....	اتحاد امت	۱۴۹
۸۷.....	جب مسلمان باہم جنگ کریں	۱۵۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۸.....	قانون سب کے لئے	۱۵۲
۸۹.....	نیکیوں کی برسات	۱۵۳
۹۰.....	شکرانِ نعمت	۱۵۵
۹۱.....	تقدیر تدبیر	۱۵۶
۹۲.....	زہد کیا ہے؟	۱۵۸
۹۳.....	بہتر متاع دنیا	۱۵۹
۹۴.....	اللہ کی ذات وصفات کا شعور	۱۶۰
۵	محبت کس سے اور کیوں	۱۶۱
۹۶.....	مقامِ صحابہ	۱۶۲
باب نمبر ۷:	سربراہ	۱۶۳
۹۷.....	سربراہ اپنے پیروں کی ضرورتوں اور مجبوریوں کا خیال رکھیں	۱۶۳
۹۸.....	نماز میں قرأت	۱۶۴
۹۹.....	اولاد کے لئے ہبہ کرنے میں عدل	۱۶۵
۱۰۰.....	گھر اور گھر والوں کی حفاظت	۱۶۷
۱۰۱.....	زیردست کے حقوق	۱۶۹
۱۰۲.....	ریاستی منصب پر لئے ہوئے تحفے قیامت میں وبال	۱۷۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبوی دلائل وامثال

''قرآنی دلائل وامثال'' کی تدوین کے دوران خیال پیدا ہوا کہ دلائل وامثال کے اس کام کو آگے بڑھایا جائے اور کتاب کے بعد سنت کے حوالے سے بھی دلائل وامثال کا کام شروع کیا جائے۔ چنانچہ ۲۰۰۲ء سے اس کام کا آغاز ہوگیا اور ۲۰۰۸ تک نبوی دلائل امثال کے عنوان سے بخاری، مسلم اور ترمذی کا انتخاب پندرہ روزہ ''نشور'' میں شائع ہوتا رہا۔ مختلف معذوریوں اور دشواریوں کے باعث ترتیب وتدوین کا کام کچھ عرصے معلق رہا۔ بالآخر اللہ کی مہربانی سے اس حد تک ہوگیا کہ کتابی صورت میں شائع ہو سکے۔

نبوی دلائل امثال کو سات ابواب میں ترتیب دیا گیا ہے اور ہر باب کے عنوان سے مناسبت رکھنے والے انتخابات کو ان کے عنوانات کے تحت عربی متن، اردو ترجمہ اور مختصر تشریح کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ توقع ہے' احادیث کا یہ انتخاب اردو داں حضرات وخواتین اور بچوں کے لئے بھی سنت کی رہنمائی کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوگا۔ اللہ سے دعاء ہے کہ وہ اس کام کو میرے لئے مغفرت کا ذریعہ اور دوستوں کے لئے ذاتی تربیت کا وسیلہ بنادے۔

محمد جلیل خان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۱: بگاڑ کے اسباب

جو دل بگڑا تو کُل بگڑا

عَنْ عَامِرٍ قَالَ	حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابنَ بَشِيرٍ	انہوں نے فرمایا کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا۔
يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
يَقُوْلُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام
وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهٰتٌ	بھی اور ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں
لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ	کہ لوگوں میں سے بہت سے ان کو نہیں جانتے۔
فَمَنِ اتَّقَى الْمُشْتَبِهَاتِ	چنانچہ جو کوئی مشتبہ چیزوں سے بچا،
اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ	اس نے اپنے دین اور اپنے نفس کو بچالیا۔
وَمَنْ وَّقَعَ فِي الْمُشْتَبِهَاتِ	اور جو کوئی مشتبہ چیزوں میں پڑا،
كَرَاعٍ يَّرْعٰى	اس چرواہے کی طرح جو کسی
حَوْلَ الْحِمٰى	چراہ گاہ کے قریب جانور چراتا ہے،
يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ	(اور اس طرح) اس کے قریب ہو جاتا ہے
اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ	کہ اس میں داخل ہو جائے۔
مَلِكٍ حِمًى	سمجھ لو کہ ہر حکمران کی ایک
	چراگاہ ہوتی ہے (اور یہ بھی)
اَلَا اِنَّ حِمَى اللّٰهِ	نوٹ کرلو کہ اللہ کی چراگاہ
فِي اَرْضِهٖ مُحَارِمُهٗ	اس کی زمین پر اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُضْغَةً	(ہاں! یہ بھی) گوشت میں باندھ لو کہ
اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ	فی الحقیقت جسم میں ایک لوتھڑا (ایسا) ہے
اِذَا صَلَحَتْ	کہ اگر وہ ٹھیک ہو
صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهُ	تو پورا جسم ٹھیک رہے
وَاِذَا فَسَدَتْ	اور اگر وہ فساد زدہ ہو جائے تو
فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهُ	پورا جسم فساد زدہ ہو جائے۔
اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ	یاد رکھو، وہ (لوتھڑا) دل ہے۔

(بخاری، جلد اوّل، باب 39، حدیث 50)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک مثال دی ہے اور ایک منطقی حوالہ (دلیل) کو تفہیم کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ چراگاہ کی مثال سے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ وہ چیزیں (اقوال و افعال) جن کے بارے میں شبہ ہو کہ وہ حلال ہیں یا حرام، ایسی ہیں کہ ان سے گریز کیا جائے اور دور ہی رہا جائے، ورنہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ مشتبہ چیزوں کی قربت غیر محسوس طور پر حرام کی قربت، اس کی برداشت اور بالآخر اس میں ملوث ہو جانے کا ذریعہ بن جائے۔ اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ ارتکابِ گناہ کا ذریعہ بننے والے دروازے کو ہی بند کر دیا جائے۔

دل کے حوالے سے یہ واضح فرمایا گیا کہ بظاہر تو ہمارا قلب گوشت کے ایک لوتھڑے کی حیثیت رکھتا ہے لیکن فی الحقیقت یہ لوتھڑا ہمارے جسمانی نظام کی شاہ کلید ہے۔ دماغ سے ملنے والے پیغامات یہیں جمع ہوتے ہیں اور جذبات کا مرکز و مرجع بھی یہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس دل کو درست رکھا جائے۔ یہ درست رہے تو پورا جسم درست رہے گا اور یہ بگڑے گا تو پورا جسم بگڑ جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ دل پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ کی اطاعت کے لئے آمادہ رہے اور اس کی رضا جوئی میں لگا رہے۔ اس غرض کے لئے مسلسل اپنا محاسبہ کیا جاتا رہے اور جب بھی کوئی ذرا سی بھی کجی محسوس ہو تو اس کو ٹھیک کرنے پر فوری توجہ دی جائے اور کسی طرح کی بے اعتنائی نہ برتی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال بھی وبال بن سکتا ہے

اَبُوْ سَعِیْدِنِ الْخَدْرِیّ یُحدِّثُ
اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ
جَلَسَ ذَاتَ یَوْمٍ عَلَی الْمِنْبَرِ
وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ
فَقَالَ
اِنَّ مِمَّا اَخَافُ
عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَایُفْتَحُ عَلَیْکُمْ
مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا
فَقَالَ رَجُلٌ
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
اَوَیَاتِی الْخَیْرُ
بِالشَّرِّ
فَسَکَتَ النَّبِیُّ ﷺ
فَقِیْلَ لَهٗ
مَاشَانُکَ تُکَلِّمُ النَّبِیَّ ﷺ
وَلَا یُکَلِّمُکَ
فَرَأَیْنَا اَنَّهٗ یُنْزَلُ عَلَیْهِ
فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ
وَقَالَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی ﷺ
ایک روز منبر پر بیٹھے تھے
اور ہم آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے تھے۔
آپ ﷺ نے فرمایا:
''دیکھو میں اپنے بعد تمہارے بارے میں
جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ دنیا کی زیب و
زینت ہے، جو تم پر فراخ کردی جائے گی۔''
ایک شخص نے عرض کیا:
''اے اللہ کے رسول ﷺ!
کیا اچھی چیز بھی (اپنے ساتھ)
برائی لاسکتی ہے''؟
اس پر نبی ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔
چنانچہ اس (شخص) سے کہا گیا:
''(یہ) تیرا کیا حال ہے کہ تو نبی ﷺ سے
باتیں کئے جارہا ہے جب کہ وہ تجھ سے بات
نہیں کررہے''۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ
ﷺ پر (وحی) نازل ہورہی ہے چنانچہ
آپ ﷺ نے اپنا پسینہ پونچھا اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَيْنَ السَّائِلُ

''سوال کرنے والا کہاں ہے''؟

وَكَاَنَّهٗ حَمِدَه

گویا کہ آپ نے اُس (کے سوال) کو سراہا

فَقَالَ اِنَّهٗ لَايَاتِى الْخَيْرُ بِالشَّرِّ

پھر فرمایا'' بے شک کوئی اچھی چیز برائی لے کر تو نہیں آتی۔

وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ

لیکن یہ حقیقت ہے کہ (فصل) ربیع جو

يَقْتُلُ اَوْيُلِمُّ

(گھاس) اُگاتی ہے، وہ (کبھی جانور کو)

اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضْرَاءِ

مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی

اَكَلَتْ

ہے۔ البتہ ہری ہری دوب چرنے والا

حَتّٰى اِذَا (امْتَدَّتْ)

(جانور محفوظ رہتا ہے) (جو) چرتا رہے،

خَاصِرَ تَاهَا اِسْتَقْبَلَتْ

یہاں تک کہ اس کی کوکھیں تن جائیں تو وہ

عَيْنَ الشَّمْسِ.

سورج کے سامنے منہ کرے پھر پتلا گے اور

فَتَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ

موتے، اور چرتا رہے۔

وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ

(بس یہ سمجھ لو کہ) یہ (دنیا کا) مال بھی ہرا بھرا

فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا اَعْطٰى

اور میٹھا ہے۔ چنانچہ مال دار مسلمان (اس

مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمِ

وقت تک) عافیت میں ہے جب تک کہ وہ

وَابْنَ السَّبِيْلِ

اس (مال) میں سے مسکین، یتیم اور مسافر کو

وَاِنَّهٗ مَنْ يَّاخُذُهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ

دیتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کوئی بھی

كَالَّذِىْ يَاْكُلُ

حق کے بغیر اس (مال) کو حاصل کرتا ہے،

وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ

وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا ہے اور

شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

سیر نہیں ہوتا۔ چنانچہ (ایسا مال)

قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بنے گا۔

(بخاری جلد اوّل باب 930 حدیث 1380)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک مثال دی ہے اور ایک دلیل استعمال کی ہے۔ آپ ﷺ نے فصلِ ربیع میں اُگنے والی ہریالی کی مثال دی ہے۔ آپ ﷺ نے سمجھایا کہ جس طرح ہری اور میٹھی گھاس (دوب) جانور کو اچھی لگتی ہے اور فائدہ پہنچاتی ہے، اسی طرح دنیا کا مال ومتاع انسان کو اچھا لگتا ہے اور فائدہ پہنچاتا ہے لیکن دونوں چیزیں محض رزّاقِ حقیقی کی مہربانی سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ بصورتِ دیگر کوئی بھی قوت ایسی نہیں، جو ان نعمتوں کو فراہم کر سکے۔ اس لئے حق شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے رزّاق کی رضا کو پیشِ نظر رکھے اور اس کی مرضی کے مطابق اس کے عطا کردہ وسائل کو استعمال کرے۔

ہادیٔ برحق ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں دلیل یہ عطا کی ہے کہ جس طرح جانور کو صحت مند گھاس بھی نقصان پہنچا سکتی ہے اگر وہ کھاتا رہے لیکن اس کے پیٹ سے اخراج نہ ہو، اس طرح اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے..... اسی طرح مال بھی انسان کی ہلاکت کا ذریعہ بن سکتا ہے اگر وہ اس کو سمیٹ سمیٹ کر رکھتا رہے اور حاجت مندوں پر اسے صرف نہ کرے۔

صحبت کا اثر

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بِن عَبْدِاللّٰهِ	ابو بردہ بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں
قَالَ سَمِعْتُ	نے کہا، میں نے ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے سنا،
اَبَا بُرْدَةَ بن اَبِیْ مُوْسٰی	انہوں (مؤخر الذکر) نے
عَنْ اَبِیْهِ	اپنے باپ (ابو موسیٰ) سے روایت کی۔
قَالَ	انہوں (ابو موسیٰ) نے بیان کیا کہ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ	اچھے ساتھی اور
وَالْجَلِيْسِ السُّوءِ	بُرے ساتھی کی مثال (ایسی ہے)
كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ	جیسے مشک والا (عطر فروش) اور
وَكِيْرِ الْحَدَّادِ	لوہار کی بھٹی والا (دھونکنیہ)
لَا يَعْدِمُكَ	مشک والے سے (ملنا) تجھے
مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ	خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا، یا تو اسے (عطر کو)
مَا تَشْتَرِيْهِ اَوْ تَجِدُ رِيْحَهُ	خرید لے گا یا اس کی خوشبو پالے گا۔
وَكِيْرُ الْحَدَّادِ يُحَرِّقُ	جب کہ لوہار کی بھٹی
بَدَنَكَ اَوْ ثَوْبَكَ	تیرا بدن جلائے گی یا تیرا کپڑا،
اَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً.	یا تو پائے گا اس سے بدبو۔

(بخاری جلد اول باب 1314 حدیث 1972)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں اچھے ساتھی کی رفاقت کو مشک والے (عطر فروش) کی مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ اس تمثیل میں دلیل یہ دی گئی ہے کہ جس طرح عطر فروش کے پاس خوشبو ملتی ہے، اور اس کے لئے خریداری بھی ضروری نہیں، اسی طرح اچھے ساتھی کے پاس اچھائی ہی میسر ہوتی ہے۔ اس کی اچھی باتیں اور اس کے اچھے اعمال اس کے ساتھی کو بھی فائدہ ہی پہنچاتے ہیں اور اسے زیر بار بھی نہیں ہونا پڑتا۔ اسی طرح برے ساتھی کی معیت کو لوہار کی بھٹی دھونکانے والے کی مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ اس مثال کی بنیاد اس دلیل کو بنایا گیا ہے کہ جس طرح لوہار کی بھٹی دھونکانے والے کے پاس چنگاریاں اور بدبو ہی میسر آتی ہے، جس سے جسم اور کپڑے بھی جل سکتے ہیں اور دماغ بھی پراگندہ ہوسکتا ہے، اسی طرح بُرے ساتھی کے پاس بُرائی سے ہی سابقہ پڑتا ہے اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُری باتیں اور اس کے بُرے افعال اس کے ساتھی کو بھی نقصان ہی پہنچاتے ہیں اور اسے بھی برائیوں میں مبتلا کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس ارشادِ گرامی کو فارسی زبان میں مختصراً اس طرح بیان کیا گیا ہے:

صحبتِ صالح ترا صالح کند　　صحبتِ طالح ترا طالح کند

یعنی اچھا ساتھی تجھے بھی اچھا بنا دیتا ہے اور بُرا ساتھی تجھے بھی بُرا بنا دیتا ہے۔

غلط کاری برداشت کرنا اپنے ڈوبنے کا سامان ہے

(عَنْ عَامِرٍ) يَقُوْلُ　　حضرت عامر سے روایت ہے، (وہ) کہتے تھے:

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ　　میں نے سنا نعمان بن بشیر (کو کہتے ہوئے)

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ　　نبی ﷺ کے حوالے سے

قَالَ　　(آپ ﷺ نے) فرمایا:

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ　　مثال (اس فرد کی جو) قائم رہے اللہ کی حدوں پر

وَالْوَاقِعِ فِيْهَا　　اور (اس کی جو) ان (حدوں) میں داخل ہو جائے (انہیں توڑ ڈالے)

كَمَثَلِ قَوْمٍ　　ان لوگوں کی مانند ہے،

اِسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ　　(جنہوں نے) جہاز میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی۔

فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا　　تو ان میں سے بعض کو اس (جہاز) کا اوپر کا درجہ

وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا　　ملا اور بعض کو اس کا نیچے کا۔

فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا　　اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے۔

اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ　　جب انہوں نے پانی لینا چاہا،

مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ　　تو وہ اوپر (کے درجے) والوں پر سے گزرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالُوْا	(اس صورتحال پر) ان (نیچے والے) لوگوں نے (آپس میں) کہا:
لَوْاَنَّ خَرَقْنَافِی نَصِیْبِنَا خَرْقًا	اگر ہم اپنے حصے میں ایک سوراخ کرلیں،
وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا	تو ہم (اس طرح) اپنے اوپر والوں کو اذیت نہ دیں گے۔
فَاِنْ یَتْرُکُوْھُمْ	چنانچہ اگر وہ (اوپر والے) ان (نیچے والوں) کو (ایسا کرنے کے لئے) چھوڑ دیں
وَمَا اَرَادُوْا	اور (انہیں باز رکھنے کی) کوشش نہ کریں،
ھَلَکُوْ جَمِیْعًا	تو سب ہلاک ہو جائیں گے،
وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَیْدِیْھِمْ	لیکن اگر وہ (اوپر والے) ان (نیچے والوں) کے ہاتھ پکڑ لیں،
نَجَوْا	(تو) وہ (خود بھی ڈوبنے سے) بچ جائیں گے
وَنَجَوْا جَمِیْعًا	اور سب ہی (ہلاکت سے) محفوظ رہیں گے۔

(بخاری جلد اوّل باب 1566 حدیث 2329)

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں حدود اللہ کی اہمیت اور ان کی حفاظت سے غفلت کے نتائج کو پانی کے جہاز کی مثال سے واضح فرمایا ہے۔ اس میں ایک حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کچھ نادان حدود اللہ کو توڑنے کا ارتکاب کریں تو ایسا کرنے والوں کو اس عمل سے روکنا ایک اہم اجتماعی ذمہ داری ہے۔ اگر اس ذمہ داری کو نظر انداز کر دیا جائے تو پوری اجتماعیت کو بہت بڑے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے پانی کے جہاز کی مثال دے کر سمجھایا کہ اگر اس کے بالائی حصے والے نیچے والوں کے پانی لینے پر برہم ہوں گے تو نتیجتاً نیچے والے پانی حاصل کرنے کے لئے جہاز میں سوراخ کرنے پر مائل ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو یہ سب کے ڈوبنے کا سامان ہوگا۔ اس سے بچنے کے لئے ناگزیر ہوگا کہ اوپر والے نیچے والوں کو جہاز میں سوراخ بھی نہ کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں اور اپنے پاس سے پانی بھی لینے دیں۔ اس مثال سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں:

1- کسی کو زیر دست پا کر اس کا حق تلف کرنا خود اپنے لئے خطرے کو دعوت دینا ہے۔

2- کسی غلط کاری پر صرف نظر کرنا خطرناک ہے۔ اس سے پوری اجتماعیت کو بہت بڑا نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

ناحق لیا ہوا مال دوزخ کا قطعہ ہے

عَنْ هِشَامِ بن عُرْوَةَ	ہشام بن عروہ سے روایت ہے،
عَنْ اَبِيْهِ	(وہ) اپنے باپ (کے حوالے) سے (بیان کرتے ہیں)
عَنْ زَيْنَبَ	کہ انہوں (ان کے باپ) نے حضرت زینب سے (سنا)
عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ	(جن سے) حضرت اُم سلمہؓ نے (بیان کیا)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ	درحقیقت تم لوگ میرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہو
وَلَعَلَّ	اور ایسا بھی ہوسکتا ہے
بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ	کہ تم میں سے کوئی اپنی دلیل (زورِ بیان) میں
مِن م بَعْضٍ	دوسرے سے بڑھا ہوا ہو
فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ	ایسی صورت میں (اگر) میں اس کو دلا دوں
بِحَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا	اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ
بِقَوْلِهٖ	اس کی مدلل گفتگو کی بنیاد پر
فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ	تو (وہ یہ سمجھے کہ) میں (اس کے دلائل کو قوی پا کر گویا اس کو)
قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ	دوزخ کا ایک قطعہ فراہم کر رہا ہوں تو
فَلَا يَاْخُذْهَا	(اس کی خیر اسی میں ہے کہ) وہ اسے (اپنے بھائی کے حق کو) نہ لے

(بخاری جلد اول باب 1670 حدیث 2498)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اسلام کی بنیاد اس عرفان پر ہے کہ ہمارا رب، حاکم اور الٰہ صرف اللہ ہے، ہمیں مرنے کے بعد اس کے سامنے حاضر ہو کر یہ جواب دہی کرنی ہے کہ ہم نے اس کی عنایات کا حق کس طرح ادا کیا اور کس حد تک حق پر قائم رہے اور ناحق سے بچتے رہے۔ جس حد تک یہ یقین پختہ ہوگا اور ہر عمل کا محرک ہوگا، اسی حد تک ہم آخرت کی پکڑ اور سزا سے بچنے کی توقع کر سکتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں یہ بات واضح فرمائی ہے کہ اگر ظاہری دلائل و اسباب کی بنا پر وہ بھی کسی کے حق میں فیصلہ فرما دیں، جو عند اللہ حق نہ ہو، تو ایسی صورت میں بھی متعلقہ فرد اللہ کی پکڑ اور سزا سے بچ نہ سکے گا، بلکہ رسول اکرم ﷺ کا وہ فیصلہ اس شخص کے لئے آخرت کی سنگین سزا (دوزخ) سے دوچار کرنے کا موجب بنے گا۔

اس ارشادِ گرامی کی روشنی میں ہر صاحب ایمان کو خدا کی پکڑ سے بچنے کی آخر دم تک کوشش کرنی چاہیے اور ہر ناحق سے اپنے دامن کو بچانے کا بھرپور اہتمام خود کرنا چاہیے اور بار بار اس حقیقت کو اپنے ذہن میں تازہ کرتے رہنا چاہیے کہ کوئی بھی ناحق عمل اللہ سے چھپایا نہیں جا سکتا، نہ کسی طرح اس کی سزا سے بچا جا سکتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ	ابو سعید خدریؓ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِیِّ ﷺ	نبی ﷺ (کے حوالے) سے
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ	یقیناً تم پیروی کرو گے (ان لوگوں کے) طریقوں کی،
مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ	جو تم سے پہلے تھے
شِبْرًا شِبْرًا وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ	بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ
حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ	یہاں تک کہ اگر وہ داخل ہوں گے گوہ کے بل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبِعْتُمُوْهُمْ	تو تم بھی پیروی کرو گے ان کی۔
قُلْنَا	ہم نے عرض کیا:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى	یارسول اللہ ﷺ! کیا یہود و نصاریٰ (مراد ہیں)
قَالَ فَمَن	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر کون؟

(بخاری جلد سوم باب 1221 حدیث 2161 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں اپنی اُمت کو خدا سے بے خوف لوگوں کے پیچھے اندھا دھند دوڑنے سے خبردار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس اندھی تقلید کو واضح کرنے کے لئے گوہ کے بل کی مثال دی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بالکل آنکھ بند کر کے گمراہ لوگوں کے پیچھے چلا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس روش کو اختیار کر کے آدمی کسی منزلِ خیر تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ ﷺ نے یہ بات بھی واضح فرما دی کہ یہود اور نصاریٰ گمراہ ہیں، دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور اس حوالے سے اہلِ اسلام کے لئے بھی خطرہ ہیں۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں برائیوں کے سیلاب اور تباہیوں کے طوفان اٹھانے والوں میں یہی لوگ پیش پیش ہیں۔ ان کے پیچھے سرپٹ دوڑنے کی حماقت مسلمان بھی کریں گے تو بالآخران کا ہم بھی برا ہوگا جس سے وہ خود کو نہ بچا سکیں گے۔

غیبت اور بہتان

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ	ابو ہریرہؓ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قِيْلَ	(کسی کی طرف سے) کہا گیا:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَاالْغِيْبَةُ	غیبت کیا ہے؟
قَالَ	(آپ ﷺ نے) فرمایا:
ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ	تمہاری طرف سے تمہارے بھائی کا (ایسا) ذکر، جسے وہ ناپسند کرے۔
قَالَ	(پوچھنے والے نے) کہا:
اَرَأَيْتَ	آپ ﷺ کی کیا رائے ہے،
اِنْ كَانَ فِيْهِ	اگر (موجود) ہو اس میں (وہ خرابی)،
مَا اَقُوْلُ	جو میں بیان کروں؟
قَالَ	(آپ ﷺ نے) فرمایا:
اِنْ كَانَ فِيْهِ	اگر (موجود) ہو اس میں (وہ خرابی)،
مَا تَقُوْلُ	جو تم بیان کرو،
فَقَدِ اغْتَبْتَهُ	تو تم نے غیبت کی اس کی۔
وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ	اور اگر (وہ خرابی) نہ ہو اس میں،
مَا تَقُوْلُ	جو تم بیان کرو
فَقَدْ بَهَتَّهُ	تو تم نے بہتان لگایا اس پر۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 706 باب الغیبت، دارالاشاعت کراچی، 1412ھ)

تشریح:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں غیبت کی برائی اور اس کی سنگینی بیان نہیں فرمائی، کیونکہ پوچھنے والے کا یہ سوال کہ غیبت کیا ہے، اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ غیبت کی برائی اور اس کی سنگینی سے واقف ہے۔ اس لئے وہ براہِ راست غیبت کی تعریف معلوم کرنا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے واضح طور پر جواب دیا کہ کوئی بھی ایسی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوتم اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق کرو، جسے وہ ناپسند کرے، تو یہی غیبت ہے۔ آپ ﷺ نے دلیل یہ دی کہ اگر تم اپنے بھائی کے متعلق اس کی غیر موجودگی میں کوئی ایسی خرابی بیان کرو، جو اس میں موجود نہیں ہے، تو بہتان ہو جائے گی یعنی تمہاری طرف سے ایک بے بنیاد الزام ہوگا، جو غیبت سے بھی برا ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے سائل کا جواب اس خوبصورتی سے دیا کہ نہ صرف غیبت کی حقیقت واضح ہوگئی بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر بہتان طرازی کا سدِ باب بھی ہوگیا۔

کثرت طلبی

عَنْ مُطَرِّفٍ	مطرف سے (روایت ہے)
عَنْ اَبِیْهِ	(وہ) اپنے والد (کے حوالے) سے (بیان کرتے ہیں)
اَنَّهُ انْتَهٰی	کہ وہ (ان کے والد) پہنچے
اِلَی النَّبِیِّ ﷺ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
وَهُوَ یَقُوْلُ	جبکہ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھ رہے تھے۔
اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ	سورۃ تکاثر (غافل کر دیا تم کو کثرت طلبی نے)۔
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا
یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ	ابنِ آدم کہتا ہے:
مَالِیْ مَالِیْ	میرا مال، میرا مال۔
وَهَلْ لَّکَ مِنْ مَّالِکَ	حالانکہ (اے انسان!) تیرے مال میں سے تیرا کچھ نہیں ہے
اِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ	سوائے اس کے جو تو نے صدقہ کر دیا اور اسے حضورِ رب بھیج دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ	یا کھا پی کر ختم کر دیا
اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ	یا پہن اوڑھ کر پرانا کر دیا

(ترمذی جلد دوم صفحہ 25 باب 1274 حدیث 2159۔ دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح:

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے سورۃ التکاثر کے حوالے سے متوجہ فرمایا ہے کہ آدمی زیادہ سے زیادہ مال و اسباب حاصل کرنے کی دوڑ میں ہلکان ہونے سے بچے۔ آپ ﷺ نے دلیل یہ عطا فرمائی ہے کہ انسان جو کچھ مال و اسباب حاصل کرتا ہے، اس میں اس کا اپنا حصہ صرف وہ ہے جو اس نے راہِ خدا میں دے دیا، یا کھا پی لیا اور پہن اوڑھ لیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے نہایت لطیف انداز میں یہ ترغیب بھی فراہم کر دی کہ آدمی جو کچھ کمائے، اس میں سے زیادہ سے زیادہ راہِ خدا میں لگائے کیونکہ یہ محفوظ سرمایہ کاری ہے اور بس یہی اس کے کام آنے والی ہے۔

باب نمبر ۲: مآل کار

کام وہ اچھا ہے، جس کا کہ انجام اچھا ہے

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ	ابو بردہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰؓ
عَنِ النَّبِیِّ ﷺ	روایت کرتے ہیں نبی ﷺ سے
قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی	(آپ ﷺ نے) فرمایا، مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال (ایسی ہے)
كَمَثَلِ رَجُلٍ نِ اسْتَاجَرَ قَوْمًا	جیسے کسی فرد کی مثال، کہ اس نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا
يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلاً يَوْمًا اِلَى الَّيْلِ	(تا کہ) وہ کام کریں اس کے لئے دن بھر، رات بھر ہونے تک،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی اَجْرٍ مَّعْلُوْمٍ
فَعَمِلُوْا لَهٗ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ
فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰی اَجْرِکَ

الَّذِیْ شَرَطْتَّ لَنَا
وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ

فَقَالَ لَهُمْ
لَا تَفْعَلُوْا
اَکْمِلُوْا بَقِیَّةَ عَمَلِکُمْ
وَخُذُوْا اَجْرَکُمْ کَامِلاً
فَاَبَوْا وَتَرَکُوْا
وَاسْتَاجَرَ اَجِیْرَیْنِ بَعْدَهُمْ

فَقَالَ لَهُمَا
اَکْمِلَا بَقِیَّةَ یَوْمِکُمَا هٰذَا
وَلَکُمَا الَّذِیْ شَرَطْتُّ
لَهُمْ مِنَ الْاَجْرِ
فَعَمِلَا حَتّٰی اِذَا کَانَ
حِیْنَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ
قَالَالَکَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ

طے شدہ اُجرت پر
چنانچہ انہوں نے اس کا کام کیا دوپہر تک
پھر کہنے لگے، ہمیں حاجت نہیں تیری
اجرت کی،
جو تو نے ٹھہرائی تھی ہم سے،
اور ہم نے جو کام کیا، (وہ ہمارے لئے)
بیگار ٹھہرا۔
لیکن اس (فرد) نے ان (مزدوروں)
سے کہا، (ایسا) نہ کرو۔
اپنا بقیہ کام پورا کرلو،
اور اپنی مزدوری پوری لے لو۔
مگر وہ نہ مانے اور (کام) چھوڑ گئے۔
چنانچہ اس (فرد) نے ان کے بعد دو اور
مزدور اجرت پر لگائے
اور ان دونوں سے کہا،
تم دن کے باقی حصے میں کام پورا کرلو۔
تو تم دونوں کیلئے وہی اجرت ہوگی، جو میں
نے ان (پہلے والوں) سے طے کی تھی
چنانچہ انہوں نے کام کیا، یہاں تک کہ عصر
کی نماز کا وقت آ گیا۔
انہوں نے کہا، ہم نے تمہارا جو کام کیا، وہ
(ہمارے نزدیک) ضائع ہوگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَكَ الْاَجْرُ الَّذِیْ جَعَلْتَ لَنَا فِیْهِ	بس تم ہی رکھو وہ اجرت، جو تم نے اس کام میں ہمارے لئے طے کی تھی۔
فَقَالَ لَهُمَا	تب اس (فرد) نے ان دونوں سے کہا،
اَكْمِلَا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا	تم دونوں اپنا باقی کام پورا کرلو۔
مَابَقِیَ مِنَ النَّهَارِ شَیْءٌ	دن کا جو حصہ باقی ہے، (اسے پورا کرنا)
يَسِيْرٌ	آسان کام ہے۔
فَاَبَيَا	مگر وہ دونوں (بھی) نہ مانے
وَاسْتَاجَرَ قَوْمًا	تو اس (فرد) نے کچھ اور لوگوں کو مزدوری
اَنْ يَّعْمَلُوا لَهٗ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ	پر لگایا تا کہ وہ بقیہ دن میں اس کا کام کریں،
حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ	یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔
وَاسْتَكْمَلُوا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ	چنانچہ ان مزدوروں نے (پہلی)
كِلَيْهِمَا	دونوں پارٹیوں کی مزدوری
	(بھی) پوری (حاصل) کرلی۔
فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَ مَثَلُ مَاقَبِلُوْا	تو ایسی ہی مثال ہے ان (مسلمانوں) کی
مِنْ هٰذَا النُّوْرِ	اور اس نور کی، جسے انہوں نے قبول کیا۔

(بخاری جلد اول باب 1410 حدیث 2126)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس تفصیلی ارشادِ گرامی میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے کردار اور انجام کو ایک تمثیل کے ذریعے سمجھایا ہے۔ بات اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جیسے کوئی آجر کسی مزدور پارٹی کو کام پر لگاتا ہے اور وہ پارٹی آدھا کام کرنے کے بعد اسے چھوڑ بھاگتی ہے تو وہ آجر مجبوراً دو مزدوروں سے کام پورا کرانے کی کوشش کرتا ہے لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دونوں بھی تھوڑا وقت کام کرنے کے بعد کام چھوڑ کر چل دیتے ہیں تو بالآخر وہ ایک دوسری پارٹی کے ذریعے اپنا کام مکمل کراتا ہے اور اس کو پوری اجرت ادا کر دیتا ہے، گویا اسی طرح باری تعالیٰ نے قومِ موسیٰؑ کو اپنے کام (اقامت دین) پر مامور کیا لیکن انہوں نے اس کام کو ادھورا چھوڑ کر فرار کی راہ اختیار کی تو مالک الملک نے حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کو اپنا کام سونپ دیا مگر ان (کے متبعین) کے ذریعے بھی یہ کام مرحلۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا تو حق سبحانہ نے رہنما نور (حضرت محمد ﷺ) کی راہ نمائی قبول کرنے والے مسلمانوں کے ذریعے اس کام کو پورا کرایا اور ان کے لئے پورے کام کا اجر (حسناتِ دو جہاں) مقدر کر دیا۔

اس تمثیل میں یہ نکتہ بھی پوشیدہ ہے کہ اگر رہنما نور کی رہنمائی قبول کرنے والوں کے متبعین نے مذکورہ کام (اقامت دین) سے منہ موڑا تو وہ بھی خسارے سے دوچار ہوں گے اور رہنما نور سے تعلق ان کے کام نہ آ سکے گا۔

اے نبی ﷺ اہلِ ایمان سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر 24)

جواب دہی تو سب کو کرنی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ	حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے،
اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے
يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ	آپ ﷺ فرماتے تھے، تم میں سے ہر ایک حاکم ہے
وَّ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ	اور وہ جواب دہ ہے اپنی رعیت کے بارے میں
فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ	چنانچہ سربراہ حاکم ہے اور وہ جواب دہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ رَّعِيَّتِهٖ — اپنے تابعداروں کے بارے میں۔
وَالرَّجُلُ فِیْ اَهْلِهٖ رَاعٍ — اور مرد اپنے گھر والوں کا حاکم ہے
وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ — اور وہ جواب دہ ہے
عَنْ رَّعِيَّتِهٖ — اپنی پرجا کے بارے میں۔
وَالْمَرْأَةُ فِیْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ — اور عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکم ہے
وَّهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا — اور وہ جواب دہ ہے اپنے زیردستوں کے بارے میں
وَالْخَادِمُ فِیْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ — اور خادم اپنے مال کا رکھوالا ہے اور وہ
مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ — جواب دہ ہے اپنی امانتوں کا۔
قَالَ فَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ — (حضرت عبداللہؓ نے) کہا: ہاں، میں نے ان
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ — لوگوں (کے ذکر) کو
رسول اللہ ﷺ سے سنا
وَاَحْسِبُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ — اور میں سمجھتا ہوں کہ نبی ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا:
وَالرَّجُلُ فِیْ مَالِ اَبِيْهِ رَاعٍ — اور آدمی اپنے باپ کے مال میں بھی امین ہے
وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ — اور وہ اس امانت کیلئے (بھی) جواب دہ ہے۔
فَكُلُّكُمْ رَاعٍ — الغرض تم میں سے ہر ایک (کسی نہ کسی)
وَّكُلُّكُمْ — اختیار کا مالک ہے چنانچہ تم میں سے
مَسْئُوْلٌ — ہر ایک اس اختیار (کے استعمال) کے بارے
عَنْ رَّعِيَّتِهٖ — میں جواب دہ ہے۔

(بخاری جلد اول باب 1505 حدیث 2248)

تشریح

نبی اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں حاکم اور رعایا کی مثال سے یہ بات واضح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو کسی نہ کسی نوع کا اختیار عطا فرمایا ہے اور اسی اختیار کے حوالے سے جواب دہی کی ذمہ داری عائد کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے رازق و مالک کے سامنے یہ جواب دینا ہے کہ اس نے اپنے رب کی دی ہوئی امانتوں کا حق کس حد تک اور کس طرح ادا کیا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے اختیار، ذمہ داری اور جواب دہی کی مختلف صورتیں بیان فرما کر اس حقیقت کی وضاحت کر دی ہے کہ کوئی فرد سربراہ مملکت ہو یا سربراہ خاندان، خاتونِ خانہ ہو یا خادمِ بیت، یہاں تک کہ کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، ہر ایک اپنے تعلق کی نسبت سے ان امانتوں کے لیے جواب دہ ہے، جو اس کی تحویل میں ہوں، نیز یہ کہ اس ضابطے میں کسی کے لیے کوئی چھوٹ نہیں۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ جواب دہی کا یہ احساس ہی ساری خیانتوں اور خرابیوں کا علاج اور جملہ نیکیوں اور خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ اگر اہل ایمان اس ہدایت پر کاربند ہو جائیں تو نہ صرف ان کے باہمی قضیے ختم ہو سکتے ہیں بلکہ ان کو ہر طرح کی طمانیت اور سربلندی بھی نصیب ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اگر دنیائے انسانیت اس ضابطے کو قبول کر لے تو پوری دنیا امن و آشتی اور خیر و فلاح کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

زیادہ عزت والا کون ہے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ
قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ ابْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ
سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ
قَالَ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ

حضرت عبیداللہ سے روایت ہے۔
انہوں نے کہا، مجھے سعید بن ابوسعید نے بتایا
حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے جنہوں نے
فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا،
لوگوں میں زیادہ عزت والا کون ہے؟
(آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا: جو ان میں اللہ
سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا	(پوچھنے والوں نے) عرض کیا،
لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ	ہم اس کے بارے میں نہیں پوچھتے۔
قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ	ارشاد ہوا: تو پھر لوگوں میں عزت والے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں،
نَبِيُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ	اللہ کی نبی، بیٹے نبی (یعقوبؑ) کے، (وہ بھی)
اِبْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ	بیٹے نبی (اسماعیل) اسحاقؑ کے،
مِنْ خَلِيْلِ اللّٰهِ	(اور وہ) بیٹے خلیل اللہ (ابراہیمؑ) کے
قَالُوْا	(سائلین) نے عرض کیا،
لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ	ہم اس بارے میں (بھی نہیں پوچھتے)۔
قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ	(آپ ﷺ نے) فرمایا، تو گویا تم مجھ سے
الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ	عرب کے خانوادوں کے متعلق پوچھتے ہو؟
اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ	لوگوں (کے خانوادوں) کی مثال کانوں جیسی ہے (جن سے کم مایہ اور بے بہا ہر طرح کی معدنیات نکلتی ہیں)
خِيَارِهُمْ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ	ان میں سے جو لوگ دورِ جاہلیت میں (عرفان توحید و آخرت سے پہلے) بھلے (عزت دار) تھے،
خِيَارُهُمْ فِيْ الْاِسْلَامِ	وہی اللہ کی اطاعت کے دور میں عزت دار ہیں،
اِذَا فَقِهُوْا.	اگر وہ (نظام اطاعت کا) فہم حاصل کرلیں۔

(بخاری جلد دوم باب 222 حدیث 608)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں نہایت لطیف اور آسان انداز میں یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح فرمایا ہے کہ (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک) عزت کا معیار کیا ہے۔ آپ نے پہلے تقویٰ (اللہ کے سامنے جواب دہی کی فکر اور خوف) کا ذکر کیا۔ جب سائلین نے عرض کیا کہ وہ اس بارے میں سوال نہیں کر رہے تو آپ ﷺ نے کار نبوت کی طرف توجہ دلائی اور اس حوالے سے حضرت یوسفؑ (نبی ابن نبی ابن نبی) کا ذکر کیا۔ جب بات حسب نسب تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے وضاحت فرمائی کہ قابل قدر شے تو خوبی اور بھلائی ہے اس اعتبار سے جو بھلے ہوں اور اللہ کی اطاعت کے نظام (اسلام) کا تفقہ (سوجھ بوجھ) بھی حاصل کر لیں، وہی زیادہ عزت والے ہیں۔ اس طرح اس حدیث مبارک کے ذریعے اس ارشادِ باری تعالیٰ کی تفسیر حاصل ہو گئی، جو یوں ہے:۔

ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم

دراصل تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہی ہے، جو تمہارے اندر اللہ کا تقویٰ زیادہ رکھنے والا ہے۔

حق کو جھٹلانے کا انجام تباہی

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ	ابو موسیٰؓ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِیِّ ﷺ	نبی ﷺ کے حوالے سے کہ
قَالَ	انہوں (رسول اکرم ﷺ) نے فرمایا:
اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ	میری مثال اور اس کی مثال
مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ	جس کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا،
کَمَثَلِ رَجُلٍ	اس شخص کی سی ہے،
اَتٰی قَوْمًا	جو پہنچا ایک قوم کے پاس
فَقَالَ	اور کہنے لگا:
یَا قَوْمِ	اے میرے لوگو!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ	یقین جانو، میں نے دیکھا ہے لشکر جرار اپنی آنکھوں سے
وَ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ	اور میں چوکنا کرنے والا ننگ دھڑنگ (بھاگا آنے
فَالنَّجَاءَ	والا) ہوں لہٰذا (اپنے آپ کو بچانے کیلئے) بھاگو۔
فَاَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهٖ	چنانچہ اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے تو اس کی بات
فَاَدْلَجُوْا	مان لی۔ پس وہ رات ہوتے ہی چل دیے۔
فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ	اور اطمینان سے چلتے رہے،
فَنَجَوْا	یہاں تک کہ حملے کی زد سے نکل گئے۔
وَ كَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ	مگر ان میں سے کچھ لوگوں نے اس (مخبر کو) جھوٹا
فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ	سمجھا اور انہوں نے صبح کی اپنے ٹھکانوں پر ہی۔
فَصَبَّحَهُمُ الْجَیْشُ	چنانچہ صبح ہوتے ہی اس لشکر نے ان کو آلیا۔
فَاَهْلَكَهُمْ	اور اس (لشکر) نے ان کو مارا
وَ اجْتَاحَهُمْ	اور تباہ کر ڈالا۔
فَذَالِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ	بس یہی مثال ہے (اس کی) جس نے میری بات مانی
فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ	اور اس (ہدایت) کی پیروی کی، جو میں لے کر آیا،
وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ	اور (اس کی مثال)، جس نے میری بات نہ مانی
وَ كَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ	اور اس حق کو جھٹلایا، جو میں لے کر آیا۔

(بخاری جلد سوم باب 1209 حدیث 2127۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور 1985)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک عام فہم مثال کے ذریعے یہ وضاحت عطا کی ہے کہ دعوت دین کی بنیاد تو محض خیر خواہی ہے۔ اللہ کی طرف بلانے والا دوسروں کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ دنیا میں بدامنی، بے راہ روی اور ظلم و ستم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا شکار ہوں اور آخرت میں بھی ان کو ان کے اپنے اعمالِ بد کے نتیجے میں ہولناک عذاب سے سابقہ پیش آئے۔ سارے انبیاء علیہم السّلام یہی کارِ خیر خواہی سرانجام دیتے رہے ہیں اور نبی آخر الزماں ﷺ نے اسی کارِ خیر کو اللہ کی مشیّت کے تحت مکمل کیا۔

یہ گویا وہی بات ہے، جو آپ نے اپنی دعوت الی اللہ کے آغاز میں کوہِ صفا کے پاس اہل مکہ کو جمع کر کے کہی تھی۔ اس موقع پر بھی رسول اکرم ﷺ نے مجمع کے سامنے پہاڑی کی دوسری جانب ایک لشکر کی موجودگی کے خطرے سے متعلق سوال کیا تھا، جس پر حاضرین نے یک زباں ہو کر کہا تھا کہ وہ آپ کو صادق سمجھتے ہیں اور اگر آپ ﷺ پہاڑ کی دوسری جانب کسی لشکر کی موجودگی کا ذکر کریں گے تو وہ اس اطلاع کو صحیح سمجھیں گے لیکن جب آپ ﷺ نے سب سے بڑے خطرے یعنی آخرت کی جوابدہی اور اللہ کی پکڑ کے خطرے سے آگاہ کیا تو وہ اپنی بات سے پھر گئے۔

اس ارشادِ گرامی میں ہمارے لیے پیغام یہ ہے کہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے صادق و امین اور فرستادۂ رب ہونے پر یقین رکھتے ہیں تو ہمیں آپ کی لائی ہوئی ہدایت پر عمل کرنے اور مکمل اور مسلسل اطاعت کرنے میں بھی کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔

دوسرے کے والدین کو گالی دینے کا نتیجہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ

عبداللہ بن عمر بن العاص سے (روایت ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑے گناہوں میں سے ہے گالی دینا کسی فرد کا اپنے والدین کو۔ (لوگوں نے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا کوئی گالی دے گا اپنے والدین کو؟ (آپ ﷺ نے) فرمایا: ہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ	(اگر) کوئی گالی دیتا ہے کسی کے باپ کو
فَيَسُبُّ اَبَاهُ	تو وہ (دوسرا فرد) گالی دیتا ہے اس (پہلے فرد) کے باپ کو
وَيَسُبُّ	اور (اسی طرح اگر) یہ (پہلا فرد) گالی دیتا ہے
اُمَّهُ	اس (دوسرے) کی ماں کو
فَيَسُبُّ	تو وہ (دوسرا فرد) گالی دیتا ہے
اُمَّهُ	اس (پہلے فرد) کی ماں کو۔

(مسلم جلد اول۔ باب الکبائر واکبرھا۔ حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء صفحہ 123)

تشریح

محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے انسانی معاشرے کی فلاح کے لئے جو رہنمائی اور اصول وضوابط عطا فرمائے، زیرِ نظر ارشادِ گرامی بھی اسی کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ اپنے والدین کو گالی دینا بڑے گناہوں میں سے ہے۔ پھر اصحاب کے استفسار پر وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی فرد کسی دوسرے فرد کے ماں باپ کو گالی دے گا تو نتیجتاً متاثرہ فرد بھی گالی دینے والے فرد کے ماں باپ کو گالی دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا خود ایک فرد نے اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا انتظام کیا۔ یہ وہی بات ہے، جو خود باری تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ وابستگانِ باطل کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہو، ورنہ وہ بھی جواباً تمہارے خدا کو اسی طرح کہیں گے۔

جھوٹی قسم کے ذریعے مسلمان کا حق مارنا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ	ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ	جس نے مار لیا حق کسی مسلمان کا اپنی قسم کے ذریعے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ	تو واجب کر دیا اللہ نے اس کے لیے دوزخ (کو)
وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ	اور حرام کر دی اس کے لیے جنت۔
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ	چنانچہ (یہ سن کر) عرض کیا آپ ﷺ سے ایک شخص (نے):
وَاِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيْراً	خواہ وہ (مارا گیا حق) ایک معمولی سی چیز ہو،
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ؟
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
وَاِنْ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ	(ہاں) اگرچہ (وہ) ایک ٹہنی ہو پیلو کی۔

(مسلم جلد اول، باب من اقتطع حق مسلم۔ حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء صفحہ 128)

تشریح

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ انسانوں کو جو معاشرتی فلاحی اور عادلانہ نظام عطا کیا ہے، اس کی دو نہایت اہم اور نمایاں خصوصیات ہیں:

(1) اپنا حق وصول کرنے کی فکر کے بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی تگ و دو پر زور اور شدّت۔

(2) دوسروں (انسانوں) کے حقوق پامال کرنے پر یہ وعید کہ جب تک متاثرہ فریق معاف نہ کر دے، اللہ تعالیٰ بھی اس فروگزاشت کو معاف نہیں فرمائیں گے۔

اسی پس منظر میں اس خطرے سے آگاہ کیا گیا کہ اگر کوئی (فرد یا گروہ) جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مار لیگا تو ایسا کرنے والا اپنے اس ظلم کے وبال سے نہ بچ سکے گا۔ وہ وبال بھی اس انتہا درجے کا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کو لازم کر دے گا اور جنت کو اس کے لیے حرام کر دے گا۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی مسلم معاشرے کے حوالے سے ہے، جس میں لوگوں کو واسطہ مسلمانوں سے ہی ہوگا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی غیر مسلم کا حق مار لینے کی گنجائش ہے۔ ایسی صورت صرف اس وقت پیش آئے گی جب کوئی ثبوت یا شہادت موجود نہ ہو اور قسم کھانے کی ضرورت پیش آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاوتِ قرآن اور ایمان کی مثالیں

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا طَیِّبٌ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَایَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَۃِ لَا رِیْحَ لَّھَا وَطَعْمُھَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ

ابوموسیٰ اشعری سے (روایت ہے)۔ انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ (نے) مثال اس مومن کی جو پڑھتا ہے قرآن مثل ترنج ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی اور مزا بھی عمدہ۔ مثال اس مومن کی جو نہیں پڑھتا قرآن مثل کھجور ہے کہ خوشبو نہیں اس میں مگر مزا اس کا میٹھا ہے اور مثال اس منافق کی جو پڑھتا ہے قرآن مثل ریحانہ ہے کہ خوشبو اس کی اچھی ہے لیکن مزا اس کا کڑوا اور مثال اس منافق کی جو نہیں پڑھتا قرآن اندرائن جیسی ہے کہ اس میں کوئی خوشبو نہیں اور مزا بھی اس کا کڑوا۔

(مسلم جلد دوم صفحہ 180 حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء باب نزول السکینۃ القرائۃ القران)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں مختلف مثالوں کے ذریعے مخلصانہ ایمان اور تذبذب و نفاق کا فرق قرأتِ قرآن کے حوالے سے واضح فرمایا ہے، جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بات پوری طرح نمایاں ہو جاتی ہے کہ مطلوب و مقصود یہ ہے کہ ظاہر و باطن دونوں وابستگیٔ حق سے ہم آہنگ ہوں۔ دل اخلاص و سپردگی سے سرشار ہو اور قرآن سے تعلق بھی پختہ اور مستقل ہو۔

یہی کیفیت درجۂ ایمانی اور مقامِ عمل کی بنیاد ہے۔ یعنی اگر رضائے الٰہی مطلوب ہو تو ایمان بھی درست ہونا چاہیے اور عمل بھی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ پنج وقتہ نمازوں کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔۔۔
وَفِیْ حَدِیْثِ بَکْرٍ	اور بکر کی حدیث میں (یہ ہے)
اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ (سے) سنا
یَقُوْلُ	آپ ﷺ فرماتے تھے.....
اَرَاَیْتُمْ	تمہارا کیا خیال ہے؟
لَوْ اَنَّ نَهْراً بِبَابِ اَحَدِکُمْ	کہ اگر ایک نہر ہو تم میں سے کسی کے دروازے پر
یَغْتَسِلُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ	وہ نہاتا ہو اس میں ہر روز پانچ بار۔
هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ	(تو) کیا باقی رہے گا اس کے میل میں سے کچھ
قَالُوْا	(حاضرین نے) عرض کیا:
لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ	باقی نہ رہے گا اس کے میل میں سے کچھ بھی۔
قَالَ	(چنانچہ) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوتِ الْخَمْسِ	بس یہی مثال ہے پانچوں نمازوں کی
یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا	مٹا دیتا ہے اللہ ان کے ذریعے خطاؤں کو۔

(مسلم جلد دوم باب فضل الصلوٰۃ صفحہ 127 حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک ہو بہو مثال کے ذریعہ پنج وقتہ نمازوں کی اہمیت اوران کی افادیت سمجھائی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے ارشاد میں یہ بات بھی واضح فرمادی ہے کہ انسان سے خطائیں ہوسکتی ہیں اوران کا وبال بھی ہوسکتا ہے لیکن اگر نمازیں اللہ کے نزدیک قابل قبول قرار پائیں تو جواباً اس کی طرف سے یہ نوازش ہوتی ہے کہ وہ اس مقبول بندے کو خطاؤں کے وبال سے بھی بچالیتا ہے اور خطاؤں سے محفوظ رکھنے کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ گویا اس طرح نمازوں کے ذریعے ایک بندہ اپنے مالک و حاکم، ربِ کریم وقدیر کی پناہ میں پہنچ جاتا ہے۔ قادرِ مطلق ہمیں اپنی نمازوں کو مقبول بنانے کے لئے رجوع، خشوع وخضوع اور کلی اخلاص سے بہرہ ور فرمائے۔

حرصِ دنیا کا انجام

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ	عقبہ بن عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے (روایت
صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (جنازہ)
عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ	پڑھی اُحد کے مقتولین کی۔
ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ	پھر آپ ﷺ چڑھے منبر پر
كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ	جیسے کوئی رخصت کرنے والا ہو زندوں کو اور مردوں
فَقَالَ	کو۔ پھر فرمایا:
اِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ	میں تمہارا پیش رو ہوں گا حوض (کوثر) پر
وَاِنَّ عَرْضَهُ	اور فی الحقیقت اس (حوض) کی وسعت (ایسی ہے)
كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ اِلَى الْجُحْفَةِ	جیسے ایلہ اور جحفہ (کے دورتر مقامات) کے
	درمیان (کا وسیع فاصلہ)
اِنِّي لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ	واقعہ یہ ہے کہ میں اندیشہ نہیں رکھتا تمہارے بارے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ	(اس بات کا) کہ تم شرک کرنے لگو میرے بعد۔
وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی	لیکن میں ڈرتا ہوں
عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا	تمہارے متعلق دنیا (کے لالچ) سے
اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا	کہ اس (دنیا کی مطلب) میں باہم کشمکش کرنے لگو
وَتَقْتَتِلُوْا	چنانچہ (ایک دوسرے کو) قتل کرو
فَتَهْلِکُوْا	اور بالآخر ہلاک ہو جاؤ،
کَمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ	جس طرح ہلاک ہوئے (وہ) جو تم سے پہلے تھے۔
قَالَ عُقْبَةُ	عقبہ نے (مزید) بیان کیا:
فَکَانَتْ اٰخِرَ	یہ آخر (موقع) تھا:
مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کو)
عَلَی الْمِنْبَرِ	منبر پر۔

(مسلم جلد ششم، صفحہ 17، 18 باب اثبات حوض، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا پس منظر یہ ہے کہ آپ ﷺ شہدائے احد کی نمازِ جنازہ سے فارغ ہوئے ہیں۔ اس موقع پر آپ ﷺ خطبہ کے لئے منبر پر تشریف لاتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے اس طرح بات کرتے ہیں، جیسے آپؐ مُردوں کو رخصت کر کے زندوں سے بھی رخصت ہو رہے ہیں۔ پہلے آپ ﷺ حوضِ کوثر پر پہنچنے کی خوشخبری سناتے ہیں، اس کی وسعت کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اہلِ ایمان کے مستقبل کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ اس پر تو مطمئن ہیں کہ آپ ﷺ کے متبعین آپ ﷺ کے بعد شرک کی طرف نہیں لوٹ جائیں گے لیکن آپ ﷺ کو یہ اندیشہ دامن گیر ہے کہ یہ لوگ دنیا کی طلب میں ایک دوسرے سے کشمکش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگیں، باہمی قتل و غارت گری سے بھی نہ رکیں اور بالآخر تباہ ہو جائیں یعنی دنیا میں بھی ذلیل ہوں اور آخرت میں بھی۔ آپ ﷺ خبردار کرتے ہیں کہ پہلے والی امتیں اسی طرزِ عمل کے نتیجے میں تباہ ہوئی تھیں۔ حضرت عقبہؓ کے مطابق یہ گویا آپ ﷺ کا آخری خطبہ تھا یا یہ کہ حضرت عقبہؓ نے اس واقعے کے بعد آپ ﷺ کو خطاب کرتے نہیں دیکھا۔

مفلس کون

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَتَدْرُوْنَ مَنْ مُفْلِسٌ	کیا تم جانتے ہو، مفلس کون ہے۔
قَالُوْا	(حاضرین نے) عرض کیا:
اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا	مفلس ہم میں (وہ ہے)،
مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ	جو نہ سرمایہ رکھتا ہو نہ اسباب۔
فَقَالَ	(اس پر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ	میری اُمت میں مفلس وہ ہوگا۔
یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ	(جو) قیامت کے دن لے کر آئے گا نماز،
وَصِیَامٍ وَزَكٰوةٍ	روزہ اور زکوٰۃ۔
وَیَاْتِیْ	اور وہ (اس طرح) آئے گا کہ
قَدْ شَتَمَ هٰذَا	اس نے کسی کو گالی دی ہوگی،
وَقَذَفَ هٰذَا	کسی پر تہمتِ بدکاری لگائی ہوگی،
وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا	کسی کا مال کھایا ہوگا،
وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا اَوْ ضَرَبَ هٰذَا	کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا۔
وَیُعْطٰی هٰذَا	تو اِس (مظلوم) کو دے دی جائیں گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ حَسَنَاتِهٖ	اس (ظالم) کی نیکیاں
وھٰذَا	اور اُس (مظلوم) کو (بھی)
مِنْ حَسَنَاتِهٖ	اس (ظالم) کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔
فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ	پھر اگر ختم ہو جائیں گی اس کی نیکیاں
قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى	اس سے پہلے کہ وہ ادائیگیاں ہو جائیں،
مَا عَلَيْهِ	جو اس کے ذمے ہوں۔
اُخِذَ	تو لے لی جائیں گی
مِنْ خَطَايَا هُمْ	ان (مظلوموں) کی خطائیں
فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ	اور وہ ڈال دی جائیں گی اس (ظالم) کے اوپر،
ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ	پھر وہ (ظالم) ڈال دیا جائے گا دوزخ میں۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 143 باب تحریم الظلم، حذیفہ اکیڈمی، لاہور 2001ء)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں مفلس کی بات چھیڑ کر آخرت کے افلاس پر خبردار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دل نشین انداز میں حقوق العباد کی اہمیت کو ایک سادہ سی مثال سے واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے متعین طور پر یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ کے بندوں کی حق تلفی، ان کے ساتھ کی جانے والی زیادتی اور ان کا مال ناجائز طریقے سے کھانا، ان افعال میں سے ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگزر کی گنجائش اس لیے نہیں کہ یہ اس عادل کے عدل کے خلاف ہے کہ کوئی مظلوم اس کی بارگاہ میں اپنا استغاثہ پیش کرے اور وہ مہربان اس فریادی کی فریاد مسترد کر دے۔

اس ارشادِ گرامی سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ آخرت میں اپنے رب سے مغفرت کے لیے صرف معروف عبادات اور دیگر اعمالِ صالحہ کو ہی کافی نہ سمجھا جائے بلکہ بندگانِ خدا کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق کا بھی پورا پورا پاس ولحاظ کیا جائے، ورنہ اس بات کا خطرہ لاحق رہے گا کہ ان کے ساتھ جو زیادتیاں کی گئیں ہوں، ان کی دادرسی کے لیے متعلقہ مدعا علیہ کی نیکیاں مظلومین میں تقسیم کردی جائیں اور اگر پھر بھی حساب بے باق نہ ہو تو ان فریادیوں کی خطائیں اس مدعا علیہ پر ڈال کر استغاثے نبٹا دیے جائیں۔

رب کریم ہر صاحب ایمان کو اس مفلسی کے خطرے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسان کے ساتھ صرف عمل جائے گا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ	انس بن مالک ﷺ سے (روایت ہے)۔
يَقُوْلُ	وہ بیان کرتے ہیں (کہ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ	تین چیزیں میت کے ساتھ جاتی ہیں۔
فَيَرْجِعُ اثْنَانِ	پھر (ان میں سے) دو واپس آجاتی ہیں
وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ	اور ایک (میت کے پاس) باقی رہ جاتی ہے
يَتْبَعُهٗ	(یعنی) میت کے ساتھ جاتے ہیں
اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَ عَمَلُهٗ	اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔
فَيَرْجِعُ	چنانچہ واپس آجاتے ہیں
اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ	اس کے گھر والے اور اس کا مال
وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ	اور اس کا عمل (اس کے پاس) باقی رہ جاتا ہے۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 319 کتاب الزھد حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں سفرِ آخرت کے حوالے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میت کے گھر والوں اور اس کے مال کو دنیا میں رہ جانے والا، میت سے چھوٹ جانے والا قرار دیا ہے اور اس کے عمل کو اس کے ساتھ جانے والا بتایا ہے۔ اس طرح علائق دنیا اور متاع دنیا کو آخرت میں ساتھ نہ دینے والا، کام نہ آنے والا گردانا ہے۔ اس ارشاد کی بین السطور منطقی حکمت یہ ہے کہ عام انسان تو اپنے گھر والوں کی خاطر اور مال کے حصول کے لیے اپنا سب کچھ داؤں پر لگا دیتے ہیں اور ایمان و عمل صالح پر توجہ نہیں دیتے لیکن اہلِ ایمان کا کام یہ ہے کہ وہ اس گرداب میں نہ پھنسیں بلکہ اپنی ابدی زندگی کی فلاح کے لیے عمل صالح پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں اور اس حوالے سے آخرت کی تیاری سے کبھی غافل نہ ہوں۔

اپنے آپ کو ذلیل کرنا

عَنْ حُذَیْفَةَؓ	حذیفہؓ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا،
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَایَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ	مناسب نہیں مومن کے لیے
اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَهٗ	کہ ذلیل کرے اپنے آپ کو۔
قَالُوْا	(سامعین نے) عرض کیا:
وَکَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَهٗ	بھلا کس طرح وہ اپنے آپ کو ذلیل کر سکتا ہے؟
قَالَ	(آپ ﷺ) نے ارشاد فرمایا:
یَتَعَرَّضُ	(اس طرح کہ) وہ، ڈال دے (خود کو)
مِنَ الْبَلَاءِ	ایسی آزمائش میں
مَالَا یَطِیْقُ	جس (سے نمٹنے) کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 815 باب سب الریاح۔ دار الاشاعت، کراچی 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے بڑے لطیف انداز میں اہلِ ایمان کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی آزمائشوں میں خود ڈالیں، جن سے عہدہ برآ ہونا ان کے بس میں نہ ہو۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے کو اپنے آپ کو ذلیل کرنے والا بتایا۔ آپ ﷺ نے دلیل یہ دی کہ جب کوئی فرد اپنے آپ کو ایسی مشکل میں خود کو مبتلا کر لیتا ہے جس سے نمٹنے کی وہ صلاحیت نہیں رکھتا تو نتیجہ ناکامی ہوتا ہے، جو اس کی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس طرزِ عمل کو ایمان کے منافی قرار دیا۔

عملِ نافع

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہؓ نے (روایت ہے)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَنْ یَّاْخُذُ	کون حاصل کرے گا
عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمٰتِ	مجھ سے یہ باتیں،
فَیَعْمَلُ بِهِنَّ	پھر ان پر عمل (بھی) کرے گا،
اَوْ یُعَلِّمُ	یا (انہیں) سکھائے گا
مَنْ یَّعْمَلُ بِهِنَّ	(اس کو) جو ان پر عمل (بھی) کرے؟
فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ	اس کے بعد بیان کیا ابو ہریرہؓ نے:
قُلْتُ	میں نے عرض کیا'
اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	میں (حاضر ہوں) اے اللہ کے رسول ﷺ!
فَاَخَذَ بِیَدِیْ	تو آپ (ﷺ نے) پکڑا میرا ہاتھ
فَعَدَّ خَمْسًا	اور گنوائیں پانچ (باتیں)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ	چنانچہ فرمایا: حرام چیزوں سے بچو'
تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ	(اس طرح) تم بن جاؤ گے تمام لوگوں میں زیادہ عابد
وَارْضَ بِمَا	اور اس پر راضی رہو'
قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ	جو اللہ نے تمہاری قسمت بنا دی'
تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ	(تو) تم دوسروں سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔
وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ	اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو'
تَكُنْ مُؤْمِنًا	(اس طرح) تم (حقیقی) مومن بن جاؤ گے۔
وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ	اور لوگوں کے لیے (وہی) پسند کرو'
مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ	جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو'
تَكُنْ مُسْلِمًا	(تو) تم (سچے) تابعِ امرِ رب بن جاؤ گے۔
وَلَاتُكْثِرِ الضِّحْكَ	اور زیادہ ہنسا نہ کرو'
فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ	کیونکہ زیادہ ہنسا
تُمِيْتُ الْقَلْبَ	دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 13 باب سب الزہد۔ دارالاشاعت' کراچی' 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں پانچ اہم امور کی ترغیب دی گئی ہے۔ حکمت یہ اختیار کی گئی ہے کہ مطلق حکم دینے کے بجائے دلیل فراہم کی گئی ہے' یعنی حاصل عمل کو فائدے کی صورت میں بیان فرمایا گیا ہے۔

سب سے پہلی بات حرام چیزوں سے بچنے کی ہے۔ اس کو عبادت گزاری کا کمال ظاہر فرمایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ کام یعنی حرام چیزوں سے بچنا معروف عبادات سے بھی بڑھ کر ہے۔ گویا اللہ کا دین معاملاتِ دنیا پر بھی حاوی ہے' جو اللہ کے نزدیک غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری اہم بات یہ یقین اور اہتمام ہے کہ دنیا میں انسان کو جو کچھ بھی میسر آتا ہے اس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ کوشش کرنا تو بیشک انسان کی ذمہ داری ہے لیکن اس کو نتیجہ خیز اور نفع بخش بنانا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ یقین و اہتمام ہی انسان کو مستغنی بنا سکتا ہے اور بنا دیتا ہے اور وہ معاش و مفاد کے معاملے میں دل برداشتہ اور مایوس ہونے سے بچ جاتا ہے۔

تیسری بات کا تعلق معاشرت سے ہے، جس کا ایک اہم عنصر حقوق ہمسائیگی کا اہتمام ہے۔ اس کو تکمیلِ ایمان کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

چوتھی بات کہنے کو تو چھوٹی اور معمولی ہے لیکن عمل کے لئے آزمائش اور کسوٹی ہے۔ جب ہی تو اسے تابعِ امرِ رب ہونے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ کس بلندی کی نشاں دہی کی گئی ہے کہ اگر حقیقی مسلم بننا چاہتے ہو تو جو اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔

پانچویں بات آداب و اخلاق کا نکھار ہے۔ زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا گیا ہے، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ ایک آدمی کو اگر موت اور زندگی بعد موت کے احوال کا احساس گھیرے رہے تو وہ کس طرح زیادہ ہنس سکتا ہے۔

حصولِ علم کا غلط مقصد

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ	کعب بن مالک سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
سَمِعْتُ	میں نے سنا
رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ارشاد) کو
يَقُوْلُ	آپ ﷺ فرما رہے تھے:
مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ	جس نے علم حاصل کیا
لِيُحَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ	تا کہ وہ اس کے ذریعے علماء سے نبرد آزمائی کرے
اَوْلِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ	یا بیوقوفوں کے ساتھ تکرار کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْرِفُ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اور اس طرح لوگوں کے رخ اپنی طرف پھیر لے۔
اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّار (تو) اس (شخص) کو اللہ داخل کرے گا دوزخ میں۔
(ترمذی جلد دوم صفحہ 137 باب 1386 حدیث 2461۔ دارالاشاعت' کراچی' 1412ء)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصولِ علم پر بہت زور دیا ہے' کیونکہ جہالت اپنی اصل کے اعتبار سے تاریکی ہے' جو بے راہ روی بلکہ گمراہی کا ذریعہ ہے۔ حصولِ علم کا مقصد عملِ صالح اور ارتقائے خیر ہونا چاہیے۔ اگر پیشِ نظر مقصد ہی دوسروں کا استحصال اور غلط طریقوں سے دنیا کمانا ہو تو ظاہر ہے کہ ایسے علم سے بگاڑ ہی پیدا ہوگا' جو اللہ کو ناپسند اور اس کی ناراضگی کا موجب ہے۔ اس لئے ایسے عالم کے حصے میں دوزخ ہی آئے گی۔

باب نمبر ۳: مقامِ رسالت

اللہ کے بندے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
سَمِعَ عُمَرَ کہ انہوں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) نے سنا حضرت عمرؓ کو
يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ وہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) منبر پر فرما رہے تھے:
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
يَقُوْلُ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے
لَا تُطْرُوْنِيْ مجھ کو (ایسا) مت چڑھاؤ (میرے بارے میں ایسا غلو نہ کرو)
كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ جیسا کہ عیسائیوں نے ابن مریم علیہ السلام کو چڑھایا
فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ اچھی طرح سمجھ لو، میں اس (اللہ) کا بندہ ہوں
فَقُوْلُوْا لہٰذا تم (اس طرح) کہا کرو:
عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(بخاری جلد دوم باب 348 حدیث 665)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے ایک سنگین مرض کا شافی علاج فراہم کیا ہے۔ انسانی تاریخ میں دین کے حوالے سے اپنے پیشواؤں کی عقیدت میں غلو ایک ایسے مرض کی حیثیت سے موجود رہا ہے کہ جس کو مرض تسلیم کرنے پر بھی متعلقہ افراد بالعموم آمادہ نہیں ہوتے۔ اسی کے نتیجے میں ان ''عقیدت مندوں'' نے اپنے علماء، صوفیا اور انبیاء تک کو یہاں تک چڑھایا کہ خدائی اختیارات میں شریک اور خدا کا بیٹا تک بنا بیٹھے۔ اس پر قرآن نے ان الفاظ میں گرفت کی:

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم ج وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا ج لا اله الا هو سبحانه عما يشركون ○

(سورہ توبہ آیت نمبر 31)

ترجمہ: ''انہوں نے اپنے علماء اور صوفیا کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس کے سوا کوئی بھی مستحقِ عبادت نہیں۔ وہ پاک ہے ان مشرکانہ باتوں سے، جو یہ لوگ کرتے ہیں''۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ نے اس خرابی سے بچانے کے لیے مختلف مواقعوں پر نہایت واضح ہدایات عطا کی ہیں۔ اس ارشادِ گرامی میں آپ ﷺ نے عیسائیوں کی مشرکانہ عقیدت مندی کی مثال دے کر اپنے امتیوں کو اس گمراہی میں مبتلا ہونے سے روکا ہے۔

آخری اینٹ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ	عبداللہ بن دینار سے روایت ہے
عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ	انہوں نے ابوصالح (کے حوالے) سے (بیان کیا)
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ	انہوں نے ابوہریرہؓ سے (نقل کیا)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ	فی الحقیقت میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں
مِنْ قَبْلِیْ	کی مثال ایسی ہے
کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا	کہ جیسے ایک آدمی نے گھر بنایا
فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ	پھر اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا
اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِیَتِهٖ	مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی
فَجَعَلَ النَّاس	اس نے لوگوں کو موقع دیا کہ اس میں
یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ	گھومیں پھریں اور (گھر کی بناوٹ پر) حیرت کریں
وَیَقُوْلُوْنَ	پھر کہیں:
هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ	یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔
قَالَ	(آپ ﷺ نے) فرمایا:
فَاَنَا اللَّبِنَةُ	وہ اینٹ میں ہوں
وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ	اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(بخاری جلد دوم، باب 371 حدیث 746)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں دو وضاحتیں فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح کوئی عمدہ عمارت ہمہ نوع تکمیل کے بعد ہی معیاری قرار پاتی ہے، اسی طرح انسان کی رہنمائی کا کام بھی رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے ذریعے ہی مکمل ہوا ہے اور مشیت الٰہی کے معیار مطلوب تک پہنچا ہے۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے آپ پر نازل کردہ کتاب ہدایت کی حفاظت کا خصوصی اہتمام بھی خود فرمایا ہے۔ دوسری وضاحت یہ ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں یعنی آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت کی تکمیل کے باعث آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں اور قیامت تک سارے انسانوں کی ہدایت کا وسیلہ آپ ﷺ ہی ہیں۔

اس ارشاد گرامی سے ختم نبوت کے متعلق بھی صحیح اور متعین صورت واضح ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت رسول ﷺ ہی جنت میں داخلے کا ذریعہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ	میری پوری امت (کے لوگ) داخل ہونگے جنت میں
اِلَّا مَنْ اَبٰی	سوائے (اس کے) جو انکار کرے۔
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	(حاضرین نے) عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ!
وَمَنْ یَّاْبٰی	بھلا کون انکار کرے گا۔
قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ	(آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی،
دَخَلَ الْجَنَّةَ	وہ داخل ہوگیا جنت میں
وَمَنْ عَصَانِیْ	اور جس نے میری نافرمانی کی،
فَقَدْ اَبٰی	وہ انکار کر بیٹھا۔

(بخاری جلد سوم باب 1209 حدیث 2124 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں امت مسلمہ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی متعلقہ حقائق بھی واضح فرما دیئے گئے ہیں: ایک یہ کہ آپ ﷺ کے امتی کے لیے سب سے بڑی طلب یہی ہوسکتی ہے کہ اللہ اسے جنت میں داخل فرما دے، دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کے ہر امتی کو جنت میں داخلہ مل سکتا ہے، بشرطے کہ وہ خود جنت میں جانے سے انکار نہ کرے، اور تیسرے یہ کہ جنت میں داخلے کے لیے آپ کی کامل اطاعت ہی واحد ذریعہ ہے۔ بالفاظ دیگر اگر آپ ﷺ کی اطاعت کا اہتمام نہ کیا جائے تو اس کا واقعی مطلب یہ ہے کہ گویا ایسا کرنے والے نے خود ہی جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروانوں کی نادانی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا
یَقُوْلُ	آپ ﷺ فرما رہے تھے:
اِنَّمَا مِثْلِیْ وَمَثَلَ النَّاسِ	فی الحقیقت میری اور لوگوں کی مثال (ایسی ہے)
کَمَثَلِ رَجُلٍ	جیسے ایک (ایسے) آدمی کی مثال
اِسْتَوْقَدَ نَارًا	(کہ جس نے) جلائی آگ۔
فَلَمَّا اَضَائَتْ مَاحَوْلَهٗ	پھر جب اس (آگ) نے روشن کر دیا اپنے اردگرد کو
جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ	(اور) پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے
.....الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ.....	----جو گرتے ہیں آگ میں-----
یَقَعْنَ فِیْهَا	لگے گرنے اس (آگ) میں۔
فَجَعَلَ یَنْزِعُهُنَّ	تو (آگ جلانے والا) ان کو (آگ سے) نکالنے لگا
وَیَغْلِبْنَهٗ	لیکن انہوں نے اسے بے بس کر دیا
فَیَقْتَحِمْنَ فِیْهَا	اور گرتے ہی رہے اس (آگ) میں۔
فَاَنَا آخُذُ بِحُجَزِکُمْ	چنانچہ میں بھی پکڑتا ہوں تمہاری کمر سے
عَنِ النَّارِ	(تمہیں) آگ سے (نکالنے کے لیے)
وَاَنْتُمْ تَقْتَحِمُوْنَ فِیْهَا	اور تم ہو کہ گرے پڑتے ہو اسی میں۔

(بخاری جلد سوم باب 830 حدیث 1403 مکتبہ رحمانیہ، لاہور 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کو سمجھنے کے لیے مناسب ہوگا کہ اس ارشاد ربانی کو ذہن میں تازہ کر لیا جائے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ہمارا) رسُول جو کچھ تمہیں عطا کرے (ہدایت دے)، اسے گرہ میں باندھ لو اور جس سے تمہیں روکے، اس سے رک جاؤ۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے بندوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچانے کے لیے اپنی پوری قوت اور پوری عمر صرف کر دی اور ہر طرح کی کامل رہنمائی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جو حاضرین کے سامنے تھی اور ان کے ذریعے غائبین تک بھی بلا کم و کاست پہنچ رہی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی صورت آپ ﷺ کی موجودگی میں بھی یہی تھی اور آپ ﷺ کے بعد بھی یہی ہے کہ ہر طلبگارِ عافیت اپنی آنکھیں کھلی رکھے، اپنے اعضاء و جوارح کو قابو میں رکھے اور اتباعِ رسول سے غافل نہ ہو۔

آپ کی بیان کردہ مثال میں لطیف اشارہ یہ ہے کہ آگ جلانے والے نے ماحول کو روشن کرنے کے لیے آگ جلائی لیکن پروانے اور کیڑے مکوڑے اپنی نادانی سے اس میں گرے پڑتے ہیں اور جلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایمان کی روشنی پا لینے والے بھی اگر اپنے عمل سے آگ میں کودنے کا سامان کریں گے تو وہ بھی اس سے بچ نہ سکیں گے۔ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا صحیح فہم، اس پر عمل کا جذبۂ صادق اور اخلاص نیت کا اثاثہ عطا فرمائے۔

رسول اکرم ﷺ کی کامل اطاعت ہی صراطِ مستقیم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِیِّ ﷺ	نبی ﷺ (کے حوالے) سے
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
دَعُوْنِیْ	رہنے دو مجھ سے (پوچھنا)
مَا تَرَکْتُکُمْ	جو میں نے چھوڑ دیا تمہیں (بتانا)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ	درحقیقت ہلاک ہوئے جو تم سے پہلے تھے
بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ	اپنے سوالوں اور اختلاف کرنے کی وجہ سے
عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ	اپنے نبیوں سے
فَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ	لہٰذا جب میں تمہیں منع کردوں کسی چیز سے
فَاجْتَنِبُوْهُ	تو اجتناب کرو اس سے
وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ	اور جب میں تمہیں حکم دوں کسی کام کا
فَاْتُوْا مِنْهُ مَااسْتَطَعْتُمْ	تو اسے بجالاؤ جس حد تک تم سے بن پڑے۔

(بخاری جلد سوم باب 1209 حدیث 2131 مکتبہ رحمانیہ لاہور 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے حسب ذیل ہدایات حاصل ہوتی ہیں۔

1- ہلاکت کا اصل سبب ہادیٔ برحق ﷺ کی رہنمائی سے قولی/عملی اختلاف ہے۔

2- ہلاکت سے نجات اور فلاح کے حصول کا واحد راستہ نبی آخر الزماں ﷺ کی کامل اطاعت ہے۔

3- کامل اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا اسے انجام دیا جائے اور جس کام کے نہ کرنے کا حکم دیا گیا اس سے باز رہا جائے۔

4- اطاعت کی ذمہ داری ہر فرد پر ہے جس کے لیے وہ جواب دہ ہے لیکن اطاعت کا دائرہ ہر ایک کی استطاعت کی حد تک ہے۔

سراج منیر

عَنْ عَائِشَةَ	عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہے).....
زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ	زوجہ نبی ﷺ.....
اَنَّ قُرَیْشًا اَهَمَّهُمْ	کہ قریش کو تشویش میں مبتلا کردیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَانُ الْمَرْاَةِ	اس عورت کے معاملے نے
الَّتِیْ سَرَقَتْ	جس نے چوری کی تھی
فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	رسول ﷺ کے زمانے میں۔
فِیْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ	(مکہ کی) فتح کی یورش (کے زمانے) میں
فَقَالُوْا	تو لوگوں نے کہا:
مَنْ یُّکَلِّمُهُمْ	کون بات کرے گا
فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	اس (عورت) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے
فَقَالُوْا	اس کے جواب میں بعض نے کہا:
مَنْ یَّجْتَرِئُ عَلَیْهِ	کون جرأت کر سکتا ہے آپ ﷺ کے سامنے
اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ	سوائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے
حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	(جو) چہیتے (ہیں) رسول اللہ ﷺ کے۔
فَاَتٰی بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	چنانچہ وہ (عورت) لائی گئی رسول اللہ ﷺ کے پاس
فَکَلَّمَهُ	اور بات کی آپ ﷺ سے
فِیْهَا اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ	اس (عورت) کے بارے میں اسامہ بن زید نے
فَتَکَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	نتیجۃً متغیر ہو گیا چہرہ رسول اللہ ﷺ کا (غصے
فَقَالَ	سے) اور آپ ﷺ نے فرمایا:
اَتَشْفَعُ	کیا تو سفارش کرتا ہے
فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ	اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں۔
فَقَالَ لَهُ اُسَامَةُ	(یہ سن کر) آپ ﷺ سے عرض کیا اسامہ رضی اللہ عنہ نے:
اسْتَغْفِرْ لِیْ	(اللہ تعالیٰ سے) میرے لیے معافی کی دعا کیجیے
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ	یا رسول اللہ ﷺ!
فَلَمَّا کَانَ الْعَشِیُّ	پھر جب شام ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَطَبَ	رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا:
فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى	پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی
بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ	جیسا کہ وہ مستحق ہے
ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ	پھر فرمایا: (اب) اس کے بعد (یہ سمجھ لو):
فَاِنَّمَا اَهْلَكَ	فی الحقیقت اس (روش) نے ہلاک کیا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	(ان کو) جو تم سے پہلے (گزرے)
اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ	کہ وہ یہ کرتے تھے کہ جب چوری کرتا
فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ	ان میں سے (کوئی) عزت دار اُسے چھوڑ دیتے
وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ	اور جب چوری کرتا ان میں سے کوئی ناتواں
اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ	اس پر حد قائم کرتے۔
وَاِنِّيْ	لیکن (میرا منصب یہ ہے کہ) میں یقیناً
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ	اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔
لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ (رضی اللہ عنہا)	(اس کا ذمہ دار ہوں کہ) اگر فاطمہ
بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ	"بنت محمد بھی چوری کرتی
لَقَطَعْتُ يَدَهَا	تو میں کاٹ ڈالتا اس کا ہاتھ (بھی)۔
ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ	پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اس عورت کے بارے میں
الَّتِيْ سَرَقَتْ	جس نے چوری کی تھی۔
لَقُطِعَتْ يَدَهَا	چنانچہ کاٹ دیا گیا اس (عورت) کا ہاتھ۔
قَالَ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ	بیان کیا یونس نے، ابن شہاب نے
قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ	اور عروہ نے (کہ) بتایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدُ	کہ اچھی ثابت ہوئی بعد میں اس کی توبہ
وَتَزَوَّجَتْ	اور اس نے شادی (بھی) کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ كَانَتْ تَاتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ	اس کے بعد (بھی) وہ آتی رہتی تھی
فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا	اور میں پیش کر دیتی تھی اس کی حاجت
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	رسول ﷺ کے حضور۔

(مسلم جلد چہارم صفحہ 194 'باب قطع السارق۔ حذیفہ اکیڈمی لاہور' 2001ء)

تشریح

اس حدیث میں کئی اہم معاملات کے بارے میں ہمارے لیے رہنمائی کا سامان ہے۔

1- سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قریش کو اس معاملے میں غلط فہمی ہوئی۔ فتح مکہ کے موقع پر جو عمومی رعایتیں یا خصوصی مقام بعض افراد کے حصے میں آئے' ان سے یہ سمجھا گیا کہ اس وقت لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنے کے لیے بعض اقدامات کیے گئے ہیں اور اس اعتبار سے یہ مناسب نہ ہوگا کہ کسی ذی مقام فرد کو سخت سزا دے ڈالی جائے' حالانکہ جو کچھ کیا گیا' وہ تالیفِ قلب کا تقاضا تھا' جب کہ چوری کا معاملہ حدود اللہ کے نفاذ سے تعلق رکھتا تھا۔ اسی غلط فہمی کی بناء پر یہ مسئلہ موضوعِ گفتگو بنا اور حضرت اسامہ کو اعترافِ تقصیر کے ساتھ دعائے مغفرت کی درخواست بھی کرنی پڑی۔

2- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ اس بناء پر تھا کہ لوگوں نے متعلقہ مسئلے کو ٹھیک سمجھنے کے لیے بات کرنے کے بجائے سفارش کا راستہ اختیار کیا' جس کا نہایت ہی نازک پہلو یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدود اللہ کے نفاذ کو کسی سفارش یا تعلق کی بنیاد پر کیسے ٹال سکتے تھے۔ یہ تو عند اللہ جواب دہی کا مسئلہ تھا۔

3- رسولِ اکرم نے بحیثیت سربراہ فوری طور پر صرف نفسِ مسئلہ پر متوجہ کرنے پر اکتفا کیا اور ۔۔۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے خطاب فرمایا اور اپنی ذمہ داری کے حوالے سے صحیح طرزِ عمل کی نشاں دہی بھی کی اور بطورِ عبرت پہلے کے بگڑے ہوئے معاشرے کا ذکر کیا۔

4- متعلقہ فرد کو سزا تو دے دی گئی مگر اس سے ترکِ تعلق نہیں کیا گیا۔ چنانچہ وہ (عورت)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعے کے بعد سدھر گئی اور آپ ﷺ کے ہاں اپنے مسائل کے حل کے لیے آتی رہی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل میں بہترین رہنمائی ہے۔

معیارِ اتباع

عَنْ طَلْحَةَ	طلحہؓ سے (روایت ہے)۔
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا:
مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزرا
يَقُوْلُ عَلٰى رُؤُسِ النَّخْلِ	.....وہ کہتے ہیں..... کھجوروں کے جھنڈ کے
	قریب سے (جن میں لوگ پیوند لگا رہے تھے)
فَقَالَ	چنانچہ (انہیں دیکھ کر رسولِ اکرم ﷺ نے) فرمایا:
مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ	یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟
فَقَالُوْا	اس پر (لوگوں نے) کہا:
يُلَقِّحُوْنَهٗ	پیوند لگاتے ہیں اس (کھجور) کو۔
يَجْعَلُوْنَ الذَّكَرَ فِي الْأُنْثٰى	(اس کے لیے) رکھتے ہیں نر کو مادہ میں،
فَتَلْقَحُ	تو وہ (مادہ) بارآور ہو جاتی ہے۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	یہ سن کر رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مَا أَظُنُّ	میں نہیں سمجھتا (کہ)
يُغْنِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا	یہ (عمل) کچھ فائدے پہنچا سکتا ہے
قَالَ	(راوی نے مزید) بیان کیا:
فَأَخْبَرُوْا بِذٰلِكَ	لوگوں کو اس (ارشادِ گرامی) کی خبر ملی
فَتَرَكُوْهُ	تو انہوں نے یہ عمل (پیوند کاری) چھوڑ دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اس (صورتِ حال اور اس کے اثرات)
بِذٰلِکَ	کی اطلاع رسولِ اکرم ﷺ کو ہوئی'
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اِن کَانَ	اگر یہ (عمل) ان (باغبانوں) کو
یَنْفَعُهُمْ ذٰلِکَ فَلْیَصْنَعُوْهُ	فائدہ پہنچاتا ہے تو وہ اسے کرتے رہیں۔
فَاِنِّی اِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا	بس میں نے تو ایک رائے ظاہر کی تھی۔
فَلَا تُؤَاخِذُوْنِیْ	لہٰذا مجھ سے اخذ (حصولِ رہنمائی) نہ کرو'
بِالظَّنِّ	رائے کے معاملے میں۔
وَلٰکِنْ اِذَا حَدَّثْتُکُمْ	لیکن جب میں بیان کروں تم سے
عَنِ اللّٰهِ شَیْئًا	اللہ کے حوالے سے کوئی چیز
فَخُذُوْا بِهٖ	تو اسے (ٹھیک سے) تھام لو۔
فَاِنِّیْ لَنْ اَکْذِبَ	کیونکہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا
عَلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ	اللہ بزرگ و برتر (کے نام) پر۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 40' باب کراھۃ اکثار السوال' حذیفہ اکیڈمی' لاہور' 2001ء)

تشریح

اس حدیثِ مبارکہ سے حسب ذیل رہنمائی ملتی ہے:

1- ایک عام دنیوی کام کے سلسلے میں رسولِ اکرم ﷺ نے اس کام کی عدم افادیت کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔ اہلِ ایمان نے اس کو آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا ہم پلہ گردانا اور اس کام کو چھوڑ دیا' کیونکہ جب اللہ کے رسول ﷺ کسی کام کو عبث گردانیں اور اپنی رائے کا اظہار بھی فرمادیں تو اس رائے کے مطابق عمل ہی سنتِ رسول ﷺ قرار پاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- جب رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے اپنی رائے کے منفی اثرات کی رپورٹ آئی تو آپ ﷺ نے اس رائے کو واپس لے لیا اور وضاحت فرمادی کہ آپ نے محض اپنی رائے کا اظہار کیا تھا' کوئی حکمِ خداوندی بیان نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ رہنمائی بھی عطا کردی کہ آپ ﷺ سے منسوب جو بات ارشادِ الٰہی کے حوالے سے ہو وہی واجب الاتباع ہے۔ آپ ﷺ کی بشری رائے کا اتباع مطلوب نہیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے سربراہان کے لیے یہ رہنمائی بھی عطا فرمادی کہ وہ اپنی ذاتی رائے کو زبردستی دوسروں پر مسلط نہ کریں۔

3- آپ ﷺ نے بالواسطہ طور پر جھوٹ کی برائی اور اللہ کے حوالے سے افتراء پردازی کو ایمان باللہ کی ضد قرار دیا۔ گویا دوٹوک انداز میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ جہاں ایمان باللہ ہوگا' وہاں جھوٹ راہ نہیں پاسکے گا اور جہاں جھوٹ کو شعارِ مادر بنالیا جائے' وہاں ایمان نہ ٹک سکے گا۔ یہی منشاء و مدعا اس ارشادِ ربانی کا ہے:

اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

(سورۃ النحل آیت نمبر 105)

فتنوں سے اللہ کی پناہ

عَنْ عَائِشَةَ	عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہے کہ)
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے
بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ	ان کلمات سے:
اَللّٰهُمَّ	اے اللہ!
اِنِّى اَعُوْذُ بِكَ	میں تیری پناہ مانگتا ہوں
مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ	دوزخ کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے،
وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ	اور قبر کے فتنے سے،
وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى	اور فتنۂ فارغ البالی کے شر سے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ	اور تنگ دستی کی آزمائش کے شر سے،
وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ	اور دھوکہ دینے والے (جعلی) مسیح کے شر سے،
اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ	اے اللہ! دھو دے میری خطاؤں کو
بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ	برف اور اولوں کے پانی سے،
وَاَنْقِ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا	اور پاک کر دے میرے دل کو خطاؤں سے،
كَمَا اَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ	جس طرح تو سفید کپڑے کو صاف (کروا دیا) کرتا ہے،
مِنَ الدَّنَسِ	میل کچیل سے
وَبَاعِدْ بَيْنِيْ	اور دوری کر دے میرے
وَبَيْنَ خَطَايَايَ	اور میری خطاؤں کے درمیان
كَمَا بَاعَدْتَّ	جس طرح تو نے دوری کر دی ہے
بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ	مشرق و مغرب کے درمیان
اَللّٰهُمَّ	اے اللہ!
اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ	میں تیری پناہ مانگتا ہوں
مِنَ الْكَسَلِ	سستی سے،
وَالْهَرَمِ	اور بڑھاپے سے،
وَالْمَغْرَمِ	اور (کسی غلطی کے) تاوان سے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 464 باب 1707 حدیث 3268، دارالاشاعت، کراچی 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے حسبِ ذیل رہنمائی حاصل ہوتی ہے:

1- بندۂ رب اپنی ہر پریشانی کے ازالے کے لیے اپنے رب سے ہی پناہ طلب کرتا ہے اور اسی سے مدد مانگتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- دوزخ کا فتنہ اور اس کا عذاب، نیز اس سے پہلے قبر کا فتنہ (عذاب) عظیم ترین خطرے ہیں اور ان خطرات سے اللہ ہی بچا سکتا ہے۔

3- دنیا کی زندگی میں فارغ البالی اور تنگ دستی بھی بڑے فتنے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہنا چاہیے اور ان سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگنے اور اس کا مستحق بننے کی کوشش کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔

4- دھوکہ دینے والے جعلی مسیحاؤں سے بچنا چاہیے اور ان سے بچنے اور مسیحِ دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

5- اپنی خطاؤں کے خطرناک نتائج سے بچنے کے لیے:

(الف) اللہ سے اپنی خطاؤں کے اثرات کو ختم کرنے کی دعا کرنی چاہیے۔

(ب) اپنے دل کو خطاؤں سے پاک کروانے کی التجا بھی دعا کا حصہ ہو۔

(ج) خطاؤں سے دوری کی دعا بھی (اور کوشش بھی) زندگی کا مستقل وظیفہ ہو۔

6- سستی، بڑھاپا (جو سمجھ اور عمل سے محروم کردے) اور حاملِ تاوان غلطیوں کے اثراتِ بد سے بچنے کے لیے بھی اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

گویا انسانی زندگی کو دنیا و آخرت کے خطرات سے بچانے کے لئے یہ ڈھال عطا کی گئی ہے، جس کا کارکردگی کا انحصار ہر فرد کی وابستگی رب اور اپنی کدوکاوش پر ہے۔

باب نمبر ۴: سیرت و کردار

خزانۂ خدا کم نہیں

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ	عامر بن سعد سے روایت ہے
عَنْ اَبِیْهِ	(وہ) اپنے باپ (کے حوالے) سے (بیان کرتے ہیں)
قَالَ عَادَنِیْ النَّبِیُّ ﷺ	انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے میری عیادت کی
فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ	حجۃ الوداع کے دوران (میری) علالت پر
اَشْفَیْتُ مِنْهُ عَلَی الْمَوْتِ	میں (ایسا پریشان ہوا کہ) موت کے ذریعے شفاء چاہنے لگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ
مَاتَرٰى
وَاَنَا ذُوْ مَالٍ
وَّلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ
اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ
قَالَ لَا
قُلْتُ اَفَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ
قَالَ لَا
قُلْتُ فَالثُّلُثُ
قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ
اِنَّكَ اَنْ تَذَرَوَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ
خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً
يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ
وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا
وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا
حَتّٰى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا
فِيْ فَمِ امْرَاَتِكَ
قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ
قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ
فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ

چنانچہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ
بیماری سے میرا یہ حال ہوا ہے،
جو آپ دیکھ رہے ہیں۔
میں مال دار (آدمی) ہوں
اور میرا کوئی وارث نہیں سوائے میری بیٹی کے
تو کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ کر دوں؟
(آپ ﷺ نے) فرمایا: نہیں۔
میں نے عرض کیا: تو پھر تہائی؟
(آپؐ نے) فرمایا: نہیں
میں نے عرض کیا: تو پھر تہائی
فرمایا: (ہاں) تہائی اور تہائی بہت ہے۔
فی الحقیقت اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے
تو (یہ صورت) اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ دے
(اور) وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں
اور کوئی بھی خرچ جس سے تو اللہ کی رضا چاہے، ایسا نہیں
کہ اس پر تجھے اجر نہ ملے،
یہاں تک کہ اس لقمے (پر بھی) جو تو
اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے
میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ!
میں (یہاں) پیچھے رہ جاؤں گا اپنے ساتھیوں کے بعد
(جو آپ کے ہمراہ یہاں سے چلے جائیں گے)
آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تو پیچھے نہیں رہے گا۔
بلکہ تو جو بھی عمل کرے گا، جس سے تو اللہ کی رضا چاہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً	اس سے تیرے درجے اور بلندی میں اضافہ ہوگا۔
وَلَعَلَّکَ تُخَلَّفُ	اور عجب نہیں کہ تجھے چھوڑے رکھا جائے اور
حَتّٰی یَنْتَفِعُ بِکَ اَقْوَامٌ	تیری وجہ سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔
وَیُضَرُّ بِکَ آخَرُوْنَ	اور کچھ دوسروں کو تیرے ذریعے نقصان
	سے دوچار کیا جائے۔
اَللّٰھُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ ھِجْرَتَھُمْ	اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو پورا کردے
وَلَا تَرُدَّھُمْ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ	اور ان کو الٹے پیروں واپس نہ لوٹانا،
لٰکِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ	لیکن سعد بن خولہ گرفتار مصیبت ہوا (کہ مرگیا)
رَثٰی لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ ان کے ذکر سے غمگین ہوتے تھے
اَنْ تُوُفِّیَ	کیونکہ وہ مکہ میں وفات پاگئے تھے
بِمَکَّةَ	(اور آپ کے ساتھی واپس نہ جاسکے تھے)

(بخاری جلد دوم باب 547 حدیث 1530)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد و عمل کے ذریعے بیماروں کی عیادت کی سنت قائم کی، ایک تہائی مال کی وصیت کا طریقہ سکھایا، اپنی ضرورت کے لیے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کو ناپسند فرمایا، رب کریم کی طرف سے چھوٹے چھوٹے (بظاہر خالص دنیوی) کاموں پر اجر کی بشارت دی، اپنے اصحاب کے لیے محبت اور خیر خواہی کے جذبات کا اظہار کیا، دنیا سے رخصت ہوجانے والے ساتھیوں کے لیے غمگین ہوئے۔ اس طرح اس حدیث مبارکہ میں پانچ معاشرتی آداب کی تعلیم دی گئی:

1- بیمار پرسی اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ ہے۔
2- میراث میں وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ نہ ہونی چاہیے۔
3- اپنی ضرورت کے لیے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اچھا نہیں۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- زندگی اطاعت رب کی حامل ہو تو خالص دنیوی نظر آنے والے کاموں پر بھی اجر ہے۔

5- اپنے ساتھیوں سے محبت کرنا اور ان کا خیر خواہ بننا ہادی برحق ﷺ کی سنت ہے۔

رمضان کے روزے

حَدَّثَنَا هِشَامٌ	ہشام نے ہم سے بیان کیا۔
قَالَ	انہوں نے کہا:
اَخْبَرَنِیْ اَبِی عَنْ عَائِشَةَ	مجھے بتایا میرے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کے
قَالَتْ	حوالے) سے انہوں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا:
كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ	عاشورے کا دن (ایسا) تھا
تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ	کہ قریش اس روز جاہلیت (کے زمانے) میں
	روزہ رکھتے تھے۔
وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُهُ	اور نبی ﷺ (بھی) اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔
فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ	پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے
صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ	تو آپ نے (وہاں بھی) یہ روزہ رکھا اور
	(لوگوں کو) یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔
فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ	لیکن جب رمضان (کے روزوں کا حکم) نازل ہوا
كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيْضَةَ	(تو) رمضان (کا روزہ) فرض ہو گیا۔
وَتُرِكَ عَاشُوْرَاءُ	اور عاشورہ (کا روزہ) چھوڑ دیا گیا
فَكَانَ مَنْ شَاءَ	تو جس کسی نے چاہا،
صَامَهُ	وہ (عاشورے کا) روزہ رکھا:
وَمَنْ شَاءَ	اور جس نے چاہا،
لَمْ يَصُمْهُ	وہ (عاشورے کا) روزہ نہ رکھا۔

(بخاری جلد دوم باب 585 حدیث 1615)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے اس حدیث میں یہ بات واضح فرمائی گئی ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے اپنے عمل اور قول سے عاشورے کا روزہ رکھنے کا اہتمام کرنے کی ہدایت کی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے (فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ) تو آپ ﷺ نے ادائے فرض پر توجہ دلائی اور اس کا بھرپور اہتمام کیا۔ یہ وہی صورت ہے، جو تحویل قبلہ کے معاملے میں نظر آتی ہے۔ جب تک خانۂ کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم نہیں آیا تھا، مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی۔ لیکن جیسے ہی مسجد حرام (خانۂ کعبہ) کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم آیا، بلا تاخیر اسے (مسجد حرام کو) قبلہ بنا لیا گیا۔ جہاں جہاں لوگوں کو اطلاع پہنچی، انہوں نے عین حالت نماز میں اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا (وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ) اسلام کی روح یہی ہے کہ جیسے ہی کسی معاملے میں یہ معلوم ہو کہ اللہ کا حکم یہ ہے، فوراً اس کی تعمیل کی جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے عمل اور قول سے اسی شہادت کی مثال قائم کی ہے۔

متوازن زندگی

اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ اَبِي حُمَيْدٍ	حمید بن ابی حمید نے ہمیں بتایا
اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	کہ انہوں نے انس بن مالک ؓ سے سنا
يَقُوْلُ	وہ (حضرت انس ؓ) فرماتے تھے:
جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ	تین سرکردہ افراد نبی ﷺ کی
اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ	بی بیوں کے گھر پر آئے
يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ	وہ نبی ﷺ کی عبادت کے
	متعلق پوچھ رہے تھے۔
فَلَمَّا اُخْبِرُوْا	جب ان کو بتایا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا
فَقَالُوْا
وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ
قَدْ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
وَمَاتَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ
اَمَّا اَنَا
فَاِنِّي اُصَلِّي الَّلَيْلَ اَبَداً
وَقَالَ اٰخَرُاَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ
وَلَا اُفْطِرُ
وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ
فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَداً
فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
فَقَالَ
اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا
اَمَاوَاللّٰهِ اِنِّي لَاَ خْشَاكُمْ لِلّٰهِ
وَاَتْقٰكُمْ لَهٗ

لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ
وَاُصَلِّي وَاَرْقُدُ
وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ
فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ
فَلَيْسَ مِنِّيْ

(تو) گویا وہ اس (عبادت) کو قلیل سمجھے۔
چنانچہ انہوں نے کہا
کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ
ان کے تو اگلے پچھلے (سارے) گناہ بخش دیئے
گئے۔ان میں سے ایک نے کہا
جہاں تک میرا تعلق ہے،
سو میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔
دوسرا بولا: میں ہمیشہ روزہ سے رہوں گا
اور افطار نہ کروں گا۔
اگلے نے کہا: میں تو عورتوں سے الگ رہوں گا
اور کبھی شادی نہ کروں گا۔
اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔
سن لو خدا کی قسم، میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرنے
والا ہوں اور تم سے زیادہ اس کے آگے جواب دہی
کا احساس رکھنے والا ہوں
لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔
(رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں،
اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔
تو جو کوئی میرے طریقے کو پسند نہ کرے،
وہ میرا نہیں ہے۔

(بخاری جلد سوم باب 30 حدیث 56)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے خود اپنے مذاہب کے جو حلیے بگاڑے ہیں، اس کے نتیجے میں متعلقہ مذاہب افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض نے ترکِ دنیا کو روحانی ارتقاء کی معراج قرار دیا اور بعض نے دنیا پرستی کے لیے طرح طرح کی تاویلیں ایجاد کیں۔ ختمِ نبوت کا اعجاز یہ ہے کہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان عدل وتوازن کی راہ فراہم کی، جو صرف نشانِ راہ کے اظہار تک محدود نہیں بلکہ نبوی معیار کی عملی شکل بھی رکھتی ہے۔ اس ارشادِ گرامی میں اللہ کے آخری رسول ﷺ نے یہ بات بھی واضح فرمادی ہے کہ آپ ﷺ خدا سے ڈرنے اور اس کے سامنے جواب دہی کے حوالے سے فکرمند ہونے میں تمام اہل ایمان سے آگے اور ان کے رہنما ہیں۔ اس وضاحت کے نتیجے میں نہ صرف ایسی کوئی گنجائش باقی نہ رہی کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے ترکِ دنیا کو بلندیٔ درجات کا ذریعہ سمجھا جائے بلکہ اس کو ناپسندیدہ قرار دے کر اس سے بچنے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

یہ بات بھی نہایت غیر معمولی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی متوازن زندگی کو اپنی سنت قرار دیا اور واضح الفاظ میں تنبیہ کی کہ اس طریق سے ہٹ کر زندگی کا جو بھی ڈھنگ اختیار کیا جائے، وہ بالآخر آپ ﷺ سے ترکِ تعلق پر منتج ہوگا۔

بخیل اور سخی کی مثالیں

قَالَ اللَّيْثُ	لیث نے کہا
حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ	مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ	عبدالرحمن بن ہرمز کے حوالے سے انہوں
سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ	(عبدالرحمن) نے کہا، میں نے ابوہریرہ سے سنا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ	بخیل اور سخی کی مثال
كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ	(ایسے) دو آدمیوں کی سی ہے،
عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ	کہ ان (کے جسموں) پر دو کرتے ہوں لوہے کے
مِنْ لَّدُنْ ثُدَيَيْهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا	ان کی چھاتیوں سے ان کی ہنسلیوں تک۔
فَاَمَّا الْمُنْفِقُ	تو سخی کا حال یہ ہو
فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا اِلَّا	کہ وہ کچھ بھی خرچ نہیں کرتا سوائے اس صورت کے
مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهٖ	کہ وہ (کرتا) اس کے جسم پر پھیل جاتا ہے
حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهٗ	یہاں تک کہ (پاؤں کی) پوروں کو (بھی) ڈھانپ لیتا
وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ	ہے اور اس کے نشانِ راہ کو بھی محو کرتا جاتا ہے۔
وَاَمَّا الْبَخِيْلُ	اور بخیل کا حال یہ ہے کہ
فَلَا يُرِيْدُ يُنْفِقُ اِلَّا	وہ جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سوا کوئی سورت نہیں ہوتی
لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ	کہ اس (کے فولادی کرتے) کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر
مَوْضِعَهَا	تنگ ہو جاتا ہے۔
فَهُوَ يُوْسِعُهَا	تو وہ (بخیل) اس (کرتے) کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے
فَلَا تَتَّسِعُ	لیکن وہ (کرتا) نہیں پھیلتا،
وَيُشِيْرُ	یہاں تک کہ وہ (بخیل تکلیف کی وجہ سے)
بِاَصْبَعِهٖ	اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے
اِلٰى حَلْقِهٖ	اپنے حلق کی طرف (جو گھٹنے لگتا ہے)

(بخاری جلد سوم باب 179 حدیث 274)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک مثال کے ذریعے بخل اور کشادہ دستی کو نہایت موثر اور لطیف انداز میں واضح فرمایا ہے اور بخل کی خرابی اور کشادہ دستی کی خوبی کی طرف توجہ دلائی ہے۔

آپ ﷺ نے سمجھایا ہے کہ کشادہ دستی کے نتیجے میں آدمی کا دل (اور ہاتھ) مزید کھلتا جاتا ہے اور اس کو پیش رفت کی مزید ترغیب ملتی ہے، جب کہ بخیل اگر خلافِ معمول کشادہ دستی کا مظاہرہ بھی کرنا چاہے تو نہیں کر پاتا۔ ایسی خواہش بھی اس کے دل (اور ہاتھ) کو مزید جکڑ لیتی ہے اور وہ بخیلی کی لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پاتا۔

چھوٹوں کی بہتر تربیت کا اہتمام

عَنْ عَمْرٍو	عمر سے روایت ہے
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ	جابر بن عبداللہ کے حوالے سے:
هَلَكَ اَبِیْ	میرے باپ مر گئے
وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ	اور سات (یا نو) بیٹیاں چھوڑ گئے
فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ثَيِّبًا	تو میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی۔
فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:
تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ	اے جابر! تو نے شادی کی ہے؟
فَقُلْتُ نَعَمْ	میں نے عرض کیا: جی ہاں۔
فَقَالَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا	تو آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری (سے) یا بیوہ (سے)؟
قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا	میں نے عرض کیا: (کنواری سے نہیں) بلکہ بیوہ (سے)
قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً	ارشاد ہوا: کسی نوخیز (سے) کیوں نہ (کی)
تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ	کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ	اور تو اسے ہنساتا اور وہ تجھے ہنساتی۔
فَقُلْتُ لَهُ	میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا!
اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ	کہ عبداللہ وفات پا گئے اور بیٹیاں چھوڑ گئے
وَاِنِّیْ كَرِهْتُ	میں نے یہ مناسب نہ سمجھا
اَنْ اَجِيْتَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ	کہ میں ان پر لے آؤں ان ہی جیسی (کوئی لڑکی)
فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً	اس لیے میں نے بیاہ کیا ایک (سن رسیدہ) عورت (سے)
تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ	(کہ جو) نگراں بن سکے ان (بہنوں) پر
وَتُصْلِحُهُنَّ	اور ان کی اصلاح کر سکے۔
فَقَالَ	یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
بَارَكَ اللّٰهُ	اللہ برکت دے
اَوْ خَيْرًا	(یا بھلائی عطا فرمائے)

(بخاری جلد سوم باب 220 حدیث 334)

تشریح

اس حدیثِ مبارکہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا جب انتقال ہوا تو حضرت جابرؓ غیر شادی شدہ تھے اور نسبتاً کم عمر بھی۔ اسی مناسبت سے رسول اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کسی دوشیزہ سے شادی کیوں نہ کی، جس سے ہم آہنگی کا امکان زیادہ ہوتا۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک شادی کی اصل روح فریقین کے درمیان ہم آہنگی ہے۔

دوسری اہم بات یہ سامنے آتی ہے کہ رسول خدا کے نزدیک چھوٹوں کی بہتر تربیت نہایت اہم ذمہ داری ہے اور اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابر نے اپنی زیر کفالت بہنوں کا ذکر کیا اور بیوہ سے شادی کی وجہ بہنوں کی تربیت کی ضرورت ظاہر کی تو آپ ﷺ نے ان کے اس فیصلے کو پسند فرمایا اور اپنے مشورے کو نظر انداز کر کے حضرت جابرؓ کے اقدام کو سراہا اور ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار دعا کی صورت میں فرمایا۔

تندیء بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ	ابو ہریرہؓ سے (روایت ہے)۔
قَالَ	انہوں نے بیان کیا (کہ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مَثَلُ الْمُؤْمِنِ	مومن کی مثال (ایسی ہے)
كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ	جیسے کھیت کا ہرا بھرا نرم پودا۔
مِنْ حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيْحُ	جدھر سے بھی اس کو ہوا لگے،
كَفَأَتْهَا	وہ (ہوا) اس (پودے) کو پلٹ دیتی ہے۔
فَاِذَا اعْتَدَلَتْ	لیکن جب وہ (ہوا) دھیمی ہو جائے،
لَكَفَأُ بِالْبَلَاءِ	وہ (پودا) اس دباؤ سے لہلہانے لگتا ہے۔
وَالْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ صَمَّاءَ	اور بدکار (دشمنِ حق) گویا شمشاد (کی طرح) سخت
مُعْتَدِلَةً	نہ ادھر، نہ اُدھر،
حَتّٰى	یہاں تک کہ
يَقْصِمَهَا اللّٰهُ	اللہ اس کو توڑ کر رکھ دیتا ہے،
اِذَا شَاءَ	جب چاہے۔

(بخاری جلد سوم باب 371 حدیث 602)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک مثال کے ذریعے مومن اور فاجر کا تقابل فرمایا ہے۔ نباتات کی مختلف اقسام کا ذکر کر کے آپ ﷺ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ مومن پر بھی آزمائشیں آتی ہیں اور بدکار پر بھی لیکن ان آزمائشوں کے اثرات دونوں پر مختلف ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں اپنی اصل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں یعنی یہ کہ مومن عملاً بدکار نہیں ہوسکتا اور اگر وہ بدکار ہو جائے تو خود اپنے عمل سے شرف ایمانی کی نفی کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی نشاں دہی فرمائی ہے کہ مومن پر کوئی آزمائش آتی ہے تو جی چھوڑنے اور دل بیٹھنے کی نوبت نہیں آتی بلکہ ایمان کی قوت اس کا عزم و حوصلہ برقرار رکھتی ہے اور آزمائش کا اثر کم ہوتے ہی وہ نہ صرف دوبارہ اپنی جگہ قائم اور مستحکم ہو جاتا ہے بلکہ اس کا جوش و جذبہ کچھ اور بڑھ جاتا ہے لیکن بدکار آزمائش کے نتیجے میں دل شکستہ اور مایوس ہو جاتا ہے اور بالآخر میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اس لیے مومنین صالحین کو آزمائشوں سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر و استقامت سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

تکبر سے کپڑا لٹکانا

عَنْ سَالِمٍؒ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ — سالم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (مروی ہے)

عَنْ اَبِيْهِ — ان کے باپ (کے حوالے) سے

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ — (کہ انہوں نے) نبی ﷺ (کے حوالے) سے بیان کیا:

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ — جس کسی نے کپڑا گھسیٹا اپنا تکبر سے،

لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — نہیں دیکھے گا اللہ اس کی طرف روزِ قیامت۔

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ — (اس ارشادِ رسول ﷺ کو سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ — نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اَحَدَ شِقَّیَ اِزَارِیْ	میرے تہ بند کا ایک سرا
یَسْتَرْخِیْ	ڈھیلا ہو جاتا ہے (لٹک جاتا ہے)،
اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِکَ مِنْهُ	اگر میں اسے اس (لٹکنے) سے سنبھالتا نہ رہوں
فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ	تو (اس پر) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
لَسْتَ مِمَّنْ یَصْنَعُهُ	تم ان میں سے نہیں ہو، جو تکبر سے اس
خُیَلَاءَ	(کپڑے) کو لٹکاتے ہیں۔

(بخاری جلد سوم باب 451 حدیث 731)

تشریح

اللہ کے رسول ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک خطرناک مرض سے خبردار کیا ہے اور وہ ہے ''تکبر''۔ اس کا خاصہ یہ ہے کہ انسان میں انانیت (خود پسندی)، خود ستائی اور خود پرستی) پروان چڑھاتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک بندۂ خدا، خواہ وہ مومن ہی کیوں نہ ہو، دینِ رحمت کو روشِ زحمت بنا دیتا ہے اور انسانی معاشرے کو، خواہ وہ اسلامی معاشرہ ہی کیوں نہ ہو، پھاڑنے اور منتشر کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یوں بھی تکبر کسی طرح بھی نظام اطاعت و احسان (اسلام) سے میل نہیں کھاتا۔ کبریائی تو صرف اللہ جل شانہ کے لیے ہی مخصوص ہے۔ بس وہی اکبر ہے۔ یہ تکبر ہی ہے، جس نے ابلیس کو اپنے جانے پہچانے رب کی نافرمانی پر اکسایا اور سرِ تسلیم خم کرنے اور اطاعتِ امر رب سے روکے رکھا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

یہ تکبر ایسا خطرناک مرض ہے کہ اچھے بھلے دین دار آدمی کو بھی اس طرح لگ جاتا ہے کہ اسے پتہ بھی نہیں چلتا اور محسوس کرنے والے بھی اس کے ذکر سے گریز کرتے ہیں۔ ایک عالم اس مرض کے نقصانات بیان کرتا رہتا ہے لیکن خود بھی اس کا شکار ہوتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ انسان کے اندر احساسِ خودی کا ایک جذبہ موجود ہے، جو تحفظ ذات کا وسیلہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان اپنے متعلق بھی یہ علم اور احساس رکھتا ہے کہ وہ فلاں معاملے میں دوسروں سے بہتر ہے، بالخصوص ایسی صورت میں کہ اسے کوئی نمایاں وجہ امتیاز بھی حاصل ہو، مثلاً مال کی فراوانی، اولاد کی کثرت، علم کا ذخیرہ۔ تکبر چونکہ انسان کے نفس کے اندر پرورش پاتا ہے۔ اس لیے آسانی سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ کچھ علامات اس کے وجود کا اظہار کرتی ہیں، مثلاً

1- اپنے منہ سے براہ راست یا بالواسطہ اپنی تعریفیں کرنا یا دوسروں سے سننا پسند کرنا۔

2- دوسروں کو کسی نہ کسی اعتبار سے اپنے سے کمتر سمجھنا، یا کم از کم اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھنا۔

3- مختلف طریقوں سے دوسروں کی تقصیر و تحقیر کرنا۔

4- اپنی حیثیت و استطاعت سے بڑھ کر دعوے کرنا، ڈینگیں مارنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ ایسی خطرناک برائی ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اس کے حامل فرد کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ فرمائے گا۔ گویا اس کی موجودگی ایک بندۂ مومن کے سارے اعمالِ حسنہ کو تباہ کر دے گی اور وہ آخرت میں ناکام و نامراد ہوگا۔ اس لیے اس سے بچنے کا بھرپور اور مسلسل اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کے کچھ طریقے یہ ہیں:

1- بار بار سچے دل سے اس مصیبت سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگی جائے۔ لیکن وہ محض الفاظ کی تکرار نہ ہو بلکہ حضورِ قلب کے ساتھ واقعی التجا ہو۔

2- ہر آن اپنی اندرونی کیفیات پر نگاہ رکھی جائے اور خود بار بار اپنا احتساب کیا جاتا رہے۔

3- اپنی زبان سے ایسی باتیں نکالنے سے گریز کیا جائے، جن سے اپنی تعریف کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔

4- گفتگو اور طور طریق میں انکسار اختیار کیا جائے۔

5- سلام میں اور ملنے میں پہل کی جائے۔

6- اپنے سامنے اپنی تعریف کرنے والے فرد کو ایسا کرنے سے روکا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کی مدد کرے کہ وہ اپنے آپ کو اس خطرناک مرض سے بچا سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اپنے والدین کو گالی نہ دے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ	عبداللہ بن عمروؓ سے (روایت ہے):
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا (کہ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ	حقیقتاً بڑے سے بڑا گناہ (یہ ہے)
اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ	کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔
قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ!
وَ كَيْفَ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ	آخر کس طرح آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے گا؟
قَالَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ	آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے گا
فَيَسُبُّ	تو وہ (دوسرا آدمی) گالی دے گا
اَبَاهُ	اس (گالی دینے والے) کے باپ کو۔
وَيَسُبُّ اُمَّهُ	اور (اسی طرح) اس (دوسرے) کی ماں کو گالی دے
فَيَسُبُّ	تو وہ (دوسرا آدمی) گالی دے گا
اُمَّهُ	اس (گالی دینے والے) کی ماں کو۔

(بخاری جلد سوم باب 556 حدیث 913 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنا دیا ہے۔ رب کریم نے ہی ارشادات رسول ﷺ کو بھی عام فہم بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کی زبان، انداز، دلائل اور امثال اتنے سچے تلے اور دل نشین ہوتے ہیں کہ معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی انہیں آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ یہ ارشادات انسانیت کے ہر دور اور ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقے کے لیے قابل فہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب تکمیل دین کا اعلان فرمایا تو اس میں آپ سے آپ یہ بات بھی آگئی کہ اب یہ تعلیم دین علماء فقہا، اساتذہ وفلاسفہ، مزدور اور کسان، چھابڑی والے اور جاروب کش سب کے لیے ہے۔

مذکورہ بالا ارشاداتِ گرامی میں محبوبِ خدا ﷺ نے ایک اہم معاشرتی نکتہ نہایت سادہ سی دلیل کے ذریعے بہت پُر اثر انداز میں سمجھایا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی فرد اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا خیال بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ کسی دوسرے کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے تو نتیجتاً دوسرا بھی جواباً یہی کاروائی کرے گا اور اس طرح پہلے کے ماں باپ بھی دوسرے کی گالیوں کی زد میں آجائیں گے، جس کی اصل وجہ پہلے کی بے احتیاطی ہے۔۔۔۔ یہ اسی طرح کی بات ہے کہ دوسروں کے معبودوں کو برا نہ کہو، ورنہ وہ بھی جواباً تمہارے رب کی شان میں گستاخی کریں گے۔

مومن معاشرہ ایک جسم کی طرح ہے

نُعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ	نعمان بن بشیر کا بیان ہے (کہ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ	تم دیکھو گے مومنوں کو
فِيْ تَرَاحُمِهِمْ	باہم رحم کرنے میں
وَتَوَدِّهِمْ	اور آپس کی دوستی رکھنے میں
وتَعَاطُفِهِمْ	اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں
كَمَثَلِ الْجَسَدِ	مانندِ جسم۔
اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا	جب کوئی تکلیف ہوتی ہے ایک عضو کو
تَدَاعٰى لَهٗ	(تو) بے چین ہو جاتا ہے اس (عضو) کی وجہ سے
سَائِرُ جَسَدِهٖ	اس (عضو) کا پورا جسم
بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى	بے خوابی اور بخار سے۔

(بخاری جلد سوم باب 579 حدیث 949 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی اپنی روح کے اعتبار سے ارشادِ باری تعالیٰ "رحماء بینھم" کی تفسیر ہے۔ اس ارشادِ نبوی میں ایک آسان مثال سے مسلمانوں کے باہمی تعلق اخوت کو نہایت دلنشین انداز میں اس طرح واضح فرمایا گیا ہے کہ گویا ملت کا ہر فرد ملت کی آنکھوں کا تارا ہے اور ساتھ ہی وہ ملت کے دوسرے افراد کا پشتبان اور نگہبان بھی ہے۔ یہ ارشادِ گرامی افرادِ ملت کے حقوق کا محافظ بھی ہے اور ان کے فرائض کا علمبردار بھی۔

حق تو یہ ہے کہ اگر اہل ایمان اس ارشادِ گرامی کو اپنے عمل میں سمو لیں تو یقیناً ملت اسلامیہ اپنے ہر فرد کے لیے ایک مضبوط سائبان بن سکتی ہے اور دنیا میں امن و امان کے قیام کی ضامن ایک بڑی تعمیری قوت بھی۔

یہی قانونِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
محبت کی جہانگیری، اخوت کی فراوانی

بُرا آدمی

عَنْ عُرْوَةِ ابنِ الزُّبَيْرِ	عروہ بن زبیر سے (روایت ہے)
اَنَّ عَائِشَةَ اَخبَرَتْهُ	کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے انہیں (عروہ)
قَالَتْ	کو بتایا: انہوں (عائشہؓ) نے بیان کیا (کہ)
اِسْتَاذَنَ رَجُلٌ عَلٰى	ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے
رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	(اندر آنے کی) اجازت مانگی
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اِئْذَنُوْا لَهٗ	اس کو اجازت دے دو۔
بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ	برادری کا بُرا آدمی (ہے)
اَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ	یا (برا) فرزندِ قبیلہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا دَخَلَ	پھر جب (وہ آدمی) اندر آیا
اَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ	(تو آپ ﷺ نے) اس کے لیے نرم کلامی اختیار کی۔
قُلْتُ	میں (عائشہؓ) نے کہا:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ!
قُلْتَ الَّذِیْ قُلْتَ	آپ ﷺ نے تو (اس کے متعلق) ایسا ایسا فرمایا تھا۔
ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ	پھر (بھی) آپ ﷺ نے اس سے نرم کلامی برتی۔
قَالَ	(یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا:
اَیْ عَائِشَةُ	اے عائشہؓ!
اِنَّ شَرَّ النَّاسِ	حقیقتاً لوگوں میں بُرا (وہ ہے)
مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ	جس سے لوگ ترکِ تعلق کر لیں
اَوْوَدَعَهُ النَّاسُ	یا اس کو لوگ چھوڑ دیں
اتِّقَآءَ فُحْشِهٖ	اس کی بدزبانی سے بچنے کے لیے۔

(بخاری جلد سوم باب 600 حدیث 991 مکتبہ رحمانیہ، لاہور 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں دو باتوں کی وضاحت فرمائی ہے۔ ایک یہ کہ زبان کی بے احتیاطی کے بھی نقصانات ہیں۔ آپ ﷺ نے آخرت میں جواب دہی اور انجامِ بد کے خطرے کے علاوہ دنیا میں زبان کی بے احتیاطی کا ایک نقصان یہ بتایا ہے کہ جو آدمی بے لگام ہوتا ہے، دوسرے لوگ اس کی بدزبانی کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اس سے کترانے لگتے ہیں اور ترکِ تعلق تک کی نوبت آ جاتی ہے۔

دوسری بات یہاں یہ سمجھائی گئی ہے کہ بدکلامی کی اصلاح کے لیے بھی نرم کلامی اختیار کی جائے اور ملنے کے لیے آنے والے فرد کے ساتھ خوش کلامی کا مظاہرہ کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسانی فراہم کرنے والے، نہ کہ تنگی پیدا کرنے والے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ	عبیداللہ بن عتبہ سے (روایت ہے)
اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ	کہ ابو ہریرہؓ نے ان (عبیداللہ) کو بتایا
اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ	کہ ایک دیہاتی نے پیشاب کر دیا مسجد میں۔
فَثَارَ اِلَيْهِ النَّاسُ	چنانچہ لوگ (حاضرین) اس کی طرف جھپٹے
لِيَقَعُوْا بِهِ	تاکہ اسے تادیب کریں۔
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اس پر ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
دَعُوْهُ	چھوڑ دو اسے۔
وَاَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ ذَنُوْبًا مِنْ مَّاءٍ	اور بہا دو اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول
اَوْ سَجْلًا مِنْ مَّاءٍ	یا بالٹی بھر پانی
فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ	کیونکہ تم مامور کیے گئے ہو آسانی فراہم کرنے پر
وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ	اور نہیں بنائے گئے ہو تنگی پیدا کرنے والے۔

(بخاری جلد سوم باب 632 حدیث 1060 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں ایک تو یہ طریقہ بتایا ہے کہ اگر کسی جگہ پیشاب (یا رقیق گندگی) سے ناپاکی ہو جائے تو اسے پاک کرنے کے لیے مناسب مقدار میں پانی بہا دیا جائے تاکہ وہ گندگی معدوم ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اصلاح کے لیے سختی اور سرزنش کے بجائے نرمی اور تحمل کا طریقہ سکھایا ہے۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے دلیل یہ دی ہے کہ اہلِ ایمان دوسرے لوگوں کو آسانی فراہم کرنے پر مامور کیے گئے ہیں، سخت گیری کے حامل نہیں بنائے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدگمانی کے امکان کا خاتمہ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَّ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ
اَخْبَرَتْهُ
اَنَّهَا جَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ
تَزُوْرُهُ
وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِيْ الْمَسْجِدِ
فِيْ الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ
فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ
سَاعَةً مِّنَ الْعِشَاءِ
ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ
فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ
يَقْلِبُهَا
حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ
الَّذِي عِنْدَ مَسْكَنِ اُمِّ سَلَمَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ
مَرَّبِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ
فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

علی بن حسین سے (روایت ہے)
کہ صفیہ بنت حُیَی زوجہ نبی ﷺ
نے اسے (علی بن حسین کو) بتایا
کہ وہ (حضرت صفیہ ؓ) آئیں رسول
اللہ ﷺ کے پاس
ان (رسول اللہ ﷺ) سے ملاقات کرنے
جب کہ وہ (رسول اللہ ﷺ) اعتکاف کیے
ہوئے تھے مسجد میں آخری عشرے میں رمضان کے
چنانچہ انہوں (حضرت صفیہ ؓ) نے باتیں
کیں ان (رسول اللہ ﷺ) سے
گھڑی بھر عشاء کے وقت
پھر وہ (حضرت صفیہ ؓ) اٹھیں اور واپس چلیں
تو اُٹھے ان (حضرت صفیہ ؓ) کے ساتھ نبی ﷺ
ان (حضرت صفیہ ؓ) کو واپس پہنچانے کے لیے
حتیٰ کہ وہ (حضرت صفیہ ؓ) پہنچ گئیں مسجد کے
دروازے پر، جو تھا قریب رہائش گاہ ام سلمہ ؓ
زوجۂ نبی ﷺ
(تو) گزرے ان دونوں (رسول اکرم ﷺ
اور حضرت صفیہ ؓ) کے پاس سے دو انصاری مرد
چنانچہ انہوں نے سلام کیا رسول ﷺ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ نَفَذَا	پھر آگے چلے گئے۔
فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	اس (صورتحال) پر کہا ان دونوں سے رسول
عَلٰى رِسْلِكُمَا	اللہ ﷺ نے تم دونوں ذرا ٹھہرو
اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ	یہ نوٹ کرلو کہ یہ (خاتون) صفیہ بنت حُیی (میری
قَالَا	زوجہ) ہیں (یہ سن) کر ان دونوں نے کہا
سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	سبحان اللہ! یارسول اللہ ﷺ
وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا	کیونکہ شاق گزرا ان دونوں پر (آپ ﷺ کا یہ اظہار)
قَالَ	(چنانچہ) آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی:
اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ	درحقیقت شیطان گردش کرتا رہتا ہے
مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ	انسان کے اندر مانندِ خون۔
وَاِنِّيْ خَشِيْتُ	لہٰذا مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا
اَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا	کہ وہ وسوسہ نہ ڈال دے تمہارے دلوں میں۔

(بخاری جلد سوم باب 673 حدیث 1149 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے یہاں درج ذیل معاملات میں راہنمائی فرمائی ہے:۔

1- رمضان کے آخری عشرے کے دوران مسجد کے اندر حالتِ اعتکاف میں اپنے ساتھ بھی کسی خاتون کی ملاقات کو امکانی بدگمانی کا ذریعہ قرار دیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے بے جا اعتماد اور امکانی بے احتیاطیوں کی گنجائش ختم کردی۔

2- آپ ﷺ نے بدگمانی کے امکان کو ختم کرنے کے لیے قریب سے گزر کر آگے چلے جانے والے افراد کو روک کر متعین وضاحت فرمائی کہ آپ ﷺ کے ساتھ چلنے والی خاتون فلاں زوجہ محترمہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- اپنے عمل سے یہ راہنمائی فرمانے کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ توجیہ بھی بیان فرمادی کہ شیطان، انسان کا دشمن، انسان کے اندر خون کی مانند گردش کرتا رہتا ہے۔ وہ طرح طرح سے انسان کو غلط راہ پر ڈالنے کی جو کوششیں کرتا ہے، ان کا ایک اہم عنصر انسان کے دل میں وسوسہ ڈالنا اور بدگمانی پیدا کرنا بھی ہے۔

کسی کے گھر میں جھانکنا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ	سہل بن سعد سے (روایت ہے)۔
قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ	انہوں نے بیان کیا کہ جھانکا ایک شخص نے ایک
فِيْ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ	سوراخ سے حجروں میں نبی ﷺ کے
مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى	(اس وقت) نبی ﷺ کے پاس (ہاتھ میں) ایک
يَحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ	جھانواں تھا آپ ﷺ کھجلا رہے تھے اس سے اپنا سر
	چنانچہ (اس شخص کی یہ حرکت دیکھ کر)
فَقَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ	اگر میں سمجھتا کہ تو دیکھ رہا ہے
لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنِكَ	تو یقیناً میں ماردیتا اس (جھانوے) سے تیری آنکھ
اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِيْذَانُ	میں۔ سوچو تو سہی کہ اجازت لینے کی پابندی
مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ	نظر پڑنے سے بچانے کے لیے ہی تو ہے۔

(بخاری جلد سوم باب 691 حدیث 1170 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں دوٹوک انداز میں واضح فرمایا ہے کہ کسی کے گھر میں جھانکنا فی الواقع اس کی خلوت پر حملہ کرنا ہے۔ ایسی صورت میں گھر والے کو یہ حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچتا ہے کہ اس حملہ آور پر جوابی حملہ کر دے۔ اس کے نتیجے میں اگر اول الذکر حملہ آور کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ آپ ﷺ نے توجیہ یہ فرمائی ہے کہ دوسروں کے گھروں میں اجازت لے کر آنے کی پابندی اسی لیے ہے کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے سے کسی غیر محرم پر یا کسی کے ستر پر نظر نہ پڑے۔

سرگوشی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رِضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	(حضرت) عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ النَّبِیُّ ﷺ	(کہ) فرمایا نبی ﷺ نے:
اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةً	جب تم تین (افراد) ہو
فَلَا یَتَنَاجٰی رَجُلَانِ	تو (اس صورت میں) سرگوشی نہ کریں دو افراد
دُوْنَ الْاٰخَرِ	تیسرے کو الگ رکھ کر
حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ	جب تک اور لوگ بھی شریک محفل نہ ہو جائیں،
اَجْلَ اَن	کیونکہ یہ (پہلی صورت حال) اس (تیسرے)
یُّحْزِنَهٗ	کو غمگین کر دے گی۔

(بخاری جلد سوم باب 727 حدیث 1217 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس ارشادِ گرامی میں آدابِ مجلس کا ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے، جو نہایت سادہ ہونے کے باوجود بہت اہم ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ صرف تین افراد موجود ہوں تو ان میں سے دو باہم سرگوشی کر کے تیسرے کو دکھ دینے کا سبب نہ بنیں۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ اگر تین سے زیادہ افراد شریک محفل ہوں تو ایسی صورت میں یہ گنجائش ہے کہ ان میں سے کوئی دو افراد باہم سرگوشی کر لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نذر پوری کرنا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بتایا (کہ)
اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ	آیا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس،
فَقَالَ لَهٗ	اور (اس آدمی نے) عرض کیا ان (رسول اللہ ﷺ) سے:
اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ	کہ میری بہن نے نذر مانی تھی
اَنْ تَحُجَّ	کہ وہ (حج) کریں گی۔
وَاِنَّهَا مَاتَتْ	لیکن وہ (بہن) مرگئیں۔
فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ	اس پر فرمایا نبی ﷺ نے:
لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ	اگر ہوتا اس (بہن) پر کوئی قرض،
اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ	تو کیا تم ادا کرتے اس کو؟
قَالَ نَعَمْ	اس (آدمی) نے کہا: جی ہاں۔
قَالَ	(یہ سن کر نبی ﷺ نے) فرمایا:
فَاقْضِ اللّٰهَ	تو ادا کرو اللہ (کے قرض) کو بھی،
فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ	کیونکہ وہ (اللہ) زیادہ حق دار ہے ادائیگی کا۔

(بخاری جلد سوم باب 901 حدیث 1604 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی کے ذریعے واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی معاملے میں نذر (منت) ماننا گویا اس کے ساتھ معاہدہ کرنا ہے اور دوسرے معاہدوں کی طرح اسے بھی پورا کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ ورثاء جس طرح اپنے مورث کے ذمہ قرض کی ادائیگی کرتے ہیں، اسی طرح انہیں چاہیے کہ مورث کی مانی ہوئی نذر کو بھی پورا کریں، کیونکہ نذر بھی مورث کے ذمہ قرض کی طرح اللہ کا حق ہے، جسے ادا کیا جانا چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدگمانی سے گریز

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	کہ رسول اللہ ﷺ
جَاءَهُ اَعْرَابِیٌّ	کے پاس آیا ایک دیہاتی
فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ	اور اس نے کہا: یا رسول ﷺ
اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ	میری بیوی نے جنم دیا ہے ایک سیاہ رولڑکے کو
فَقَالَ	تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا:
هَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ	کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟
قَالَ نَعَمْ	اس (آدمی) نے جواب دیا: جی ہاں (ہیں)
قَالَ مَا اَلْوَانُهَا	آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے رنگ کیسے ہیں؟
قَالَ حُمْر	اس (شخص) نے کہا: سرخ
قَالَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ	کیا ان میں کوئی خاکی بھی ہے؟
قَالَ نَعَمْ	اس (آدمی نے کہا: جی ہاں (ہے)۔
قَالَ فَاَنّٰی کَانَ ذٰلِکَ	آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ کہاں سے آ گیا؟
قَالَ اَرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ	اس نے کہا میرا خیال ہے، کوئی رگ ہوگی جسے اُس نے کھینچ لیا
قَالَ لَعَلَّ ابْنَکَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ	آپ ﷺ نے فرمایا: غالباً تیرے اس بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا۔

(بخاری جلد سوم باب 985 حدیث 1745 مکتبہ رحمانیہ، لاہور 1985ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں منطقی وضاحت فرمائی ہے اور اس کے ذریعے سے یہ ہدایت دی ہے کہ باہمی تعلقات میں محض قیاس اور اندازے کی بنیاد پر بدگمانی کرنی ٹھیک نہیں۔ یہاں بطور خاص ازدواجی تعلقات کے سلسلے میں اس غلط روی سے روکا گیا ہے، کیونکہ اس طرح کی بے احتیاطی سے نہ صرف زوجین کی زندگیاں خراب ہوتی ہیں بلکہ ایک خاندان بھی تباہ ہوتا ہے۔ یہی وہ کام ہے جو شیطان کو بہت زیادہ مرغوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بدکاری پر سخت سزا ہے، وہیں بلاثبوت بدکاری کا الزام لگانے پر بھی کم سزا نہیں۔

ظالم بھائی کو ظلم سے روکنا اس کی مدد ہے

عَنْ اَنَسٍؓ	انس رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)،
قَالَ	انہوں (انسؓ) نے بیان کیا (کہ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اُنْصُرْ اَخَاکَ	مدد کر اپنے بھائی کی،
ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا	(خواہ وہ) ظالم (ہو) یا مظلوم۔
فَقَالَ رَجُلٌ	چنانچہ ایک شخص نے عرض کی:
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	یارسول اللہ ﷺ
اَنْصُرُہٗ	میں مدد کروں گا اس کی۔
اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا	جب کہ وہ ہو مظلوم۔
اَفَرَأَیْتَ	لیکن کیا رائے ہے آپ کی،
اِذَا کَانَ ظَالِمًا	جب کہ (وہ) ہو ظالم۔
کَیْفَ اَنْصُرُہٗ	(تو) کس طرح میں مدد کروں گا اس کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ	(آپ ﷺ) نے فرمایا:
تَحْجِزُهُ اَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ	تم اسے روکو گے یا اسے منع کرو گے ظلم سے
فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُهُ	بس یہی (عمل) مدد (ہے) اس کی۔

(بخاری جلد سوم باب 1036 حدیث 1843 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی میں ظلم کے خاتمے کے لیے ایک مثالی طریقہ تجویز فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر معاشرے میں یہ رجحان عام ہو جائے کہ مظلوم کی پشت پناہی کرنی ہے اور ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہے تو ظلم کا دائرہ بڑی حد تک ختم ہو سکتا ہے۔ پھر جب یہ کام اللہ کے آخری نبی ﷺ کی اطاعت میں کیا جائے تو اس پر اللہ سے اجر کی توقع کے ساتھ عامۃ المسلمین کی طرف سے تعاون و نصرت کا حصول بھی آسان ہو جاتا ہے۔

اس ارشادِ گرامی میں یہ بات بھی موجود ہے کہ ظلم کو روکنا بھی اسلامی معاشرے کا خاصہ ہے۔ اس عمل میں صرف کارپردازان حکومت ہی ذمہ دار نہیں بلکہ مسلم معاشرہ بھی اس کا ایک فریق ہے۔ اس لیے مسلم افراد، تنظیموں اور حکومتوں کو خود بھی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور اس اجتماعی عمل میں ایک دوسرے سے تعاون بھی کرنا چاہیے۔

اپنے بھائی کو ظلم سے روکنے میں اس کی مدد کا یہ پہلو بھی موجود ہے کہ اس طرح ظلم کرنے والے کو ظلم کے نتائج بد سے بھی بچایا جا سکتا ہے۔ بسا اوقات دنیا میں بھی ظلم کا بُرا انجام ظالم کے سامنے آ جاتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو سکے تو بھی ظالم کو اللہ کی پکڑ سے کسی اور طرح نہیں بچایا جا سکتا، سوائے اس صورت کے کہ اس کو ظلم کرنے سے روک دیا جائے۔

فتنے سے بچنا

عَنْ عَائِشَةَ	(حضرت) عائشہؓ سے (روایت ہے)
قَالَتْ	انہوں (حضرت عائشہؓ) نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ	میں نے پوچھا نبی ﷺ (سے)
عَنِ الْجَدْرِ	حطیم (کے تعلق) سے
اَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ	(کہ) کیا خانۂ کعبہ میں سے (ہے) وہ (حطیم)
قَالَ نَعَمْ	(آپ ﷺ) نے فرمایا: ہاں
قُلْتُ فَمَا لَهُمْ	(تو) میں نے کہا: پھر کیا (مانع تھا) لوگوں کے لیے
لَمْ يَدْخُلُوْهُ فِي الْبَيْتِ	(کہ) انہوں نے داخل نہیں کیا اس کو خانۂ کعبہ میں
قَالَ	(آپ ﷺ) نے فرمایا:
اِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ	دراصل تیری قوم کے پاس خرچ کرنے کے لیے (مال) کم تھا
قُلْتُ فَمَا شَانُ	میں نے عرض کیا: اس (خانۂ کعبہ) کا دروازہ
بَابِهِ مُرْتَفِعًا	اونچا رکھنے کا کیا معاملہ ہے۔
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
فَعَلَ ذَاكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا	یہ (دروازہ اونچا) رکھا تیری قوم نے، تاکہ اندر
مَنْ شَاءُ وْا	آنے دیں، جسے چاہیں
وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاءُ وا	اور روک دیں، جسے چاہیں۔
لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ	اگر تیری قوم کا عہد جاہلیت
عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ	زمانہ قریب نہ ہوتا
فَاَخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ	جس سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ تسلیم نہ کریں گے ان کے دل
اَنْ اُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ	تو میں شامل کر دیتا حطیم کو خانۂ کعبہ میں
وَاَنْ اُلْصِقَ بَابَهُ	اور ملا دیتا اس (خانۂ کعبہ) کے دروازے
فِي الْاَرْضِ	کو زمین سے۔

(بخاری جلد سوم باب 1201 حدیث 2090 مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں صرف حطیم اور خانہ کعبہ کے دروازے کی تاریخ اور علت ہی بیان نہیں کی بلکہ دین کے معاملات میں دینی مصلحت کا ایک اصول بھی واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ واضح رہنمائی عطا کی ہے کہ دین کے حوالے سے کوئی ایسا کام نہ کیا جائے، جس کا کرنا اقامتِ دین کے لیے ناگزیر نہ ہو بلکہ اس سے کسی فتنے کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، جس کی کوئی بنیاد موجود ہو۔

کِبر کیا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ	عبداللہ بن مسعودؓ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ	نبی ﷺ (کے حوالے) سے
قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ	(آپ ﷺ) نے فرمایا: جنت میں داخل نہیں ہوگا
مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ	وہ، جس کے دل میں ہوگا
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ	ذرہ برابر بھی کبر (غرور)۔
فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ	(یہ سن کر) ایک شخص بولا' ہر آدمی پسند کرتا ہے
اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنَةً	کہ ہوا اس کا کپڑا خوبصورت اور جوتا خوبصورت
وَّنَعْلُهٗ حَسَنَةً	(کیا یہ بھی کبر ہے؟)
قَالَ	چنانچہ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی:
اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ	درحقیقت اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔
اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ	کبر تو ناحق اِترانا اور لوگوں کو کم تر گردانا ہے۔

(مسلم جلد اول، باب تحریم الکبر و بیانہ۔ حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001 صفحہ 122)

تشریح

ربِ کریم و قدیر نے اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے ہمیں جو معاشرتی نظام عطا کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کے اجزائے ترکیبی میں خیر خواہی، باہمی احترام اور عجز وانکسار کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس اعتبار سے خود پسندی، خودستائی اور احساسِ برتری کی ہر صورت نہ صرف ناپسندیدہ بلکہ ہر طرح ناقابلِ برداشت قرار پاتی ہے۔ پندار، کسی نوع کا بھی ہو، اپنے پس منظر میں انانیت کی بنیاد رکھتا ہے۔ یہ ایسی بیماری ہے، جو واضح طور پر نظر تو نہیں آتی لیکن بڑے گہرے اور خطرناک اثرات رکھتی ہے۔ اسی کے نتیجے میں مختلف واضح اور غیر واضح طریقوں سے دور و قریب والوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، دل دکھتے ہیں۔ اسی لیے ادنیٰ درجے کے غرور کو بھی جنت میں داخلے کی رکاوٹ قرار دیا گیا۔

اس سلسلے میں زیب و زینت کی چیزوں کے استعمال سے متعلق بھی سوال پیدا ہو سکتا تھا اور وہ سامنے بھی آ گیا۔ چنانچہ وضاحت فرما دی گئی کہ زیب و زینت کی چیزیں بجائے خود کبر کی حال نہیں ہیں بلکہ غرور کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو، اپنی بات کو، اپنے انداز کو، اپنی چیزوں کو برتر و بالاتر سمجھے، اس پر اترائے اور دوسروں کو اپنے سے کم تر گردانے اور حقیر جانے۔

دھوکہ دینے والا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی نہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ	کہ رسول اکرم ﷺ گزرے
عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ	غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے
فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا	تو آپ ﷺ نے داخل کیا اپنا ہاتھ اس کے اندر
فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلاً	چنانچہ لے لیا آپ ﷺ کی انگلیوں نے تری کو۔
فَقَالَ	لہٰذا (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا:
مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ	یہ کیا ہے غلے والے؟
فَقَالَ	تو اس نے جواب دیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	ہوگئی تھی اس پر بارش، یارسول اللہ ﷺ!
قَالَ	آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا:
اَفَلَا جَعَلْتَهُ	پھر تم نے کیوں نہ رکھا اس (بھیگے ہوئے اناج) کو
فَوْقَ الطَّعَامِ	غلے کے (ڈھیر کے) اوپر
كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ	تاکہ دیکھ لیتے اس کو لوگ؟
مَنْ غَشَّ	جو (شخص) دھوکہ دے،
فَلَيْسَ مِنِّي	وہ مجھ سے (تعلق رکھنے والا) نہیں۔

(مسلم جلد اول باب مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء صفحہ 128)

تشریح

حضرت ابو ہریرہؓ کے بیان کردہ واقعے کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے اپنے عمل اور قول سے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ کسی، بالخصوص خریدار، کو دھوکہ دینا، یہ کوشش کرنا کہ کسی برائے فروخت شے کی خرابی خریدار پر ظاہر نہ ہونے پائے، بہت برا کام ہے ایسا برا کہ کسی صاحب ایمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خود اقدام کرکے چھپائی گئی خرابی کو پکڑ لیا، باز پرس کی اور سارے اہل ایمان کو ڈرایا کہ وہ اس قماش کی حرکتوں سے باز رہیں، ساتھ ہی اس برائی کی سنگینی کو جتانے کے لیے آپ ﷺ نے اعلانِ عام فرمایا کہ دھوکہ دینے والا آپ ﷺ سے تعلق نہیں رکھ سکتا، یعنی وہ دنیا کے تھوڑے سے ناجائز فائدے کے لیے اپنی آخرت تباہ کرلے گا۔

نماز کو آنے میں بھی سکون و وقار کا مظاہرہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَ ثُوِّبَ	جب بلایا جائے
بِالصَّلٰوۃِ	نماز کے لیے (تکبیر، اقامت کہی جائے)
فَلَا تَاتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ	تو اس کے لیے نہ آؤ دوڑتے ہوئے
وَ ائْتُوْھَا وَعَلَیْکُمُ	بلکہ اس طرح آؤ کہ ہو تمہارے اوپر
السَّکِیْنَۃُ	سکون اور وقار (کی کیفیت)
فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا	پھر جتنی (نماز) تم کو مل جائے، اسے ادا کرو
وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا	اور جو تم سے چھوٹ جائے، اسے پورا کرلو۔
فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ	کیونکہ جب تم میں سے کوئی
یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ	ارادہ کرتا ہے نماز کا،
فَھُوَ فِیْ صَلٰوۃٍ	تو وہ نماز میں (شمار کیا جاتا ہے)

(مسلم جلد دوم باب استحباب اتیان الصلوٰۃ صفحہ 100 حذیفہ اکیڈمی لاہور 2001ء)

تشریح

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کی اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے قابل بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور کتابوں کے ذریعے تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ اس تعلیم و تربیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ خدا کے خلیفہ کو باوقار اور پرسکون ہونا چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس بات کو نمایاں کرنے کے لیے یہ ہدایت عطا فرمائی کہ نماز کے لیے آنے میں بھی متانت و سنجیدگی کو نظر انداز نہ کیا جائے، خواہ نماز کا کچھ حصہ باجماعت نہ ملنے کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہو۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ اگر اس طرح کچھ نماز چھوٹ جائے تو اسے پورا کرلو۔ اس ارشادِ گرامی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ نیت و ارادہ کی کتنی اہمیت ہے اور اسے نظر انداز کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر عمل صراطِ مستقیم

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ	ابوموسیٰ اشعریؓ سے (روایت ہے)۔
قَالَ	انہوں نے بیان کیا:
اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ	ہم آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔
نَسْتَحْمِلُہٗ	ہم آپ ﷺ سے سواری مانگ رہے تھے۔
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے فرمایا:
مَاعِنْدِیْ	نہیں ہے میرے پاس
مَا اَحْمِلُکُمْ	(کوئی سواری) کہ جس پر تمہیں سوار کرادوں۔
واللّٰہِ	واللہ (قسم ہے خدا کی)۔
مَا اَحْمِلُکُمْ	(میں) نہیں دے سکتا کوئی سواری تم کو۔
ثُمَّ بَعَثَ اِلَیْنَا	(لیکن) پھر آپ ﷺ نے بھیجے ہمارے پاس
بِثَلَاثَۃِ ذَوْدٍ بُقْعِ الذُّرٰی	تین اونٹ چت کبری کوہان۔
فَقُلْنَا	تو ہم نے کہا۔
اِنَّا اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ	ہم آئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس
نَسْتَحْمِلُہٗ	اور ہم طلب کررہے تھے سواری آپ ﷺ سے۔
فَحَلَفَ	تو آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی
اَنْ لَّا یَحْمِلَنَا	کہ نہیں سواری دیں گے ہم کو۔
فَاَتَیْنَاہُ	چنانچہ ہم آگئے آپ ﷺ کے پاس
فَاَخْبَرْنَاہُ	اور یاددلایا آپ ﷺ کو۔
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اِنِّی لَا اَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ	بے شک میں قسم نہیں برقرار رکھتا کسی بات پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَىٰ غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا	(جب) میں دیکھوں اس کے سوا اس سے بہتر
اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ	بجز اس کے کہ میں اختیار کر لیتا ہوں بہتر کو۔

(مسلم جلد چہارم صفحہ 169 باب ندب من حلف یمینا۔ حذیفہ اکیڈمی لاہور 2001ء)

تشریح

اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اور اسی واقعہ سے متعلق دوسری احادیث سے) حسب ذیل رہنمائی میسر آتی ہے۔

1- غلبۂ حق کی کسی مہم کے موقع پر بھی سربراہ یا ذمہ دار کسی مطلوب اسباب کی عدم فراہمی کے لیے معذرت کر سکتا ہے۔ اس کی یہ معذرت عنداللہ قابل گرفت نہ ہوگی۔

2- مطلوبہ اسباب دستیاب ہو جانے کی صورت میں متعلقہ افراد کو فراہمی کی جائے گی اور یہی بہتر ہے۔

3- مطلوبہ اسباب کی دستیابی کے آثار نہ ہونے کی صورت میں سربراہ یا ذمہ دار عدم فراہمی کے لیے قسم بھی کھا سکتا ہے لیکن یہ قسم صرف اللہ کے نام کی ہونی چاہیے۔

4- مطلوبہ اسباب کی دستیابی کی صورت میں متعلقہ افراد کو فراہمی تو کی جائے گی لیکن عدم فراہمی کے لیے قسم کھانے کی صورت میں اس طرزِ عمل سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسے توڑا جائے گا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کیا جائے گا۔

5- بہتر پر عمل اسلام کا طریقہ ہے۔ یہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ایفائے عہد

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِؓ	حذیفہ بن یمان ﷺ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا:
مَا مَنَعَنِیْ	نہیں روکا مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ اَشْهَدَ بَدْرًا	(کسی اور چیز نے) میں حاضر ہوتا بدر (میں)
اِلَّا	سوائے (اس واقعے کے)
اَنِّی خَرَجْتُ اَنَا	کہ میں نکلا، میں (بھی)
وَاَبِیْ حُسَیْلٌ (ایمان کی عرفیت)	اور میرا باپ حسیل (بھی)
قَالَ	(حذیفہ نے بات جاری رکھتے ہوئے) کہا:
فَاَخَذَنَا کُفَّارُ قُرَیْش	تو پکڑ لیا ہمیں قریش کے کافروں نے،
فَقَالُوْا	اور کہا:
اِنَّکُم تُرِیْدُوْنَ محمّدًا ﷺ	اچھا، تم (جانا) چاہتے ہو محمد ﷺ کے پاس۔
فَقُلْنَا	تو ہم نے کہا:
مَا نُرِیْدُهٗ	ہم ان (کے پاس جانے) کا ارادہ نہیں رکھتے
اِلَّا الْمَدِیْنَةَ	بلکہ اس شہر (المدینہ) جانا چاہتے ہیں۔
فَاَخَذُوْ مِنَّا	چنانچہ انہوں نے لیا ہم سے
عَهْدَ اللّٰهِ	اللہ (کے نام) کا عہد
وَمِیْثَاقَهٗ	اور پختہ اقرار اسی (کے حوالے) سے
لَنَنْصُرَنَّ اِلَی الْمَدِیْنَةِ	کہ واقعی ہم لوٹ جائیں گے مدینے کو
وَ (لا) نُقَاتِلُ مَعَهٗ	اور نہیں لڑیں گے ان کے ہمراہ۔
فَاَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	پھر ہم آئے رسول اللہ ﷺ (کے پاس)
فَاَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ	اور بتایا ان کو یہ ماجرا۔
فَقَالَ	تو (آپ ﷺ) نے ارشاد فرمایا:
اِنْصَرِفَا	تم دونوں (مدینہ) چلے جاؤ۔
نَفِیْ لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ	ہم وفا کریں گے ان سے کیا ہوا عہد
وَنَسْتَعِیْنُ اللّٰهَ عَلَیْهِمْ	اور ہم مدد مانگیں گے اللہ (سے) ان کے خلاف۔

(مسلم جلد پنجم صفحہ 51 باب الوفاء بالعهد۔ حذیفہ اکیڈمی لاہور 2001ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیثِ مبارکہ میں جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں۔

1- رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے مدینہ آنے کے لیے کفارِ قریش سے نہ لڑنے کا وعدہ کیوں کیا۔ اس کی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ دارالکفر سے دارالاسلام جانا ہجرت ہے اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے ایسا معاہدہ بھی کیا جاسکتا ہے، جو بصورتِ دیگر قابلِ قبول نہ ہو۔

2- مدینہ پہنچ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضری اور پورا ماجرا بیان کرنا اس اعتماد کے لیے کافی ہے کہ حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد کے دل میں کوئی فرار کی خواہش نہیں تھی۔ اس لیے مذکورہ معاہدہ قابلِ سرزنش نہ تھا۔

3- رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے موقع پر بھی ایفائے عہد کی ہدایت کی اور اس کو نازک مواقع پر بھی اسلامی کردار کا خاصہ بنادیا۔

4- رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایفائے عہد کی بات کرنے کے بعد دشمنوں کے خلاف اللہ سے مدد مانگنے کا بھی ذکر کیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے اللہ پر بھروسہ کرنے اور اسی سے مدد مانگنے کے طرزِ عمل کی یاددہانی بھی کرادی۔

کھانا ضائع کرنے سے اجتناب

عَنْ جَابِرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ	جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (روایت ہے)۔
قَالَ	انہوں نے بیان کیا،
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُم	جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے
فَلْیَاْخُذْھَا	تو اسے چاہیے کہ اسے اٹھالے
فَلْیُمِطْ	پھر الگ کردے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى	جو چوراس کے ساتھ (لگ گیا) ہو
وَلْيَا كُلْهَا	اوراس (لقمے) کو کھالے،
وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ	شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔
وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ	اور نہ پونچھے اپنا ہاتھ رومال سے،
حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ	جب تک چاٹ نہ لے اپنی انگلیاں:
فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ	کیونکہ وہ (فرد) نہیں جانتا
فِىْ اَىِّ	(کہ) اس (فرد) کے کون سے
طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ	کھانے میں برکت ہے۔

(مسلم جلد پنجم، صفحہ 180، باب استحباب لعق الاصابع، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

اس ارشادِ رسول ﷺ میں سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ اللہ کی کسی نعمت، بالخصوص غذا کو کسی بھی طرح ضائع نہ کیا جائے، یہاں تک کہ گر جانے والے لقمے اور انگلیوں میں لگے ہوئے کھانے کو بھی استعمال کرلیا جائے اور رومال/کپڑے سے پونچھ کر ضائع نہ کیا جائے۔

اس ارشادِ گرامی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دلیلیں بھی دی ہیں، ایک یہ کہ گرا ہوا لقمہ اگر پڑا رہنے دیا جائے تو شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انگلیوں میں لگے ہوئے کھانوں میں بھی برکت ہوتی ہے، کسی کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ برکت کس کھانے میں ہے، اور کپڑے سے پونچھ کر ضائع کرنے کے نتیجے میں وہ برکت بھی ضائع ہو جاتی ہے۔

اس ارشادِ گرامی پر عمل کرنے کے کئی فائدے ہیں: ایک یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا اجر ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آدمی اللہ کی نعمت کو ضائع کرنے کے ارتکاب سے بچ جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ خدا کے باغیوں کے اتباع سے محفوظ رہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں آدمی کے اندر غرور اور تکبر پیدا نہیں ہوتا، جو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحبتِ صالح

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی	ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم	(انہوں نے) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے حوالے) سے
قَالَ	(بیان کیا) (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا:
اِنَّمَا مَثَلُ جَلِیْسِ الصَّالِحِ	درحقیقت نیک مصاحب
وَجَلِیْسِ السُّوْءِ	اور بدمصاحب کی مثال
کَحَامِلِ الْمِسْکِ	(ایسی ہے جیسے ایک) مشک رکھنے والا
وَنَافِخِ الْکِیْرِ	اور (دوسرا) بھٹی دھونکنے والا
فَحَامِلُ الْمِسْکِ	تو مشک رکھنے والے (کا معاملہ یہ ہے)
اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ	کہ یا تو وہ تجھے (یونہی سونگھنے کو) دے دے گا
وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ	یا تو اس سے خرید لے گا
وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبًا	یا (کم از کم) تو، اس سے اچھی خوشبو پائے گا
وَنَافِخُ الْکِیْرِ	اور بھٹی دھونکنے والے (کا معاملہ یہ ہے)
اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ	کہ یا تو وہ تیرے کپڑے جلا دے گا
وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً	یا (کم از کم) تو، اس سے بدبو پائے گا۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 160 باب استحباب مجالسۃ الصالحین۔ حذیفہ اکیڈمی، لاہور 2001ء)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں ایک سادہ اور لطیف مثال کے ذریعے یہ بات سمجھائی ہے کہ ہر طرح کی مصاحبت کا اثر بھی انسان پر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے سے قریب تر ہوں، وہ باہم متاثر ہوتے بھی ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ اس لیے اپنی ہی خیر خواہی اور ہوش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اچھے لوگوں کی مصاحبت اختیار کرے، تاکہ ان کی اچھائیوں کو خود بھی اپنا سکے، اور بُرے لوگوں کی مصاحبت سے بچے تاکہ ان کی بُرائیوں سے محفوظ رہ سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التزامِ مساوات

عَنْ عَائِشَةَ	عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہے)
قَالَتْ	انہوں نے بیان کیا۔
قُلْنَا	ہم نے عرض کیا:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!
اَلَا نَبْنِيْ لَكَ بِنَاءً	کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مکان نہ بنا دیں،
يُظِلُّكَ بِمِنًى	جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں سایہ فراہم کرے۔
قَالَ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
لَا	نہیں (یہ مناسب نہیں)
مِنًى	منیٰ (میں)
مَنَاخُ	پڑاؤ (کی جگہ کا انتخاب) اس کا (حق ہے)،
مَنْ سَبَقَ	جو پہلے پہنچے۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 366 حدیث 772، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی کہ ''منیٰ میں پڑاؤ کی جگہ کا انتخاب اس کا حق ہے جو پہلے پہنچے'' کے ذریعے ایک اہم اور غیر معمولی ہدایت عطا کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اربابِ اختیار کو مختلف اجتماعات کے موقع پر اپنے لیے جگہ مخصوص کرنے/کرانے سے گریز کرنا چاہیے اور عملاً اس روایت کو برقرار رکھنا چاہیے کہ ایسے مواقع پر جو پہلے پہنچے، وہ اپنی پسند کی جگہ استعمال کرے۔ یہ تو بگاڑ کی ہی ایک صورت ہے کہ آج کل اکثر عوامی اجتماعات میں، بلکہ مساجد میں بھی، بہت سے لوگ پہلے پہنچنے کے بجائے اپنی جگہ مخصوص کر لیتے/کرا لیتے ہیں۔ اس بگاڑ کو درست کرنے/کروانے کی ذمہ داری ہر صاحب اختیار پر عائد ہوتی ہے لیکن دوسرے لوگ بھی اس سے بری الذمہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکبازی کی حفاظت

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا:
خَرَجْنَا	ہم (گھروں سے) نکلے
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
وَ نَحْنُ شَبَابٌ	اور ہم جوان تھے (لیکن نکاح کی)
لَانَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ	کوئی قدرت/استطاعت نہیں رکھتے تھے،
وَقَالَ	چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:
يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ	اے گروہِ جوانان!
عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ	تم پر (لازم ہے) نکاح
فَاِنَّهٗ	فی الحقیقت وہ (نکاح)
اَغَضُّ الْبَصَرِ	نگاہ کو زیادہ نیچے رکھنے والا ہے
وَاَحْسَنُ لِلْفَرْجِ	اور شرمگاہ (کی حفاظت) کے لیے زیادہ بہتر ہے۔
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ	لیکن تم میں سے جو استطاعت نہ رکھتا ہو
الْبَاءَةَ	نکاح (کی)
فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ	اس پر (لازم ہے) روزہ۔
فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ	کیونکہ روزہ اس (فرد) کے لیے
وِجَاءٌ	(تقاضائے نفس کو) کمزور کرنے والا ہے۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 431 ابواب النکاح، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کو پاکدامنی اور پاکبازی کا مظہر ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نوجوانوں میں پاکدامنی اور پاکبازی کی حس کو ابھارا جائے ارساتھ ہی نکاح کا رجحان پیدا کیا جائے۔ اس کی ترغیب دی جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غرض کے لیے منطقی بنیاد بھی فراہم کردی ہے۔ آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ نکاح کے ذریعے آدمی بد نگاہی سے محفوظ رہتا ہے اور بدکاری کے خطرات بھی کمتر ہوجاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے حل ہونے سے ایک معاشرہ پاکیزہ اور پاک باز رہتا ہے، اخلاقی بگاڑ کے راستے مسدود ہوجاتے ہیں اور اخوت وخیرخواہی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اس کے نتیجے میں جرائم گھٹتے ہیں، فساد کا زور ٹوٹتا ہے اور امن وآشتی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ نکاح کی صورت میں کفالت کی ذمہ داری بھی مرد پر ہے اور اگر وہ اس کی مقدرت نہ رکھتا ہو تو اسے نکاح کا متبادل اختیار کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے نکاح کا متبادل روزہ کو بتایا ہے اور یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ روزہ نفسانی خواہشات کو کمزور کردیتا ہے اور اس طرح ایک فرد کو بے راہ روی سے بچالیتا ہے۔

توبۃ النصوح

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ	عمران بن حصین سے (روایت ہے)
اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ	کہ (قبیلہء) جہینہ (میں) ایک عورت نے
اعْتَرَفَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ	اعتراف کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
بِالزِّنَاءِ	زناء کا۔
وَقَالَتْ	اور اس نے کہا:
اَنَا حُبْلٰى	میں حاملہ (ہوں)۔
فَدَعَى النَّبِيُّ ﷺ	چنانچہ بلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
وَلِيَّهَا	اس کے ولی کو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ	اور (اس سے) فرمایا:
اَحْسِنْ اِلَيْهَا	اس کے ساتھ اچھا رویہ رکھو
فَاِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا	پھر جب اس کا وضعِ حمل ہو جائے
فَاٰذِنِّيْ	تو پھر مجھے خبر دینا۔
فَفَعَلَ	چنانچہ اس ولی نے (ایسا ہی) کیا۔
فَاَمَرَ بِهَا	لہٰذا (آپ ﷺ) نے اس مقدمے میں حکم دیا
فَشُدَّتْ	تو باندھ دیے گئے
عَلَيْهَا ثِيَابُهَا	اس (عورت کے جسم) پر اس کے کپڑے۔
ثُمَّ اَمَرَ بِرَجْمِهَا	پھر (آپ ﷺ نے) حکم دیا اس (عورت) کی
فَرُجِمَتْ	سنگساری کا۔ لہٰذا وہ سنگسار کر دی گئی۔
ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا	پھر (آپ ﷺ) نے اس کی نماز (جنازہ) پڑھی۔
فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ	اس پر عمر بن خطاب نے آپ ﷺ سے عرض کیا:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ!
رَجَمْتَهَا	(آپ ﷺ نے) اسے (ابھی) سنگسار کیا۔
ثُمَّ تُصَلِّيْ عَلَيْهَا	پھر آپ ﷺ اس پر نماز (بھی) پڑھ رہے ہیں؟
فَقَالَ	چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً	اس (مرنے والی) نے ایسی توبہ کی ہے،
لَوْ قُسِمَتْ	کہ اگر وہ (توبہ) تقسیم کر دی جائے
بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	مدینہ والوں میں سے ستر افراد پر
وَسِعَتْهُمْ	تو (وہ) ان کے لیے (بھی) کافی ہو گی۔
وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ	ہاں، کیا تم نے پائی کوئی چیز بہتر
مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا	اس سے کہ اس نے حوالے کر دی اپنی جان
لِلّٰهِ	اللہ (کی نظرِ کرم حاصل کرنے) کے لیے۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 566 باب ماجاء فی الرجم۔ دارالاشاعت، کراچی 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے نظامِ عدل کے سلسلے میں حسبِ ذیل رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

1- حاملہ کو سنگسار کرنے کے لیے وضعِ حمل کا انتظار کیا جائے (کیونکہ حاملہ کے پیٹ میں ممکنہ وجودِ انسانی بے قصور اور معصوم ہے۔ اس لیے اس کی جان کا تحفظ ہونا چاہیے)

2- اسلام کی مقررہ سزا سے پہلے مجرم کو ایذا نہ دی جائے، بلکہ اس کے ساتھ اچھا رویہ رکھا جائے۔ (مقررہ سزا سے پہلے کسی کو مجرم کے ساتھ زیادتی کا حق نہیں)

3- سنگساری کی حالت میں بھی ستر کا پورا خیال رکھا جائے (عورت کا پورا جسم، ماظھر منھا کے علاوہ، ستر کا پابند ہے)

4- اگر کوئی مجرم اللہ کے حضور حاضر ہونے سے پہلے 'بغیر کسی خارجی دباؤ کے، خود ہی اپنے جرم کا اظہار کر دے، (تاکہ مقررہ سزا اس کے لیے کفارہ بن جائے) تو یہ اسلامی حدود کے قیام اور اسلامی معاشرے کو پاک وصاف رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اس کی نماز جنازہ بھی ہو سکتی ہے اور اس خود سپردگی کو قابلِ قدر بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

5- بہترین نمونہ اور رہبرِ کامل تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ وہی بنائے عدل ومعیارِ حق ہیں۔ کوئی بھی دوسرا فرد اس مقامِ بلند پر فائز نہیں ہو سکتا۔

مسلمان بھائی کا حق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ	ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔
لَا یَخُوْنُهٗ	(لہٰذا) وہ (کوئی بھی مسلمان) اس (دوسرے مسلمان) سے خیانت نہیں کرتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَكْذِبُهُ	وہ (کوئی بھی مسلمان) اس (دوسرے مسلمان)
وَلَا	سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اور نہ
يَخْذُلُهُ	اس کی (مدد و نصرت) سے دستبردار ہوتا ہے۔
كُلُّ الْمُسْلِمِ	پورے کا پورا مسلمان
عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ	ہر مسلمان پر حرام ہے۔
عِرْضُهُ	اس کی عزت،
وَمَالُهُ	اور اس کا مال،
وَدَمُهُ	اور اس کا خون (بھی)۔۔۔
التَّقْوٰى هٰهُنَا	تقویٰ یہاں (دل میں) ہے۔
	(آپ ﷺ نے دل کی طرف اشارہ کیا)
بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ	کسی شخص کا شر (یہی) کافی (ہے)
اَنْ يَّحْتَقِرَ	کہ (اس سے) حقارت کرے
اَخَاهُ الْمُسْلِمُ	اس کا مسلمان بھائی۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 704 باب شفقة المسلم، دارالاشاعت، کراچی، 1412)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشادِ گرامی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (فی الحقیقت سارے اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) کی تفسیر نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس رشتۂ اخوت کو ایک حقیقت اور دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے اور یہ توضیح عطا فرمائی ہے کہ اس رشتۂ اخوت کی موجودگی کے باعث ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لیے باعثِ تقویت ہونا چاہیے، باعث اذیت نہ ہونا چاہیے۔ پھر آپ ﷺ نے اس ہدف کو واضح فرما کر ایک پیمانہ بھی عطا فرما دیا کہ جس سے ہر مسلمان اپنے مقام کا تعین خود کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان سے اس کے مسلمان بھائی حقارت کا رویہ رکھیں تو گویا اول الذکر ناپسندیدہ فرد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچ اور جھوٹ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ	عبداللہؓ بن مسعود سے (روایت ہے)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ	تم پر (لازم) ہے سچ ہی (سے وابستہ رہنا)
فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْبِرِّ	کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے
وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ	اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔
وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدِقُ	جب تک آدمی سچ بولتا ہے
وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ	اور سچ پر قائم رہتا ہے،
حَتّٰى يُكْتَبَ	اس وقت تک لکھا جاتا ہے
عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا	اللہ کے پاس سچا (تعلق رکھنے والا)
وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ	اور تمہارے لیے (ضروری ہے) بچنا جھوٹ سے
فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ	کیونکہ جھوٹ (ہی) بُرائی کا راستہ دکھاتا ہے
وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ	اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔
وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ	اور جب بندہ جھوٹ بولتا ہے
وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ	اور جھوٹ کو برقرار رکھتا ہے
حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا	تو لکھا جاتا ہے اللہ کے پاس جھوٹا۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 716 باب الصدق والکذب، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں فضائل اخلاق اور رذائل اخلاق کی بنیادوں، سچ اور جھوٹ، کی اچھائی، برائی ان کے نتائج اور توجیہ کی وضاحت ملتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک سچ آدمی کو بہت سی برائیوں سے بچاتا ہے۔ اسی طرح ایک جھوٹ آدمی کو برائی کی دلدل میں ایسا پھنساتا ہے کہ اس سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ اللہ، رسول ﷺ اور آخرت پر ایمان سب سے بڑا سچ ہے اور ان حقیقتوں کا انکار سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

صلۂ رحمی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِیِّ ﷺ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے حوالے) سے
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُم	اپنے نسب کا علم حاصل کرو
مَاتَصِلُوْنَ	جس سے تم باہمی صلۂ رحمی
بِهٖ اَرْحَامَكُمْ	(خونی رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک) کر سکو
فَاِنَّ	کیونکہ
صِلَةُ الرَّحِمِ	صلۂ رحمی
مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ	اپنے گھر والوں میں محبت (کی موجب) ہے
مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ	مال میں اضافے (کا ذریعہ) ہے،
مَنْسَاةٌ فِی الْاَثَرِ	اور موت میں تاخیر کا سبب۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 717 باب تعلم النسب، دار الاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں نسب کا علم حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ دلیل یہ عطا کی گئی ہے کہ اس علم کی بدولت ہی باہمی صلۂ رحمی کی ذمہ داری ادا کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ صلۂ رحمی کے دنیوی فائدے (تین) بتائے گئے ہیں: ایک یہ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے نتیجے میں گھر والوں کے اندر محبت پروان چڑھتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے مال میں استغنیٰ پیدا ہوتا ہے اور تیسرے یہ کہ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں موت مؤخر ہوتی ہے اور مہلتِ عمل دراز۔

اکرامِ مسلم

عَنْ ابْنِ عُمَرَ	ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھے
الْمِنْبَرَ	(ایک مرتبہ) منبر پر
فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ	اور بلند آواز سے اعلان کیا۔
قَالَ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
يَا مَعْشَرَ مَنْ	اے وہ لوگوں جو (صرف)
اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ	اپنی زبان سے اسلام میں داخل ہو گئے ہو،
وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ	اور ایمان اثر انداز نہیں ہوا،
اِلٰى قَلْبِهٖ	ان کے دل پر (سن لو)
لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ	مسلمانوں کو اذیت نہ دو،
وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ	اور انہیں عار نہ دلاؤ،
وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ	اُن کے در پردہ (عیوب) کے پیچھے نہ پڑو،
فَاِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ	کیونکہ جو کوئی بھی پیچھے پڑتا ہے
عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ	اپنے مسلمان بھائی کے در پردہ (عیوب) کے،
تَتَبَّعَ اللّٰهُ	اللہ پیچھے پڑ جاتا ہے،
عَوْرَتَهٗ	اس کے چھپے ہوئے عیبوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ تَتَبَّعَ	اور پیچھے پڑ جائے،
اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ	اللہ جس کے چھپے ہوئے عیبوں کے
يَفْضَحْهُ	وہ (اللہ) اس (بندے) کو رسوا کر دیتا ہے،
وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ	خواہ وہ اپنے ٹھکانے پر کسی کونے ہی میں ہو۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 731 باب تعظیم المومن، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اصل ارشاد نقل کرنے سے پہلے جن دو باتوں کا ذکر ہے، وہ بھی نگاہ میں رہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور دوسری یہ کہ آپ ﷺ نے بلند آواز سے اعلان کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے سامعین کو متوجہ کرنے اور ان تک بات پہنچانے کا بھرپور اہتمام کیا۔

غور طلب پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعض عمومی معاشرتی خامیوں کا ذکر کیا لیکن اس سے پہلے آپؐ نے اس گروہ کا ذکر کیا، جو ان خامیوں میں مبتلا ہو۔ آپؐ نے ان خامیوں کو ایمان کی شدید کمزوری قرار دیا۔ اس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ جو لوگ ان کمزوریوں میں مبتلا ہوں، وہ ایسے ہیں کہ جیسے ان کے دل ایمان سے عاری ہوں اور ایمان کا اثر صرف ان کی زبان پر ہو۔

ہماری چاہت

عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ عِمْرَانَ	خالد بن ابوعمران سے (روایت ہے)
اِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ	ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:
قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ	کم ہی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اٹھے ہوں
حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ لِاَصْحَابِهٖ	بغیر دُعا کیے ہوئے ان الفاظ میں، اپنے ساتھیوں کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ	اے اللہ! تقسیم کردے ہمارے لیے اپنا (ایسا)
مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا	خوف جو حائل ہو جائے ہمارے
وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ	اور تیری نافرمانیوں کے درمیان
وَمِنْ طَاعَتِكَ	اور (عطا کردے ہم کو) اپنی (ایسی) اطاعت،
مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ	جو ہمیں پہنچا دے تیری جنت (میں)
وَمِنَ الْيَقِيْنِ	اور (قضاوقدر پر ایسے) یقین سے (بہرہ ور فرما)
مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا	جو آسان کردے ہمارے لیے دنیا کی مصیبتیں
وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا	اور ہمیں مستفید فرما ہماری سماعت، بصارت
وَقُوَّتِنَا	اور قوت سے
مَا اَحْيَيْتَنَا	جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔
وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا	اور اسے ہمارا وارث بنا دے۔
وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى	اور ہمارا انتقام اس پر ڈال دے،
مَنْ ظَلَمَنَا	جس نے ہم پر ظلم کیا۔
وَانْصُرْنَا عَلٰى	اور ہماری مدد فرما اس کے معاملے میں
مَنْ عَادَانَا	جس نے ہم پر زیادتی کی۔
وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا	اور ہمارے دین میں ہمارے لیے مصیبت نہ بنا
وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا	اور دنیا کو ہماری دوڑ دھوپ کا بڑا ہدف نہ بنا،
وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا	اور نہ (اسے) ہمارے علم کی منزل بنا۔
وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا	اور ہمارے اوپر ایسے شخص کو مسلط نہ فرما
مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا	جو ہم پر رحم نہ کرے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 466، 467 حدیث 3276، ابواب الدعوات، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں رب کریم وقدیر سے اہل ایمان کے لیے التجائیں ہیں اور ساتھ ہی اہلِ ایمان کی تربیت وتزکیہ کا سامان بھی۔ یہ دعا فی الحقیقت بہت سی دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ ہر دعا میں ایک چاہت ہے اور ساتھ ہی اس چاہت کی غایت بھی موجود ہے، جس کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

1- خشیتِ الٰہی کی طلب، جو اس کی نافرمانی سے بچائے۔
2- اطاعتِ الٰہی کی طلب، جو جنت میں پہنچادے۔
3- قدرتِ الٰہی پر یقین کی طلب، جو دنیا کی مصیبتوں کو آسان بنادے۔
4- عنایتِ الٰہی کی طلب، جو زندگی بھر سماعت، بصارت اور قوت کا تمتع اور وراثت فراہم کرے۔
5- نصرتِ الٰہی کی طلب جو عدل پر قائم اور استقامت سے بہرہ ور رکھے۔
6- ربوبیتِ الٰہی کی طلب، جو دین کی مصیبت اور دنیا کی مسابقت سے محفوظ رکھے۔
7- سلطنتِ الٰہی کی طلب جو بے رحم اختیار واقتدار کے تسلط سے بچائے رکھے۔

یہ باتیں اگر دل میں اتر جائیں، عمل میں نکھر آئیں اور نظر میں سمائی رہیں تو انسانی زندگی، دنیا وآخرت دونوں میں سکون وسرخروئی کا مظہر بن سکتی ہے۔ کاش! ہم دعائیں بھی کریں اور عمل پیہم میں بھی لگے رہے۔

تمنا کیسی

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ	ابوسلمہ سے (روایت ہے)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَیَنْظُرَنَّ اَحَدُکُمْ	تم میں ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دیکھے
مَاالَّذِیْ یَتَمَنّٰی	کہ وہ کیا (چیز) ہے جس کی وہ تمنا کر رہا ہے۔
فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ	کیونکہ وہ نہیں جانتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَایُکْتَبُ	کہ کیا لکھ دیا جاتا ہے
لَهٗ	اس کے لیے (اس کی قسمت میں)
مِنْ اُمْنِیَّتِهٖ	اس کی تمناؤں میں سے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 501، حدیث 3378، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے نہایت لطیف انداز میں تلقین فرمائی ہے کہ اہلِ ایمان کو ہمیشہ اچھی تمنا ہی کرنی چاہیے تاکہ تمنا پوری ہونے پر پچھتانا نہ پڑے۔ آپ ﷺ نے دلیل یہ عنایت کی ہے کہ تمنا پوری کرنے والے احکم الحاکمین کی طرف سے کوئی ایسی تمنا بھی پوری کی جاسکتی ہے جس کا پورا ہونا تمنا کرنے والے کے حق میں نقصان دہ اور ضرر رساں ہو۔ اسی لیے ہمیں سکھایا گیا ہے کہ اپنے رب سے حسنہ کی، خیر کی، دعا کیا کریں۔

طعنہ زنی خلافِ تقویٰ

عَنْ اَنَسٍ	(حضرت) انس رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
بَلَغَ صَفِیَّةَ	(کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تک (یہ بات) پہنچی۔
اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ	کہ (حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا نے (ان کے متعلق) کہا:
بِنْتُ یَهُوْدِیَ	''یہودی کی بیٹی''۔
فَبَکَتْ	(یہ سن کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا) رونے لگیں۔
فَدَخَلَ	اتنے میں تشریف لائے
عَلَیْهَا النَّبِیُّ ﷺ	ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهِيَ تَبْكِيْ	جب کہ وہ رو رہی تھیں۔
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے پوچھا:
مَايُبْكِيْكِ	کیا (چیز) تمہیں رُلا رہی ہے؟
(تَقُوْلُ) لِيْ	(حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے) جواب دیا: میرے متعلق
حَفْصَةُ اِنِّيْ ابْنَةُ يَهُوْدِيَ	حفصہ کہتی ہیں کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں۔
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ	تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وَاِنَّكِ لَاِبْنَةُ نَبِيٍّ	حقیقت تو یہ ہے کہ تو نبی کی بیٹی ہے
وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ	اور تیرا چچا بھی نبی ہے
وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ	اور تو نبی ہی کی ماتحتی (نکاح) میں ہے۔
فَفِيْمَ	پھر (حفصہ رضی اللہ عنہا) کس بنا پر
تَفْخَرُ عَلَيْكِ	تیرے مقابلے پر فخر کرتی ہے۔
ثُمَّ قَالَ	پھر (آپ ﷺ) نے فرمایا:
اِتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ	اے حفصہؓ! اللہ سے ڈرو۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 586، حدیث 3655، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں اپنے ارشادات کے ذریعے بڑے ہی لطیف انداز میں حسبِ ذیل ہدایات عطا فرمائی ہیں:

1- اہلِ ایمان کو باہمی اخوت کا احترام کرنا چاہیے، ایک دوسرے کی خامیاں گنوانے کے بجائے، خوبیوں کی جستجو کرنی چاہیے۔

2- جاہلیت والا تفاخر اسلام کے ساتھ لگا نہیں کھاتا۔

3- طعنہ زنی پر اللہ کی پکڑ مقدر ہو سکتی ہے۔ اس سے ڈرنا اور بچنا چاہیے۔

4- محض کوئی مادی تعلق نہ کسی کے مرتبے کو بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ہر آزمائش سے محفوظ رکھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر کی تربیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَا يُبَلِّغْنِيْ اَحَدٌ	(تم میں سے) کوئی بھی (میرے صحابہ میں سے)
مِّنْ اَحَدٍ	کسی کے متعلق کوئی بھی نامناسب بات مجھ
مِّنْ اَصْحَابِيْ شَيْئًا	تک نہ پہنچائے۔
فَاِنِّيْ اُحِبُّ	کیونکہ میں چاہتا ہوں
اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْهِمْ	کہ میں ان کی طرف (اس حال میں) جاؤں
وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ	کہ میرا سینہ (ان کے بارے میں) صاف ہو۔
قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ	عبداللہ (راوی) نے بتایا
فَاُتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے پاس کچھ مال) لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے تقسیم کر دیا
فَانْتَهَيْتُ اِلٰى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ	میں بعد میں شریکِ مجلس دو افراد کے پاس پہنچا۔
وَهُمَا يَقُوْلَانِ	تو وہ کہہ رہے تھے
وَاللّٰهِ	بخدا
مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ	محمد کو مقصود نہ تھی،
بِقِسْمَتِهِ الَّتِيْ قَسَمَهَا	اس تقسیم سے، جو انہوں نے کی،
وَجْهَ اللّٰهِ وَلَا الدَّارَ الْاٰخِرَةَ	اللہ کی رضا اور نہ دارِ آخرت (کی فلاح)
فَنَفَيْتُ حِيْنَ	میں نے برا محسوس کیا، جب میں نے
سَمِعْتُهَا	اس (بات) کو سنا
فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا
فَاَخْبَرْتُهُ	اور میں نے اُن ﷺ کو (اس کی) اطلاع دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ	اس پر آپ ﷺ کا چہرہ سُرخ ہو گیا،
وَقَالَ	اور آپ ﷺ نے فرمایا:
دَعْنِيْ عَنْكَ	جانے دو
فَقَدْ اُوْذِيَ مُوْسٰى	موسیٰ کو اذیت پہنچائی گئی
بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا	اس سے زیادہ۔
فَصَبَرَ	تو انہوں نے بھی صبر کیا۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 587، حدیث 3685، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دلخراش واقعے کو صبر کی تربیت کا بہترین نمونہ بنا دیا۔ آپ ﷺ نے ہدایت کی کہ کوئی بھی میرے کسی صحابی کی کوئی نامناسب بات مجھ تک نہ پہنچائے اور توجیہ یہ بیان فرمائی کہ جب میں ان کے پاس جاؤں تو میرا دل اُن کے بارے میں صاف ہو۔ پس منظر یہ سامنے آیا کہ ایک موقع پر مال کی تقسیم کے بارے میں دو شرکائے مجلس نے آپ ﷺ پر خدا ناترسی کا شدید الزام بلکہ بہتان لگایا۔ یہ واقعہ دلوں کو پھاڑنے کے لیے شیطانی حربہ تھا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف خود اس زیادتی کو نظر انداز کیا بلکہ موقع کے گواہ کو بھی یہی تلقین کی اور اس طرح کی زیادتیوں پر موسیٰ علیہ السلام کے صبر کا حوالہ دیا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل صبر کی تربیت کا بہترین انداز تھا۔

باب نمبر ۵: حلال و حرام

دودھ شریک رشتوں کی حرمت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ	عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے۔
عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	انہوں (عبداللہ) نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے حوالے سے بیان کیا
اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَتْهَا	کہ انہیں (عمرہ کو) زوجۂ نبی ﷺ حضرت عائشہ ؓ نے بتایا
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا	کہ رسول اللہ ﷺ ان (حضرت عائشہؓ) کے پاس تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ	انہوں (حضرت عائشہؓ) نے ایک مرد کی آواز سنی
يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ	جو حضرت حفصہؓ کے گھر میں داخلے کی اجازت مانگ رہا تھا۔
قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	انہوں (حضرت عائشہؓ) نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ!
هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ	یہ مرد آپ کے گھر میں داخلے کی اجازت مانگ رہا ہے۔
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ	چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:
اَرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ عَنِ الرَّضَاعَةِ	میں سمجھتا ہوں، وہ فلاں شخص ہے حفصہ کا رضاعی چچا۔
قَالَتْ عَائِشَةُ	(یہ سن کر) حضرت عائشہؓ نے عرض کیا:
لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا	اگر فلاں، ان (حضرت عائشہؓ) کا رضاعی چچا،
مِنَ الرَّضَاعَةِ	زندہ ہوتا،
دَخَلَ عَلَيَّ	تو (کیا) وہ (بھی اسی طرح) میرے پاس آتا؟
فَقَالَ نَعَمْ	اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ہاں،
	رضاعت (دودھ کی شرکت) بھی ان
الرَّضَاعَةُ تَحَرِّمُ	(رشتوں) کو حرام کر دیتی ہے،
مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ	جنہیں ولادت (خون کی شرکت) حرام کرتی ہے۔

(بخاری جلد سوم باب 50 حدیث 91)

تشریح

اس حدیث مبارکہ میں دو اہم معاشرتی معاملات کی وضاحت فراہم کی گئی ہے۔

1- اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں بے محابا (بلا اجازت) داخل ہوں۔ چنانچہ داخلے کی اجازت کا طریقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بتایا گیا ہے کہ گھر کے باہر سے سلام کیا جائے اور یہ خیال رکھا جائے کہ گھر کے اندر نظر نہ پڑے۔ پھر اگر داخلے کی اجازت نہ ملے یا یہ کہا جائے کہ واپس چلے جائیں تو حکم الٰہی کی تعمیل کریں اور واپس ہو جائیں۔ (سورہ نور آیات 27 تا 29 اور متعلقہ احادیث)۔ اس واقعہ میں استیذان (اجازت طلب کرنے) کا عملی اظہار صاف نظر آ رہا ہے۔

2- رضاعت (دودھ کی شرکت) کے رشتوں کی حرمت بھی منشائے الٰہی ہے۔ اس کا بھی عملی ثبوت اس واقعہ میں صاف ظاہر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ وضاحت بھی عنایت کردی ہے کہ جس طرح خون کے تعلق سے رشتے حرام ہوتے ہیں، اسی طرح دودھ کی شرکت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

مسلمان کے لیے مسلمان کا خون اور مال حرام

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَؓ	(حضرت) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے):
قَالَ	انہوں نے بتایا کہ
خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ	نبی ﷺ نے قربانی کے دن ہم سے خطاب فرمایا:
قَالَ اَتَدْرُوْنَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو،
اَیُّ یَوْمٍ ھٰذا	یہ کون سا دن ہے۔
قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ	ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جاننے والے ہیں۔
فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا	تو آپ ﷺ خاموش رہے، چنانچہ ہم نے خیال کیا:
اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ	غالباً آپ اس (دن) کا نام کچھ اور رکھیں گے۔
قَالَ اَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ	(لیکن) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا (آج) قربانی کا دن نہیں؟
قُلْنَا بَلٰی	ہم نے عرض کیا: بیشک (آج قربانی کا دن ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے۔
قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ	ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جاننے والے ہیں۔
فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا	پھر آپ ﷺ خاموش رہے اور ہم (یہ) سمجھے کہ
اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ	ضرور آپ ﷺ اس (مہینے) کا کوئی اور نام رکھیں گے۔
فَقَالَ اَلَيْسَ ذُوالْحَجَّةِ	لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: کیا (یہ) ذوالحج نہیں ہے؟
قُلْنَا بَلٰى	ہم نے عرض کیا: جی ہاں (یہ ذوالحج) ہے۔
قَالَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کون سا شہر ہے۔
قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ	ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جاننے والے ہیں۔
فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا	پھر آپ ﷺ خاموش رہے۔ چنانچہ ہم نے گمان کیا:
اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ	یقیناً آپ ﷺ اس (شہر) کا نام دوسرا رکھیں گے۔
قَالَ	(لیکن) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ	کیا (یہ) حرمت کا شہر نہیں ہے؟
قُلْنَا بَلٰى	ہم نے عرض کیا: بیشک (ہے)۔
قَالَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
فَاِنَّا دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ	دیکھو، تمہارے خون اور تمہارے مال (باہم)
عَلَيْكُمْ حَرَامٌ	تم پر حرام ہیں
كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا	جیسے کہ حرمت تمہارے اس دن کی
فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا	تمہارے اس مہینے میں
فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا	تمہارے اس شہر میں
اِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ	اس دن تک (جب کہ) تم اپنے رب سے ملو گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ	بتاؤ، کیا میں نے (اپنے رب کا دین تم تک) پہنچا دیا۔
قَالُوْا	حاضرین نے کہا:
نَعَمْ	جی ہاں (آپ ﷺ نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی)۔
قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ	آپ ﷺ نے فرمایا! اے اللہ! گواہ رہنا۔
فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ	پھر (ارشاد فرمایا) جو حاضر ہے، وہ غیر حاضر کو (میری باتیں) پہنچا دے۔
فَرُبَّ مُبَلَّغٍ	تو (ممکن ہے) بہت سے (اس طرح غائبانہ) مخاطب
اَوْعٰى	زیادہ ذہن نشین کرنے والے ہوں
مِنْ سَامِعٍ	بمقابلہ حاضر سننے والے کے
فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا	تو تم میرے بعد پھر کافر نہ بن جانا
يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ	(کہ) تم میں سے بعض
رِقَابَ بَعْضٍ	بعضوں کی گردن مارنے لگیں۔

(بخاری جلد اول باب 1094، حدیث 1634)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اپنے خطبۂ حج میں تین اہم امور کی تعلیم اور ہدایت فرمائی ہے:

1- مخاطب کو متوجہ اور گوش برآواز کرنے کے لیے معروف اشیاء کے متعلق سوالات، جواب سننے کے بعد توقف اور پھر حقیقت کی نشان دہی کا طریقہ فی الواقع حکمتِ تبلیغ کا اہم عنصر ہے۔ اسے نظر انداز نہ کیا جائے۔

2- مسلمان کا خون اور مال مسلمان کے لیے حرام ہے۔ مسلمان کی جان کے درپے ہونا (یا اسے آزار پہنچانا) اور اس کے مال کو ہڑپ کرنے (یا تباہ کرنے) کی کوشش اللہ کے دین، اسلام (اطاعت و وفاشعاری) سے منہ موڑنے اور کفر کی طرف پلٹ جانے کے مترادف ہے۔

3- بعثتِ رسول ﷺ کا مقصد اللہ کے دیے ہوئے نظام زندگی و بندگی کو اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوں تک بے کم و کاست پہنچانا ہے۔ یہی ذمہ داری اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے پیروؤں کی طرف منتقل کی ہے، جو ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ کام محض اللہ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔

شکار، حلت و حرمت اور توجیہہ

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍؓ
قَالَ
سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ
عَنْ صَیْدِ الْمِعْرَاضِ
قَالَ
مَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ
فَکُلْهُ
وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ
فَهُوَ وَقِیْذٌ
وَسَاَلْتُهٗ
عَنْ صَیْدِ الْکَلْبِ
فَقَالَ
مَا اَمْسَکَ عَلَیْکَ
فَکُلْ
فَاِنَّ اَخْذَ الْکَلْبِ
ذَکَاةٌ

عدیؓ بن حاتمؓ سے (روایت ہے)۔
انہوں نے بیان کیا:
میں نے نبی ﷺ سے پوچھا،
تیر کے درمیانی موٹے حصے کے شکار کے متعلق۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جس (شکار) پر وہ (موٹا حصہ) نوک کی طرف سے لگے،
اسے کھا سکتے ہو
اور جس (شکار) کو وہ موٹائی کی طرف سے لگے،
تو وہ چوٹ کھایا ہوا (حرام) ہے
پھر میں نے آپ ﷺ سے پوچھا
کتے کے شکار کے متعلق۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
جس (شکار) کو وہ (کتا) تمہارے لیے پکڑے رکھے،
(اسے) کھا سکتے ہو،
کیوں کہ (اس طرح) کتے کا پکڑنا (گویا)
ذبح کرنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ	لیکن اگر تم پاؤ اپنے کتے کے ساتھ
اَوْ كِلَابِكَ كَلْباً غَيْرَهُ	یا اپنے کتوں کے ساتھ کوئی اور کتا
فَخَشِيْتَ	اس بناء پر تمہیں یہ اندیشہ ہو
اَنْ يَّكُوْنَ	کہ اس (شکار) کو (تمہارے کتے کے)
اَخَذَهُ مَعَهُ	ساتھ والے (کتے) نے پکڑا ہے
وَقَدْ قَتَلَهُ	اور اسے مار بھی ڈالا ہے،
فَلَا تَاْكُلْ	تو (ایسے شکار کو) نہ کھاؤ
فَاِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ	کیونکہ تم نے تو بسم اللہ کہا تھا
عَلٰى كَلْبِكَ	(صرف) اپنے کتے (کو چھوڑنے) پر
وَلَا تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ	اور دوسرے (کتے) پر ایسا (بسم اللہ) نہیں کہا تھا

(بخاری جلد سوم باب 287 حدیث 439)

تشریح

اس حدیث مبارکہ کے ذریعے رسول اکرم ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ:

1- جتنی بات پوچھی جائے، اتنا ہی جواب دیا جائے۔ خواہ مخواہ لمبی چوڑی تقریر نہ کی جائے۔

2- جب کسی چیز کو جائز یا ناجائز قرار دیا جائے تو بہتر یہی ہے کہ اس کی دلیل بھی بیان کر دی جائے۔

3- شکار (یا کسی بھی حلال جانور) کا گوشت بسم اللہ سے حلال ہوتا ہے۔ اس لیے جانور کو ذبح کرتے وقت، شکار کے لیے تیر یا گولی چلاتے وقت یا شکاری کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ ضرور کہنا چاہیے۔

4- شک کی صورت میں اجتناب کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گم شدہ مال

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ	زید بن خالد جہنی سے (روایت ہے)
اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	کہ ایک آدمی نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے
عَنِ اللُّقَطَةِ	راستے میں گری پڑی چیز اٹھانے کے بارے میں
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے فرمایا:
عَرِّفْهَا سَنَةً	اس کی تشہیر کرو ایک سال تک
ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا	پھر اس کا سر بند اور ظرف (Case) شناخت کرلو
ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا	اس کے بعد اسے استعمال کرلو۔
فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا	پھر اگر آجائے اس کا مالک
فَأَدِّهَا إِلَيْهِ	تو ادا کرو اس کی (چیز کی مالیت) کو اس (مالک) کو
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	(تو پوچھنے والے نے) عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)
فَضَالَّةُ الْغَنَمِ	اچھا گم شدہ بکری (کے متعلق کیا ارشاد ہے)؟
قَالَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
خُذْهَا فَإِنَّهَا هِيَ لَكَ	اسے پکڑ لو۔ وہ (یا تو) تمہاری (ہو جائے گی)
أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ	یا تمہارے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	(سائل نے پھر) کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ)
فَضَالَّةُ الْإِبِلِ	تو گم کردہ اونٹ (کا کیا حکم ہے)؟
فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	(اس بات پر) رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے
حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ	یہاں تک کہ سرخ ہو گئے آپ ﷺ کے دونوں رخسار
أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ	یا (یوں کہیں کہ) سرخ ہو گیا آپ ﷺ کا چہرہ
ثُمَّ قَالَ	پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَالَكَ	تمہیں (اس سے) کیا (واسطہ)؟
وَلَهَا مَعَهَا حِذَاءُ هَا	کیونکہ اس کے پاس اس کے پاؤں (ہیں)
وَسِقَاءُ هَا	اور اس کا پانی (ہے)
حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا	بالآخر مل جائے گا اس کو اس کا مالک۔

(بخاری جلد سوم باب 627 حدیث 1045 مکتبہ رحمانیہ لاہور، 1985ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں گم شدہ اموال کے سلسلے میں تین ہدایات دی ہیں اور ساتھ ہی ان کی توجیہہ بھی فرمادی ہے۔

1- مال وزر اور استعمال کی اشیاء کے سلسلے میں ہدایت دی گئی کہ ایک سال تک ان کا اعلان کیا جاتا رہے، پھر ان کے غلاف وغیرہ کو اچھی طرح نوٹ کرلیا جائے اور انہیں استعمال کرلیا جائے لیکن اگر اس کے بعد بھی اس کا مالک آجائے تو اس شے کی پوری مالیت اس مالک کو ادا کردی جائے۔

2- ایسے چھوٹے جانور جیسے بکری، کہ جو کسی درندے کا شکار ہوسکتے ہیں، پکڑ لیے جائیں تاکہ وہ کسی درندے کا شکار نہ ہوجائیں اور جب مالک مل جائے تو پکڑا ہوا جانور اُس کے حوالے کردیا جائے۔

3- ایسے بڑے جانور، جیسے اونٹ جن کے لیے عموماً کسی بھیڑیئے وغیرہ کا اندیشہ نہیں نہ پکڑے جائیں تاکہ وہ اپنے ڈھونڈنے والے مالک کو مل جائیں۔

ان ہدایات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ ضرورت واضح اور قابلِ عمل ہدایات دی ہیں اور ان کے ساتھ قابلِ فہم دلیل بھی عطا کی ہے۔ یہ مقام اللہ کے ہدایت یافتہ رسول کو ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام کو حلال کرنے کی چالیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (روایت ہے) کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ

آپ ﷺ مکہ میں، جس سال وہ فتح ہوا فرما رہے تھے:

اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ

بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کر دیا ہے

بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ

بیچنا شراب اور مُردار اور سؤر اور بتوں (کو)

فَقِیْلَ

چنانچہ (آپ ﷺ سے) عرض کیا گیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ

اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ نے غور فرمایا:

شُحُوْمَ الْمَیْتَةِ فَاِنَّهٗ یُطْلٰی بِهَا السُّفُنُ وَتُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ

مردار کی چربی تو کشتیوں میں لگائی جاتی ہے، اور کھالوں پر ملی جاتی ہے، اور لوگ اس سے چراغ بھی جلاتے ہیں۔

فَقَالَ

لیکن (یہ سن کر بھی) آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا

(اسے بیچنے کی اجازت) نہیں (دی جا سکتی)

هُوَ حَرَامٌ

(کیونکہ) وہ حرام (ہے)

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

پھر (مزید) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ

ان (ہی باتوں) پر تباہ کرے اللہ یہود کو،

اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ عَلَیْهِمْ

اس لیے کہ اللہ نے جب حرام کیا ان کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شُحُوْمُهُمَا	(بیچنا) ان (جانوروں) کی چربیاں تو انہوں نے (یہ چال چلی کہ)
اَجْمَلُوْهُ	اس (چربی) کو پگھلا لیا
ثُمَّ بَاعُوْهُ	پھر اس کو بیچ دیا۔
فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ	بالآخر انہوں نے کھائی اس کی قیمت۔

(مسلم جلد چہارم، صفحہ 128، باب تحریم بیع الخمر، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں حسب ذیل وضاحتیں عطا فرمائی ہیں:

1- شراب، مردار (مرا ہوا جانور)، سؤر، اور بت (جانداروں کے مجسمے) حرام ہیں، اس لیے ان کا کاروبار بھی حرام ہے۔

2- مردار کی چربی کے متعین استعمال سے متعلق پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس استعمال کی بنیاد پر اس کے کاروبار کو حلال قرار نہیں دیا۔ لیکن مذکورہ استعمال سے منع نہیں فرمایا کیونکہ مذکورہ استعمال کے متعلق سوال میں یہ بات نمایاں تھی کہ اس کے کھانے یا انسانی جسم پر لگانے کے متعلق معلوم ہے کہ ممنوع ہے۔

3- مردار (یا اس کی چربی) کے کاروبار کی اجازت نہ دینے سے متعلق بطور دلیل آپ ﷺ نے یہود کی چالبازی کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان (یہود) کے لیے ان دونوں جانوروں (مردار اور سؤر) کی چربی کو حرام قرار دیا تو ان (چالباز) یہودیوں نے یہ چالبازی کی کہ ان چربیوں کو پگھلا لیتے اور پھر ان (پگھلی ہوئی چربیوں) کو فروخت کر کے ان کی قیمت وصول کرتے اور اس زعمِ باطل میں مبتلا رہتے کہ انہوں نے چربی (اصل حالت میں) نہیں بیچی۔ یہ وہی مکارانہ حرکت ہے، جو انہوں نے سبت (ہفتہ) کے دن مچھلی کے شکار پر پابندی کے سلسلے میں کی تھی۔

4- آپ ﷺ نے یہودیوں کی مذکورہ مکاری پر ان کو بددعا دی۔ مدعا ظاہر ہے، یہی تھا کہ مسلمان یہودیوں جیسی چالبازی کر کے حرام کو حلال کرنے کی کوشش نہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) وہ کہتے تھے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ (سے)۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ

حقیقتاً حلال واضح (ہے)

وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ

اور واقعتاً حرام بھی واضح (ہے)

وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں (ہیں)

لَّا يَعْلَمُهُنَّ

(لیکن) ان (مشتبہ چیزوں) کو نہیں جانتے

كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ

بہت سے لوگ۔

فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ

تو جو مشتبہ چیزوں سے بچا،

اِسْتَبْرَءَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ

اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچالیا۔

وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ

اور جو مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا،

وَقَعَ فِي الْحَرَامِ

وہ حرام میں مبتلا ہوگیا۔

كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى

جیسے وہ چرواہا جو چراتا ہے

حَوْلَ الْحِمٰى

کسی کی چراگاہ کے آس پاس

يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ

امکان ہے کہ (اس کے جانور) چرنے لگیں

فِيْهِ

اس (چراگاہ) میں بھی۔

اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى

سمجھ لو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے۔

اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ

خبردار کہ اللہ کی چراگاہ

مَحَارِمُهٗ

اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔

اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً

جان لو کہ فی الحقیقت جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا صَلَحَتْ	جب وہ درست ہوا
صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ	تو پورا جسم درست ہو گیا۔
وَاِذَا فَسَدَتْ	اور جب وہ فساد زدہ ہوا
فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ	تو پورا جسم فساد زدہ ہو گیا
اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ	یاد رکھو کہ وہ (لوتھڑا) دل ہے۔

(مسلم جلد چہارم، صفحہ 137، باب اخذ الحلال، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں تین اہم امور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

1- حلال اور حرام کو واضح کر دیا گیا۔ اس لیے اہل ایمان کو حرام سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

2- مشتبہ چیزوں (جن کے متعلق متعین طور پر یہ نہ کہا جا سکے کہ آیا وہ حلال ہیں یا حرام) سے گریز ہی مناسب ہے۔ اسی میں مومن کے دین اور آبرو کی بچت ہے۔ اسی ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول ہے کہ ہم ایک حصہ حرام کے ڈر سے نو حصے حلال بھی چھوڑ دیتے تھے۔ اسی بات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چراگاہ کی مثال کے ذریعے سمجھایا ہے۔ اسی لیے ہدایت کی گئی ہے کہ برائی کے قریب بھی نہ پھٹکو۔

3- انسان کے دل کو، جو نظامِ جسمانی کا مختار و مسئول ہے، درست رکھنے پر منطقی اور دل کو لگنے والے انداز میں توجہ دلائی گئی ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ دل ہی وہ قوتِ محرکہ رکھتا ہے، جس کے اثر سے آدمی کسی کام کو کرنے یا اسے نہ کرنے کی خاطر جان کی بازی بھی لگا دیتا ہے۔ منشاء یہ ہے کہ دل کو اطاعتِ رب کی آماجگاہ ہونا چاہیے۔ یہی سارے مسائل کا حل ہے اور اسی میں ہر نوع کامیابی مضمر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم کا فیصلہ کسی حرام کو حلال نہیں کر دیتا

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا	اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ	زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا
جَلَبَةَ خَصْمٍ	کسی جھگڑنے والے کا شور وغل
بِبَابِ حُجْرَتِهٖ	اپنے حجرے کے دروازے پر
فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ	آپ ﷺ حجرے سے نکل کر ان کے پاس پہنچے
فَقَالَ	اور فرمایا:
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ	''میں بھی آدمی ہوں
وَّاَنَّهٗ يَاْتِيْنِیْ الْخَصْمُ	تو (جب) میرے پاس آتا ہے کوئی مدعی
فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ	تو ہوسکتا ہے کہ ان (فریقین) میں سے کوئی
اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغُ مِنْ بَعْضٍ	ہو زیادہ قادر الکلام دوسرے سے
فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ صَادِقٌ	چنانچہ میں سمجھوں کہ وہ (متکلم) سچا ہے
فَاَقْضِیْ لَهٗ	اور اس بناء پر فیصلہ دے دوں اس کے حق میں
فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ	تو (ایسی صورت میں) جس کو میں دلا دوں
بِحَقِّ مُسْلِمٍ	کسی (دوسرے) مسلمان کا حق۔
فَاِنَّمَا هِیَ	سو (ناجائز فائدہ اٹھانے والا یہ سمجھے کہ) وہ (فائدہ)
قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ	ایک ٹکڑا ہے آگ کا۔
فَلْيَحْمِلْهَا اَوْ يَذَرْهَا	پھر وہ چاہے اس کو لے یا اس کو چھوڑ دے۔

(مسلم جلد چہارم، صفحہ 208، باب ان حکم الحاکم لا یغیر، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مدعی اور مدعا علیہ اپنے باہمی قضیے کا فیصلہ کرانے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپس میں تکرار کرنے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انتظار نہیں فرمایا کہ آپ کو آواز یا دستک دی جائے تو آپ ﷺ باہر نکلیں بلکہ تکرار کی آواز سن کر آپ ﷺ فوراً ہی باہر آ گئے۔ آپ ﷺ نے نفسِ مسئلہ پر بات کرنے کے بجائے حاکم یا قاضی کے فیصلے میں غلطی کے امکان اور ناجائز فیصلہ حاصل کرنے والے کے انجام پر بات کی۔ آپ ﷺ کے اس طرزِ عمل سے تین واضح ہدایات ملتی ہیں۔

1- حاکم یا قاضی کسی تنازع سے آگاہ ہو جانے کی صورت میں کسی استغاثے کی آمد کا انتظار کیے بغیر خود بھی اس تنازع کا نوٹس (Notice) لے سکتا ہے۔

2- عالم الغیب تو صرف مالکِ کائنات ہے۔ نبیوں کو بھی غیب کی صرف وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں، جو خود مالک کائنات ان کو بتانا چاہتا ہے اور بتا دیتا ہے لیکن بے شمار باتیں، عام زندگی سے متعلق ایسی ہوتی ہیں جو اس کی طرف سے نبی کو بھی نہیں بتائی جاتیں، چہ جائیکہ دوسرے لوگوں کو معلوم ہو سکیں۔ اس لیے کسی بھی مقدمے میں عدالت کے فیصلے کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ جو غلط تھا، وہ صحیح ہو گیا یا جو حرام تھا، وہ حلال ہو گیا۔

3- مسلمان حاکم اور عدالت کے منصب کا تقاضا یہ بھی ہے کہ فریقین مقدمہ کو آخرت کے انجام کا احساس دلائے اور انہیں سمجھائے کہ کسی عدالتی فیصلے کے نتیجے میں بھی کوئی ناجائز انتفاع گویا آگ کا ٹکڑا لینے کے مترادف ہے، جس کے اثرات سے کم از کم آخرت میں تو کوئی بچ نہیں سکتا۔

حُرمت

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ الْکَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ

ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درحقیقت اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَرَّمَ مَكَّةَ	مکہ کو مقامِ حُرمت قرار دیا ہے،
وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ	اور اسے لوگوں نے جائے حرام نہیں بنایا۔
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ	(لہٰذا) جو کوئی ایمان رکھتا ہو اللہ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور روزِ آخرت پر،
فَلَا يَسْفِكَنَّ	اسے چاہیے کہ نہ بہائے وہ
فِيْهَا دَمًا	اس (مکہ) میں کسی کا خون
وَلَا يَعْضُدَنَّ فِيْهَا شَجَرًا	اور نہ کاٹے اس کا کوئی درخت۔
فَاِنْ	پھر اگر کوئی
تَرَخَّصَ	رخصت کی بات کرے (اس حرمت میں)
مُتَرَخِّصٌ	رخصت (گنجائش) کا کوئی متلاشی
فَقَالَ	اور (بطورِ دلیل) کہے
اُحِلَّتْ	کہ یہ حرمت حلال کی گئی تھی
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔
فَاِنَّ اللّٰهَ	تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے
اَحَلَّهَا لِيْ	اسے حلال کیا تھا (صرف) میرے لیے
وَلَمْ يُحِلَّهَا لِلنَّاسِ	اور قطعاً حلال نہیں کیا لوگوں کے لیے۔
وَاِنَّهَا	اور پھر اس (حرمت) کو
اُحِلَّتْ لِيْ	میرے لیے (بھی) حلال کیا گیا
سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ	ایک دن کے ایک وقت
ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ	اس کے بعد وہ (مکہ) جائے حرام ہے
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	قیامت کے دن تک۔
ثُمَّ اِنَّكُمْ مَعْشَرَ خُزَاعَةَ	اب اے (قبیلہ) خزاعہ والو!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَتَلْتُمْ	تم نے قتل کیا ہے
هٰذَا الرَّجُلَ مِنْ هُذَيْلٍ	فلاں شخص کو (قبیلہ ء) ہذیل کے۔
وَاَنِّيْ عَاقِلُهُ	تو میں اُس کے خون بہا کا اعلان کرتا ہوں۔
فَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ	آئندہ جس کسی کا کوئی (قریبی) قتل کر دیا جائے
بَعْدَ الْيَوْمِ	آج کے بعد
فَاَهْلُهُ	تو اس کے گھر والوں کو
بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ	دو میں سے ایک اختیار ہوگا۔
اِمَّا اَنْ يَقْتُلُوْا	یا تو وہ (قاتل) کو قتل کرنے کا فیصلہ کریں
اَوْيَاْخُذُوْ الْعَقْلَ	یا خون بہا لے لیں۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 553 باب حکم القصاص والعفو، دار الاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں کئی اہم امور کی وضاحت فرمائی ہے۔

1- حرام وحلال کا تعین کرنا اللہ کا کام ہے، انسانوں کا نہیں۔

2- اللہ کی قائم کردہ حدودِ حرام توڑی نہیں جاسکتیں، نہ خانۂ خدا کے معاملے میں، نہ بندگانِ خدا کے معاملے میں۔

3- مکہ کی حرمت کو اللہ تعالیٰ نے ہی صرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، اور وہ بھی ایک مخصوص وقت میں، حلال کیا تھا۔ یعنی آپ ﷺ کے لیے اور صرف اس وقت حرمت کی پابندی اٹھائی تھی۔ اس رخصت کو کسی دوسرے کے لیے وجہِ جواز نہیں بنایا جاسکتا۔

4- اللہ تعالیٰ نے ہی انسانوں کی جانوں کو حرام (ممنوع الظلم) قرار دیا ہے۔ اس لیے اگر کسی فرد کو قتل کر دیا جائے تو اس کے لواحقین کا یہ حق ہے کہ وہ قصاص (قاتل کا قتل) طلب کریں یا خوں بہا (قتل کا مناسب معاوضہ) لے کر قصاص سے دست بردار ہو جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ظلم کے تدارک میں ہی ذی فہم افراد کے نزدیک زندگی کی جان ہے۔ اسی لیے اہلِ ایمان کو ظلم مٹانے کا کام سونپا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے گناہ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ	عبداللہؓ سے (روایت ہے کہ)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا،
سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:
اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ	کون سا گناہ سب سے زیادہ بڑا ہے؟
قَالَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا	(یہ) کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ،
وَهُوَ خَلَقَکَ	حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔
وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ مِنْ اَجْلِ	اور (یہ) کہ تم قتل کرو اپنی اولاد کو، (اس) وجہ سے
اَنْ یَّاْکُلَ مَعَکَ	کہ وہ کھائے گی تمہارے ساتھ
اَوْمِنْ طَعَامِکَ	یا تمہارے کھانے میں سے
وَاَنْ تُزَانِیَ بِحَلِیْلَةِ جَارِکَ	اور (یہ) کہ تم زنا کرو اپنے پڑوسی کی بیوی سے
قَالَ	(عبداللہؓ نے مزید) بیان کیا،
وَتَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ	اور (آپ ﷺ نے) یہ آیت تلاوت کی:
وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ	''اور جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ
اِلٰهًا اٰخَرَ	کسی دوسرے معبود کو،
وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ	اور نہ کسی ایسے نفس کو قتل کرتے ہیں،
الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ	جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہو
اِلَّا بِالْحَقِّ	سوائے اس (صورت) کے کہ تقاضائے حق
وَلَا یَزْنُوْنَ	(ایسا) ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا	پھر جو کوئی ایسا کرے گا، وہ گناہ سمیٹے گا۔
يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ	اس کا عذاب بڑھا کر دگنا کر دیا جائے گا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ	قیامت کے دن
وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا	اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا ذلیل ہو کر''۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 341 حدیث 2974۔ ابواب تفسیر القرآن، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی سے حسب ذیل رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

1- جب کوئی بات پوچھی جائے تو اس کا جواب بلا کم و کاست اور مکمل دیا جائے۔

2- جواب دینے کے ساتھ سائل کو کتاب اللہ کا حوالہ دینا بھی بہتر ہے۔

3- شرک، قتل اور زنا سب سے بڑے گناہ ہیں جن کا عذاب نہایت بھیانک ہوگا۔

4- شرک اس لیے بڑا گناہ ہے کہ اس طرح مخلوق کو خالق کا ہمسر بنایا جاتا ہے۔

5- قتل فی نفسہٖ بڑا گناہ ہے، کیونکہ خالق نے کسی کو بطور خود ایسا کرنے کا اختیار نہیں دیا، لیکن اولاد کا قتل تو سنگین تر ہے۔ اس کی ترقی یافتہ شکل بطنِ مادر میں جنس کا پتہ لگانا اور لڑکی ہونے کی صورت میں اس کو ٹھکانے لگا دینا ہے۔ اس جرم میں جان کے محافظین بھی شریک ہوتے ہیں اور یہ عملاً پھیلتا جا رہا ہے۔

6- زنا بدترین جرم اور گناہ ہے۔ ہمسایہ کی طرح کسی بھی نوع کی قربت سے اس کو آسان بنا لیا جاتا ہے۔ اب تو ''ترقی یافتہ'' ممالک میں یہ گھناؤنا فعل ان کی معاشرت کا حصہ بن چکا ہے اور اسے قانونی تحفظ بھی فراہم کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۶: فہم دین

فرض اور نفل کا فرق

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ
اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ خَصِيْرٍ
فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا لَيَالِيَ
حَتّٰى اِجْتَمَعَ اِلَيْهِ نَاسٌ
ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً
فَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ
فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ
لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ
فَقَالَ
مَازَالَ بِكُمْ
الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ
حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ
عَلَيْكُمْ
وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَاقُمْتُمْ بِهٖ
فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ
فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ
اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے کہ)
نبی ﷺ نے
بنالیا ایک حجرہ مسجد (نبوی) میں چٹائی سے
اور نماز پڑھتے رہے رسول اللہ ﷺ اس میں کئی رات
یہاں تک کہ جمع ہو گئے آپ کے پاس لوگ باگ
پھر انہوں نے نہ پائی آپ ﷺ کی آواز ایک رات
تو گمان کیا کہ وہ (آپ ﷺ) سو رہے ہیں۔
چنانچہ ان میں سے بعض کھنکارنے لگے
تاکہ وہ (آپ ﷺ) نکل آئیں ان کے پاس۔
اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:
زائل نہیں ہوا تمہارے لیے
تمہارا وہ حال (حسن طلب) جو میں نے دیکھا۔
لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فرض کر دی جائے
تم پر (نماز تراویح باجماعت)
اور اگر فرض کر دی جائے تو تم اسے قائم نہ رکھ سکو۔
اس لیے لوگو! تم پڑھ لیا کرو (یہ نماز) اپنے گھروں میں
کیونکہ آدمی کی افضل نماز اس کے گھر میں (ہی ہوتی ہے)
سوائے فرض نماز کے۔

(بخاری جلد سوم باب 1210 حدیث 2133 مکتبہ رحمانیہ لاہور 1985ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی میں عبادت و ریاضت کے لیے تنہا گوشہ گیر ہو گئے تھے۔ یہ گویا اعتکاف کی صورت تھی۔ لیکن جب لوگ آپ ﷺ کے پاس (نماز کے لیے) جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ جب یہ سلسلہ معمول بننے لگا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھانے سے گریز کیا اور بالآخر لوگوں کو سمجھایا کہ اس طرح ایک نفل کو لازم کر لینے کے نتیجے میں اگر اسے فرض کر دیا گیا تو وہ اسے نباہ نہ سکیں گے۔ اس طرح آپ ﷺ نے فرض اور نفل کا فرق بھی واضح فرمایا اور یہ تلقین بھی فرمائی کہ نفل نماز (تنہا) اپنے گھر میں ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ البتہ فرض نماز باجماعت (مسجد ہی میں) ادا کرنی چاہیے۔

نماز میں قصر تو اللہ کا صدقہ ہے

عَنْ يَعْلَى بْنَ اُمَيَّةَ	یعلی بن اُمیہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا:
قُلْتُ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ	میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	اللہ تعالیٰ (نے) فرمایا ہے: ''تم پر کوئی گناہ نہیں
اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ	کہ تم قصر کرو نماز میں
اِنْ خِفْتُمْ	اگر تمہیں خوف ہو
اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	کہ تمہیں مصیبت میں گرفتار کر دیں گے کافر لوگ
فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ	(لیکن) اب تو (ہم) لوگ امن میں ہیں۔
فَقَالَ	(یہ سن کر) انہوں نے فرمایا:
عَجِبْتُ مِمَّا	مجھے بھی تعجب ہوا تھا اس (بارے) میں،
عَجِبْتُ مِنْهُ	جس میں تمہیں تعجب ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَسَالْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	چنانچہ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ (سے)
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ	یہ صدقہ ہے، جس سے اللہ نے تمہیں نوازا۔
فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ	لہٰذا قبول کرو اس کا صدقہ۔

(مسلم جلد دوم باب کتاب صلوٰۃ المسافرین صفحہ 137 حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشاد گرامی کے ذریعے نہایت مختصر لیکن جامع الفاظ میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی عنایات کی طرف توجہ دلائی ہے، دوسرے اس کی نوازشات پر شکر کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور تیسرے نمازِ قصر کی دلیل اور اس کے فقہی جواز سے آگاہ فرمایا ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے، جیسی ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنے تین اصحاب کو اعتدال و توازن کی طرف متوجہ فرمایا تھا اور اپنے معمولات کی مثال دی تھی کہ میں نوافل (نماز) بھی ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔

اکتا دینے والے عمل سے بہتر مستقل عمل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا	عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (روایت ہے)
قَالَتْ	(انہوں نے) بیان کیا:
لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فِيْ شَهْرٍ مِّنَ السَّنَةِ	کسی مہینے میں سال کے
اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ	زیادہ روزہ دار بمقابلہ شعبان،
وَكَانَ يَقُوْلُ	اور فرماتے تھے:
خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ	اختیار کرو اتنے اعمال،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا تُطِيْقُوْنَ	جن کی تم طاقت رکھتے ہو
فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّمَلَّ	کیونکہ اللہ (اجر دینے سے) نہیں اکتائے گا
حَتّٰى تَمَلُّوْا	یہاں تک کہ تم (اپنے عمل سے) اکتا جاؤ گے۔
وَكَانَ يَقُوْلُ	اور فرماتے تھے۔
اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ	زیادہ پسند کیا جانے والا عمل اللہ کے ہاں (وہ ہے)
مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ	جسے مسلسل جاری رکھے اس کا کرنے والا،
وَاِنْ قَلَّ	اگرچہ (وہ) تھوڑا ہی ہو۔

(مسلم جلد سوم باب صیام النبی صفحہ 98، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں دو اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک یہ کہ ایسا (نفلی) عمل مناسب نہیں جو اُکتا دینے والا ہو۔

دوسرے یہ کہ اللہ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے، جو پابندی سے مسلسل کیا جائے، خواہ وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

وجہ یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک کسی بندے کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے کسی کارِ خیر کو اپنے لیے بوجھ بنا لے، بلکہ بے حساب خزانوں کے مالک کو یہ زیادہ محبوب ہے کہ اس کا بندہ اس کی رضا کے لیے جو بھلائی بھی اختیار کرے، اس پر قائم رہے اور اس کو برابر جاری رکھے۔

عبادت میں بھی اعتدال

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ	عبداللہ بن عمرو بن عاص
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا	رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (روایت ہے)
يَقُوْلُ	وہ بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ اطلاع) پہنچی
اَنِّیْ اَصُوْمُ الدَّھْرَ	کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں
وَاُصَلِّی اللَّیْلَ	اور رات بھر نماز پڑھتا ہوں۔
فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَیَّ	چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا
وَاِمَّا لَقَیْتُہٗ	اور میں آپ ﷺ سے ملا،
فَقَالَ	تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ	کیا مجھے خبر نہیں کہ تم روزے رکھتے ہو
وَلَا تُفْطِرُ	اور افطار نہیں کرتے
وَتُصَلِّی اللَّیْلَ	اور رات بھر نماز پڑھتے ہو
فَلَا تَفْعَلْ	تو (ایسا) مت کرو۔
فَاِنَّ لِعَیْنَیْکَ	اس لیے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی
حَظًّا	(تمہارے نفس میں) حصہ ہے
وَلِنَفْسِکَ حَظًّا	اور تمہاری ذات کا بھی حصہ ہے
وَلِاَھْلِکَ حَظًّا	اور تمہاری بیوی کا بھی حصہ ہے
فَصُمْ وَاَفْطِرْ	لہٰذا تم روزہ (بھی) رکھو اور افطار (بھی) کرو۔
وَصَلِّ وَنَمْ	اور نماز (بھی) پڑھو اور نیند (بھی) کرو۔

(مسلم جلد سوم باب النھی من صوم الدھر صفحہ 101، حذیفہ اکیڈمی، لاہور 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں اسلام کے نظامِ عدل کے خاصۂ اعتدال و توازن کو اجاگر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے متعلقہ فرد کو اور اس کے حوالے سے امتِ مسلمہ کو واضح طور پر ہدایت فرمائی کہ عبادات میں بھی اعتدال و توازن کو برقرار رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اس ہدایت کی دلیل بھی عطا کر دی۔ آپ ﷺ نے یہ واضح فرمایا کہ عبادات کے معاملے میں بھی حقوق النفس اور حقوق العباد کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ یہ مسئلہ نفل عبادات کا ہے۔ فرض عبادات میں تو پہلے ہی یہ اہتمام موجود ہے کہ ان کو ہر کس و ناکس کے لیے قابلِ برداشت رکھا گیا ہے اور کسی کو بھی یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اس میں کسی طرح بھی کوئی اضافہ کر سکے۔

حکمتِ دین

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ	(حضرت) عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اَلَمْ تَرَیْ	کیا نہیں دیکھا تم نے
اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنُوا الْكَعْبَةَ	کہ تمہاری قوم نے جب بنایا کعبہ
اِقْتَصَرُوْا	(تو) کم کر دیا۔
عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے
قَالَتْ	انہوں نے (حضرت عائشہؓ) نے بتایا:
فَقُلْتُ	تو میں نے عرض کیا:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ!
اَفَلَا تَرُدُّهَا	پھر کیوں نہیں آپ پھیر دیتے اس کو
عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ	اگر نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا تمہاری قوم نے
بِالْكُفْرِ	کفر (کی روایات) کو (تو میں البتہ ایسا کرتا)۔

(مسلم جلد سوم باب نقض الکعبۃ صفحہ 223 حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے حسب ذیل وضاحت ورہنمائی مترشح ہوتی ہے۔

1- چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کعبہ کی تعمیرِ نو کا حکم نہیں دیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنی چاہت کے باجود یہ کام نہیں کیا۔

2- کعبہ کی تعمیرِ نو سے یہ بحث چھڑ سکتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تو پھر یہ کیوں کیا گیا۔

3- مسلمانوں کو یہ تعلیم دینے کی ضرورت تھی کہ حکمتِ دین سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ یہی اسوۂ رسول ﷺ ہے۔

4- دعوتِ دین کی خاطر مہماتِ دین پر توجہ رہنی چاہیے اور مہمات کی خاطر متعلقات کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔

حد سے تجاوز

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ خَطَبَنَا	انہوں نے بیان کیا، خطاب فرمایا ہم سے
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ	رسول اللہ ﷺ نے، چنانچہ فرمایا:
اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ	اے لوگو! فرض کر دیا ہے، اللہ نے
عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا	تم پر حج، لہٰذا تم حج کرو۔
فَقَالَ رَجُلٌ	اس پر کہا ایک آدمی نے:
اَكُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	کیا ہر سال، یا رسول اللہ ﷺ!
فَسَكَتَ حَتّٰی	لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ
قَالَهَا ثَلَاثًا	اس (آدمی) نے تین بار کہی یہی بات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	بالآخر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:
لَوْقُلْتُ نَعَمْ	اگر میں "ہاں" کہہ دیتا تو
لَوَجَبَتْ	یقیناً لازم ہو جاتا (کہ تم ہر سال حج کرو)
وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ	اور حقیقتاً تم (یہ) نہ کر پاتے۔
ثُمَّ قَالَ	پھر آپ ﷺ نے (مزید) فرمایا:
ذَرُوْنِیْ	مجھے چھوڑو (بس اتنی بات پر کہ)
مَا تَرَکْتُکُمْ	جس میں تمہیں چھوڑ دوں
فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ	اس لیے کہ ہلاک ہوئے تم سے پہلے والے
بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ	اپنے سوالوں کی کثرت
وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ	اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے
فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ	لہٰذا جب میں تمہیں حکم دوں کسی بات کا،
فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ	تو اس میں سے جتنا ممکن ہو سکے، بجالاؤ۔
وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ	اور جب منع کر دوں کسی بات سے،
فَدَعُوْهُ	تو اس کو چھوڑ دو۔

(مسلم جلد سوم باب فرض الحج، صفحہ 228، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں حسبِ ذیل واضح ہدایات عطا فرمائی ہیں۔

1- حج اللہ نے فرض کیا ہے۔

2- ہدایتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

3- اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ ایمان پر مہربانی کی وجہ سے ان پر ایسا بار نہیں ڈالا، جسے وہ برداشت نہ کر سکیں، نباہ نہ سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- ارشادِ ربانی کی اطاعت کا طریقہ یہی ہے کہ اس کے رسول ﷺ جو حکم دیں، اسے بجالانے کا حتی المقدور اہتمام کیا جائے اور جس سے منع کر دیں، اس سے رک جایا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خوگر اطاعت بنادے۔

حقوق کا تحفظ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ	ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لَا تُنْكَحُ الْاَیِّمُ	نکاح نہ کیا جائے بیوہ کا،
حَتّٰی تُسْتَاْمَرُ	جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔
وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ	اور نہ نکاح کیا جائے کنواری کا،
حَتّٰی تُسْتَاْذَنُ	جب تک کہ اس سے اذن نہ لے لیا جائے۔
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	سامعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ!
وَكَیْفَ	آخر کس طرح
اِذْنُهَا	اذن (لیا جائے گا) اس (کنواری) کا۔
قَالَ	آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اَنْ تَسْكُتَ	(اس طرح) کہ وہ چپ رہے۔

(مسلم جلد چہارم، باب استیذان، صفحہ 21 حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسولِ اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں انسانی حقوق کے حوالے سے براہِ راست اور بالواسطہ بعض اہم نکات واضح فرمائے ہیں اور متعلقہ دلیل بھی فراہم کر دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1- سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ حقوق النفس کا تحفظ ہر ایک کے لیے ہے اور لڑکیاں بھی اس حق سے محروم نہیں کی جاسکتیں۔

2- شرم وحیا ایک صالح معاشرے کا امتیاز ہے۔ اس امتیاز کو ختم نہ کیا جائے۔

3- اگر ایک کنواری لڑکی شرم کی وجہ سے اپنے نکاح کا اذن "ہاں" کہہ کر نہیں دیتی لیکن "نہ" بھی نہیں کہتی تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی خاموشی کا مطلب اس کا اذن ہے۔

4- بیوہ اور کنواری کا ذکر الگ الگ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ کسی غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے۔

5- زیردستوں کے ساتھ زبردستی اسلام کا شیوہ نہیں۔

صدقہ اور ورثہ

عَنْ ثَلَاثَةٍ مِّنْ وَّلَدِ سَعْدٍ	سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹوں سے (روایت ہے)
كُلُّهُمْ يُحَدِّثُهُ	وہ سب یہ بیان کرتے ہیں
عَنْ اَبِيْهِ رضی اللّٰه تعالی عنه	اپنے باپ (کے حوالے) سے
اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى سَعْدٍ	کہ نبی ﷺ تشریف لائے سعد رضی اللہ عنہ کے پاس
يَعُوْدُهٗ بِمَكَّةَ	مکہ میں ان (سعدؓ) کی عیادت کرنے (کے لیے)
فَبَكٰى	تو وہ (سعد رضی اللہ عنہ) رونے لگے۔
فَقَالَ	چنانچہ فرمایا (آپ ﷺ نے):
مَا يُبْكِيْكَ	کیا (بات) تجھے رلا رہی ہے؟
قَالَ	(حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواباً) کہا:
قَدْ خَشِيْتُ	میں ڈرتا ہوں
اَنْ اَمُوْتَ بِالْاَرْضِ	(اس سے) کہ مرجاؤں اس زمین میں،
الَّذِيْ هَاجَرْتُ مِنْهَا	جس سے میں نے ہجرت کی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَمَا مَاتَ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ	جیسے مر گیا سعد بن خولہؓ۔
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ	تو (یہ سُن کر) فرمایا نبی ﷺ نے
اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْداً	اے اللہ! اچھا کر دے سعد کو۔
ثَلاَثَ مِرَارٍ	(آپ ﷺ نے یہ دعا کی) تین بار۔
قَالَ	(اس کے بعد) کہا (سعدؓ نے)
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ!
اِنَّ لِيْ مَالاً كَثِيْراً	واقعی میرے پاس مال بہت ہے۔
وَاِنَّهَا يَرِثُنِيْ ابْنَتِيْ	اور میری وارث ہوگی میری ایک (ہی) بیٹی
اَفَاُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ	تو کیا میں وصیت کر دوں اپنے سارے مال کی؟
قَالَ لاَ	(آپ ﷺ نے) فرمایا: نہیں۔
فَالثُّلُثَيْنِ	پھر (کہا سعدؓ نے) دو تہائی؟
قَالَ لاَ	(آپ ﷺ نے) فرمایا: نہیں۔
قَالَ فَبِالنِّصْفِ	(سعد نے پوچھا) اچھا آدھا؟
قَالَ لاَ	(آپؐ نے) فرمایا نہیں
قَالَ فَبِالثُّلُثِ	(سعدؓ نے پھر پوچھا) اچھا تہائی؟
قَالَ الثُّلُثُ	آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تہائی
اِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ	تیرا صدقہ اپنے مال میں سے بے شک صدقہ ہے،
وَاِنَّ نَفَقَتَكَ عَلٰى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ	اور تیرا خرچ کرنا اپنے گھر والوں پر (وہ بھی) صدقہ ہے
وَاِنَّ مَا تَاْكُلُ امْرَاَتُكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ	اور جو کھاتی ہے تیری بیوی تیرے مال میں سے (وہ بھی) صدقہ ہے۔
وَاِنَّكَ اِنْ تَدَعَ اَهْلَكَ بِخَيْرٍ اَوْ قَالَ بِعَيْشٍ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ	اور اگر تو چھوڑے اپنے گھر والوں کو بہتر حال میں یا فرمایا فراخی میں بہتر ہے اس سے کہ تو چھوڑ جائے ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ	لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے
وَقَالَ بِيَدِهٖ	اور (آپ ﷺ نے) اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے۔

(مسلم جلد چہارم کتاب الوصیہ صفحہ 157 حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے واضح ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت کے موقع پر مریض کی شفاء یابی کے لیے دعا کرنا۔ اور وہ بھی تین بار۔ آپ ﷺ کی سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ مال میں وصیت کے لیے آپ ﷺ نے ایک تہائی سے زیادہ کی اجازت نہیں دی جو عین ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق ہے اس تہائی کو بھی آپؐ نے فرمایا کہ بہت ہے۔ گویا بہتر ہے کہ تہائی مال سے کم کی وصیت کی جائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے پانچویں حصے کی، بعض اکابر نے چوتھائی حصے کی، بعض نے چھٹے حصے کی اور بعض نے دسویں حصے کی وصیت کی۔ آپ ﷺ نے دلیل یہ ارشاد فرمائی کہ زیادہ وصیت کر کے اپنے اہل و عیال کو تنگ دست چھوڑ جانے سے بہتر یہ ہے کہ انہیں بہتر حال اور فراخی میں چھوڑا جائے۔

اسلامی نظام عدل کا پرتو

عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍؓ	عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قَتَلَ رَجُلٌ مِّنْ حِمْيَرَ	قتل کیا حمیر (قبیلہ) کے ایک آدمی نے
رَجُلاً مِّنَ الْعَدُوِّ	دشمن کے ایک آدمی کو
فَاَرَادَ سَلَبَهٗ	اور اس کا چھوڑا ہوا سامان لینا چاہا
فَمَنَعَهٗ	تو منع کیا اس کو (ایسا کرنے سے)
خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ	خالدؓ بن ولید نے
وَكَانَ وَالِيًا	کیوں کہ وہ (خالدؓ) سالار تھے (اس لشکر کے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ	ان لوگوں پر۔
فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	چنانچہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس
عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ	عوف بن مالک
فَاَخْبَرَهٗ	اور اطلاع دی آپ کو (اس واقعے کی)
فَقَالَ لِخَالِدٍ	تو آپ ﷺ نے فرمایا خالدؓ سے:
مَا مَنَعَكَ	کس (شے) نے باز رکھا تجھے (اس سے)
اَنْ تُعْطِيَهٗ سَلَبَهٗ	کہ تو دیتا اس کو اس کا مالِ غنیمت
قَالَ	انہوں (خالدؓ) نے عرض کیا:
اسْتَكْثَرْتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے وہ مال بہت معلوم ہوا
قَالَ اِدْفَعْهُ اِلَيْهِ	آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دے دو اس کو۔
فَمَرَّ خَالِدٌ بِعَوْفٍ	اس کے بعد خالدؓ گزرے عوفؓ کے پاس سے،
فَجَرَّ بِرِدَائِهٖ	تو کھینچی ان (خالدؓ) کی چادر (عوفؓ نے)
ثم قال	پھر کہا (عوفؓ نے خالدؓ سے)
اَنْجَزْتُ لَكَ	(وہی) پورا ہوا تمہارے ساتھ
مَاذَكَرْتُ لَكَ	جو میں نے تم سے کہا تھا
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ (کی طرف) سے،
فَاسْتَغْضَبَ	یہ سن کر (رسول اکرم ﷺ) غضبناک ہوئے
فَقَالَ	اور فرمایا:
لَا تُعْطِهٖ يَا خَالِدُ	اے خالد! مت دے اس کو۔
لَا تُعْطِهٖ يَا خَالِدُ	اے خالد مت دے اس کو۔
هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ	کیا تم چھوڑنے والے ہو میرے لیے
اُمَرَائِيْ	میرے سرداروں کو؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهُمْ	تمہاری اوران کی مثال
كَمَثَلِ رَجُلٍ	ایک ایسے شخص کی سی ہے،
اِسْتَرْعٰى اِبِلاً اَوْ غَنَماً	(جس نے) اونٹ یا بکریاں چرانے کو لیں
فَرَعَاهَا	اور چرایا ان کو
ثُمَّ تَحَيَّنَ سَقْيَهَا	پھر وقت ہو گیا ان کو پانی پلانے کا۔
فَاَوْرَدَهَا حَوْضًا	تو وہ (چرواہا) لایا ان کو حوض پر
فَشَرَعَتْ فِيْهِ	اور انہوں نے شروع کیا (پینا) اس میں
فَشَرِبَتْ صَفْوَةً	چنانچہ انہوں نے پی لیا صاف صاف (پانی)
وَتَرَكَتْ كَدَرَهُ	اور چھوڑ دیا اس (کے نیچے) کا گدلا۔
فَصَفْوُهُ لَكُمْ	تو صاف صاف (بیٹھا بیٹھا) تمہارے لیے
وَكَدَرُهُ عَلَيْهِمْ	اور گدلا گدلا (کڑوا کڑوا) ان کے ذمہ۔

(مسلم جلد پنجم صفحہ 19 باب استحقاق القاتل سلب المقتول حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس روایت میں درج ذیل ہدایات اور ایک تمثیلی وضاحت ملتی ہے:

1- کوئی متاثرہ شخص اپنے بالاتر ذمہ دار کے خلاف بھی سربراہِ مملکت/ عدالت کے پاس شکایت لے کر جا سکتا ہے۔ سربراہِ مملکت/ عدالت متاثرہ فرد کی دادرسی کر سکتا ہے اور متعلقہ ذمہ دار اس فیصلے کو قبول کرنے کا پابند ہے۔

2- مالِ غنیمت میں اس کا حق ہے، جس نے اسے حاصل کیا ہو۔

3- متاثرہ شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے حق میں فیصلہ پا کر متعلقہ ذمہ دار کو طنز کا نشانہ بنائے۔ اس کی اس حرکت پر سربراہِ مملکت/ عدالت کی طرف سے اس شخص کو تنبیہ/ تادیب کی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- ہر ذمہ دار اپنے ماتحتوں کا راعی ہے اور اس اعتبار سے ان کی ضروریات کا لحاظ کرنے والا بھی۔

5- ماتحتوں کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ خوب سے خوب تر اپنے لیے منتخب کر لیں اور ناخوب کو اپنے ذمہ دار کی طرف منسوب کر دیں۔

وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ	کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ	تم پاؤ گے لوگوں کو (معدنیات کی) کانیں۔
فَخِیَارُهُمْ	تو ان میں (سے جو) اچھے (ہوں گے)
فِی الْجَاهِلِیَّةِ	جاہلیت (کے دور) میں،
خِیَارُهُمْ	(وہی) ان میں اچھے (ثابت ہوں گے)
فِی الْاِسْلَامِ	اسلام (کے حق) میں۔
اِذَا فَقُهُوْا	جب کہ وہ (دین کی) فہم حاصل کر لیں۔
اَوْتَجِدُوْنَ	یا (یوں کہیں) تم پاؤ گے
مِنْ خَیْرِ النَّاسِ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ	اس (دین کے) کام میں لوگوں میں سے بہتر
اَکْرَهُهُمْ	(اسے جو ہوگا) ان میں سے زیادہ ناپسند کرنے والا
لَهٗ	اس (دین) کو
قَبْلَ اَنْ یَقَعَ فِیْهِ	اس سے پہلے کہ وہ داخل ہوا اس میں۔
وَتَجِدُوْنَ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ	اور تم پاؤ گے بدطینت لوگوں میں سے
ذَا الْوَجْهَیْنِ	(وہ) دورُخا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْ یَاْتِی هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ — جو آئے، ان کے پاس ایک رخ لے کر

وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ — اور اُن کے پاس ایک (دوسرا) رخ لے کر۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 118، حدیث 119، باب خیار الناس، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں لوگوں کو معادن (کانوں) سے تشبیہ دی ہے۔ اس ایک لفظ میں ذخیرۂ معنی پنہاں ہے۔ مثلاً یہ کہ جس طرح مختلف کانوں میں مختلف معدنی اشیاء کے ذخائر ہوتے ہیں، اسی طرح لوگوں میں بھی خیر و خوبی کے خزانے ہوتے ہیں، جس طرح معدنیات مختلف ہوتی ہیں اسی طرح لوگوں کے خصائل بھی مختلف ہوتے ہیں، جس طرح مختلف کانیں اپنی اپنی معدنیات کی نوعیت اور معیار کی بنیاد پر اپنی قدر و قیمت رکھتی ہیں، اسی طرح لوگ بھی اپنی اہلیتوں اور میلانات کی بنیاد پر اپنا مقام رکھتے ہیں، جس طرح ہر دور میں قیمتی معدنیات کی افادیت زیادہ ہوتی ہے، اسی طرح ہر عہد میں اچھے کارگزار افراد کی اہمیت اور ماہیت زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی وضاحت آپ ﷺ نے اس طرح کی کہ جو لوگ اسلام کا شعور و فیضان حاصل کرنے سے پہلے اس کی مخالفت میں پیش پیش ہوں، وہ اس شعور و فیضان کے حصول کے بعد اس کی حمایت میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔

دوسری اہم بات اس ارشادِ گرامی کی یہ ہے کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے افراد کا مقام اس بنیاد پر ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں فہم و بصیرت کس حد تک رکھتے ہیں اور اس حوالے سے ان کی کارگزاری کیا ہے۔

تیسری قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو رُخے پن کو بد طینتی کی علامت قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام کے ساتھ یہ اُفتادِ طبع میل نہیں کھاتی۔ لہٰذا اہلِ ایمان کو اس خرابی سے بچنا اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتحادِ اُمت

عَنْ نَعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا (کہ)
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ	مومنوں کی مثال
فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ	ان کی محبت، مروت
وَتَعَاطُفِهِمْ	اور التفات میں
مَثَلُ الْجَسَدِ	(انسانی) بدن جیسی ہے،
اِذَا اشْتَكٰى	(کہ) جب تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے
مِنْهُ عُضْوٌ	اس کا کوئی عضو
تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ	تو اس کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے پورا جسم
بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى	بے خوابی اور بخار کی صورت میں۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 144، باب (تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِيْنَ)، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں اہلِ ایمان کی اجتماعیت کو انسانی جسم سے تعبیر کیا ہے۔ گویا جس طرح انسانی اعضاء مختلف بافتوں، شریانوں، اعصاب اور عضلات کے ذریعے ایک دوسرے سے وابستہ و پیوستہ ہوتے ہیں، اسی طرح اہل ایمان کو بھی باہمی محبت، مروت اور التفات کے ذریعے یک جسم و یک جان ہونا چاہیے۔ مدعا یہ ہے کہ اہل ایمان کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں ہر طرح اور پوری طرح شریک ہونا چاہیے اور یہ شرکت باہمی محبت و مودت کی بنیاد پر ہی ہو سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مسلمان باہم جنگ کریں

عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ	احنف بن قیس سے (روایت ہے)
قَالَ خَرَجْتُ	انہوں نے بیان کیا: میں (گھر سے) نکلا
وَاَنَا اُرِيْدُ	اور میں ارادہ رکھتا تھا
هٰذَا الرَّجُلَ	اس آدمی (کی حمایت میں لڑنے) کا
فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ	تو ملا مجھے ابوبکرہ
فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ يَا اَحْنَفُ	اور کہنے لگا: اے احنف کہاں کا ارادہ ہے؟
قَالَ	احنف نے بتایا،
قُلْتُ	میں نے عرض کیا:
اُرِيْدُ	میں چاہتا ہوں
نَصْرَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	مدد کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے
يَعْنِيْ عَلِيًّا	یعنی علی کی۔
قَالَ	(احنف نے بات جاری رکھتے ہوئے) کہا:
فَقَالَ لِيْ	تو (ابوبکرہ نے) کہا مجھ سے:
يَا اَحْنَفُ ارْجِعْ	اے احنف! لوٹ جا:
فَاِنِّيْ سَمِعْتُ	کیونکہ میں نے سنا ہے
رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سے)
يَقُوْلُ	(آپ ﷺ) فرماتے تھے:
اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ	جب دو مسلمان بھڑ جائیں
بِسَيْفَيْهِمَا	اپنی تلواریں لے کر
فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ	تو قاتل اور مقتول (دونوں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی النَّار	جہنم میں (جائیں گے)
قَالَ	(احنف نے مزید) بیان کیا۔
فَقُلْتُ	اس (ارشاد) پر میں بولا
اَوْقِیْلَ	یا (کسی اور کی طرف سے) کہا گیا:
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	اے اللہ کے رسول ﷺ!
ھٰذَا الْقَاتِلُ	یہ قاتل (کی بات تو سمجھ میں آتی ہے)
فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ	لیکن مقتول کا کیا مسئلہ ہے؟
قَالَ	(آپ ﷺ نے) فرمایا:
اَنَّهٗ قَدْ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ	وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل کے درپے تھا۔

(مسلم جلد ششم صفحہ 281، کتاب الفتن، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں مسلمانوں کے باہمی جدال و قتال کی ممانعت اور اس کی خالف ورزی کے خطرناک اُخروی نتائج سے بالکل واضح الفاظ میں ڈرایا ہے۔ آپ ﷺ نے فریقین کو جہنم کی یقینی سزا سے خبردار کیا ہے۔ قتل ہونے والے فریق کی سزا کے حق میں آپ ﷺ نے یہ دلیل عطا کی ہے کہ مقتول بھی تو لڑا اسی لیے تھا کہ دوسرے کو قتل کر دے۔ آپ ﷺ کے لائے ہوئے نظامِ عدل میں اصل ہدف بگاڑ کا سدِ باب ہے۔ مثلاً اسی طرح کی بات رشوت کے سلسلے میں بھی ارشاد ہوئی ہے کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں ہی دوزخی ہیں۔ اصل المیہ یہ ہے کہ جو اُمتِ مسلمہ دنیا میں نظامِ عدل کے قیام پر مامور کی گئی تھی، آج وہ خود ہی اس نظام کو تباہ کرنے میں لگی ہوئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون سب کے لیے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ	ابو ہریرہ ؓ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا
فِی الْجَنِیْنِ	(کسی عورت کا) ابتدائی حمل (ضائع کرنے والے) کے بارے میں
بِغُرَّةٍ	(مظلوم کے) حوالے کرنے کا
عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ	ایک غلام یا لونڈی کو
فَقَالَ	تو اس نے کہا،
الَّذِیْ قُضِیَ عَلَیْهَا	جس کے خلاف فیصلہ دیا تھا:
نُعْطِیْ	کیا ہم اس (کا خوں بہا دینے) کے پابند ہوں گے،
مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ	جس نے نہ پیا، نہ کھایا،
وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ	اور نہ وہ چلایا، نہ چیخا؟
فَمِثْلُ ذٰلِكَ	تو اس جیسے (مقتول) کا
یُطَلَّ	خون تو رائیگاں ہوتا ہے۔
فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ	اس بات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِنَّ هٰذَا لَیَقُوْلُ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ	یہ تو شاعروں والی باتیں کرتا ہے۔
بَلٰی فِیْهِ	ہاں اس (مقدمہ) میں
غُرَّةٌ	(مظلوم کے) حوالے کرنا ہوگا
عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ	ایک غلام یا لونڈی کو۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 555 باب دیۃ الجنین، دار لاشاعت، کراچی، 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے اسلام کے نظامِ عدالت کے ایک اہم پہلو کی وضاحت ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اتلافِ نفس، خواہ وہ بالکل ابتدائی مرحلے میں ہی کیوں نہ ہو، ایک سنگین جرم ہے، جو قتل کی حدود میں آتا ہے۔ اس لیے اس بارے میں بھی سزائے قتل کا اطلاق ہوگا لیکن قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ خوں بہا دلوایا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام یا لونڈی دلوانے کا فیصلہ دیا۔

دوسرا اہم نکتہ قضاء یہ ہے کہ خوں بہا کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ تلف کیا جانے والا نفس دنیا میں زندہ سلامت تھا، بلکہ اس کے امکانی وجود کا اعتبار کیا جائے گا۔ قصاص ہو یا دیت، اس میں انسانی معاشرے کی حیات مضمر ہے۔ حاملانِ فراست یہ حقیقت سمجھ سکتے ہیں۔

نیکیوں کی برسات

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ	ابوذر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ	اپنے بھائی کا چہرہ دیکھ کر تمہارا مسکرانا
لَکَ صَدَقَۃٌ	تمہارے لیے صدقہ ہے۔
وَاَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ	اور تمہارا حکم دینا معروف کا
وَنَھْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ	اور منع کرنا منکر سے (یہ بھی) صدقہ ہے۔
وَاِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ	نیز کسی گم کردہ راہ آدمی کو تمہارا راستہ بتانا (بھی)
لَکَ صَدَقَۃٌ	تمہارے لئے صدقہ ہے۔
وَبَصَرُکَ	اور تمہاری بصارت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلرَّجُلِ الرَّدِيِّ الْبَصَرِ	کسی خراب بصارت والے آدمی کے لیے (کام آنا)
لَکَ صَدَقَةٌ	تمہارے لیے صدقہ ہے۔
وَاِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَ	پھر تمہارا ہٹانا پتھر، کانٹا
وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ	یا ہڈی (وغیرہ) راستے سے
لَکَ صَدَقَةٌ	تمہارے لیے (یہ بھی) صدقہ ہے۔
وَاِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ	اور تمہارا انڈیل دینا اپنے ڈول کو
فِیْ دَلْوِ اَخِیْکَ	اپنے بھائی کے ڈول میں
لَکَ صَدَقَةٌ	(ہاں، یہ بھی) تمہارے لیے صدقہ ہے۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 711، باب صنائع المعروف، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی میں کئی معمولی اور لوگوں کے نزدیک بے وقعت کاموں کا ذکر الگ الگ کر کے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہر کس و ناکس کے لیے بے پایاں ہے، ایک آدمی کی چھوٹی چھوٹی نیکیاں بھی اللہ کی نزدیک مقبول اور محبوب ہیں۔

اس طرح نفل نیکیوں کا حصول ان لوگوں کے لیے بھی آسان ہے جن کے پاس زیادہ وسائل اور مال و متاع نہ ہو۔

بظاہر اس ارشادِ گرامی میں خواہ کوئی واضح دلیل نظر نہ آئے لیکن وہ حقیقتاً موجود ہے۔ آپ ﷺ نے شروع میں اور آخر میں بھائی کا ذکر کیا ہے۔ ارشادِ خداوندی کے مطابق اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسی طرح بنی آدم کے حوالے سے سارے انسان ایک دوسرے کے انسانی بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ ایک بھائی کے دوسرے بھائی پر جو حقوق ہیں۔ ان میں چھوٹی چھوٹی معمولی اعانت بھی شامل ہے، جس کے ادا کرنے سے دوسرے بھائی کا حق ادا ہوتا ہے اور ادا کرنے والے کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکرانِ نعمت

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ	ابواحوص سے (روایت ہے)
عَنْ اَبِیْهِ	(وہ) اپنے والد سے (روایت کرتے ہیں)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا۔
قُلْتُ	میں نے عرض کیا:
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول ﷺ!
الرَّجُلُ اَمُرُّ بِهٖ	(اگر) ایک شخص کے پاس میرا گزر ہو
فَلَا یَقْرِیْنِیْ	اور وہ مجھے مہمان نہ بنائے
وَلَا یُضِیْفُنِیْ	اور نہ میری ضیافت کرے۔
فَیَمُرُّ بِیْ	پھر (کبھی) اس کا گزر میرے پاس ہو
اَفَاَجْزِیْهِ	تو کیا میں بھی اس کے ساتھ
	وہی کروں (جو اس نے کیا تھا)؟
قَالَ لَا	آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔
اِقْرِهِ	اس کی مہمان نوازی کرو۔
قَالَ	(راوی نے مزید) بیان کیا:
وَرَاٰنِیْ	اور (آپ ﷺ) نے مجھے دیکھا
رَثَّ الثِّیَابِ	میلے کچیلے کپڑوں میں
فَقَالَ	تو پوچھا:
هَلْ لَکَ مِنْ مَّالٍ	کیا تمہارے پاس مال ہے؟
قَالَ قُلْتُ	(راوی نے) بتایا، میں نے عرض کیا:
مِنْ کُلِّ الْمَالِ	ہر طرح کا مال ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ اَعطَانِیَ اللّٰہُ	مجھے عطا کیے ہیں اللہ نے
مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ	اونٹ اور بکریاں۔
قَالَ	(آپ ﷺ) نے فرمایا:
فَلْیُرَ عَلَیْکَ	تو نظر آنا چاہیے تم پر (اُس مال کا اثر)۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 724، باب الاحسان والعفو، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

یہاں راوی کے حوالے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ارشادات توجہ طلب ہیں۔ ایک یہ کہ عدم التفات کے بدلے میں بھی حسنِ سلوک ایمان کی شان ہے۔ جو مجھے محروم کرے، میں اسے دوں۔۔۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اس کی مناسبت سے اپنے (اور اپنے گھر والوں کے) اوپر خرچ کرنا بھی شکرانِ نعمت ہے اور بندہ مومن اپنے رب کا شکرانہ ادا کرنے والا ہوتا ہے، کفرانِ نعمت کرنے والا نہیں۔

تقدیرِ تدبیر

عَنِ ابْنِ اَبِیْ خِزَامَۃَ	ابوخزامہ کے بیٹے سے (روایت ہے)
عَنْ اَبِیْہِ	(وہ) اپنے باپ (کے حوالے)
	سے (بیان کرتے ہیں)
اَنَّ رَجُلاً اَتَی	کہ ایک آدمی حاضر ہوا
النَّبِیَّ ﷺ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں)
فَقَالَ	اور عرض کیا:
اَرَاَیْتَ	آپ کی کیا رائے ہے؟
رُقًی نَسْتَرْقِیْھَا	(یہ) تعویذ/کلام، جسے ہم دم کرتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَوَاءً	(اور) یہ دوائیں،
نَتَدَاوٰی بِهٖ	جن سے ہم علاج کرتے ہیں،
وَتُقَاةً	اور یہ حفاظتی اسباب،
نَتَّقِیْهَا	جن (کے ذریعے) سے ہم (خطرات سے) بچتے ہیں
هَلْ	کیا (یہ چیزیں)
تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَیْئًا	تقدیرِ الٰہی میں سے کچھ ٹال سکتی ہیں؟
قَالَ	(یہ سن کر آپ ﷺ نے) فرمایا،
هِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ	یہ تو تقدیرِ الٰہی میں سے (ہی ہیں)۔

(ترمذی جلد اول صفحہ 773، باب قدر اللہ، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جامع و مانع ارشادِ گرامی سے تقدیر و تدبیر کی گتھی بآسانی سلجھ جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد فی الحقیقت کلامِ ربانی کی شرح ہے: لیس للانسان الاماسعی (سورۃ النجم آیت نمبر 29) یعنی انسان کے لیے وہی کچھ ہے، جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ گویا ایک انسان جو عمل کرتا ہے، وہی اس کی تقدیر ثابت ہوتا ہے۔ تقدیر کو بہانہ بنا کر عمل سے غافل ہو جانا اسلام کا طریقہ نہیں۔ سیدھا راستہ یہ ہے کہ آدمی کتاب و سنت کی رہنمائی کو قبول کرے، اسی پر جما رہے، اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کرے، پھر نتائج کو اللہ پر چھوڑ دے اور جو کچھ بھی اس کے حصے میں آئے، اس پر صابر و شاکر رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تو سارے انسانوں کا خالق و رازق ہے اور اسی بنا پر ان کا خیر خواہ بھی۔ اسی لیے اس نے پہلے انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی رہنمائی کا انتظام بھی فرمایا۔ وہ الرحمٰن تو ''اپنے بندوں'' پر خصوصی توجہ رکھتا ہے۔ ان بندوں کا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اسی رحمٰن سے وابستہ رکھیں، عمل سے غافل نہ ہوں اور احسن الجزاء کی توقع رکھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زُہد کیا ہے؟

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ	ابوذر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم	(وہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے حوالے)
	سے (بیان کرتے ہیں)
اَلزَّھَادَۃُ فِی الدُّنْیَا	دنیا سے بے رغبتی (کا مطلب)
لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ	حلال کو (اپنے لیے) حرام کرنا نہیں ہے۔
وَلَا اِضَاعَۃِ الْمَالِ	اور نہ مال کو ضائع کرنا ہے
وَلٰکِنَّ الزَّھَادَۃَ فِی الدُّنْیَا	بلکہ دنیا سے بے رغبتی (کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ)
اَلَّا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ	کہ نہ ہو وہ، جو تمہارے ہاتھ میں ہے،
اَوْثَقُ	زیادہ قابلِ اعتبار بہ نسبت اس کے
مِمَّا فِیْ یَدِاللّٰہِ	جو اللہ کے ہاتھ میں ہے،
وَاَنْ تَکُوْنَ	اور یہ کہ تم قانع رہو
فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَۃِ	آزمائش (پر صبر) کے اجر کے لیے۔
اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِھَا	جب کہ تم اس کے ذریعے آزمائے جاؤ۔
اَرْغَبَ فِیْھَا	اس میں (اتنی) زیادہ رغبت رکھنے والے
لَوْ اَنَّھَا	(کہ تمہاری خواہش ہو) کاش! وہ (آزمائش)
اُبْقِیَتْ لَکَ	تمہارے لیے برقرار رکھی جائے (اور تمہیں اجر ملتا رہے)

(ترمذی جلد دوم صفحہ 24، باب الزھادۃ فی الدنیا، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں ایک تو حقیقت یہ واضح فرمائی ہے کہ دنیا سے بے رغبتی، یعنی آخرت پر توجہ مرکوز رکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک مومن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال چیزوں کو بھی ترک کر دے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وسائل اور مملوکات پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ پر بھروسہ کیا جائے۔ دوسری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھائی ہے کہ جب مومن پر کوئی آزمائش آجائے تو اسے چاہیے کہ صبر کرے اور اللہ سے اجر کا طلب گار ہو، اور اگر وہ اس کی عادت ڈال لے تو اس کی خواہش یہ ہو جائے گی کہ وہ آزمائش میں مبتلا رکھا جائے اور اس کو اجر ملتا رہے۔ یہ حقیقی زُہد ہے۔

بہتر متاعِ دنیا

عَنْ ثَوْبَانَ	ثوبان رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا:
لَمَّا نَزَلَتْ	جب نازل ہوئی (آیت):
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ	''جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی''۔
قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	(تو) ہم تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِنَا	ایک سفر میں
فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ	(یہ آیت سن کر) آپ ﷺ کے بعض صحابہ نے عرض کیا:
اُنْزِلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	سونے اور چاندی (کے بارے) میں (تو) آیت نازل کر دی گئی
لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ	اگر ہم جان لیتے (کہ) کون سا مال بہتر ہے
فَنَتَّخِذَهٗ	تو ہم اسی کو اختیار کر لیتے۔
فَقَالَ	چنانچہ (آپ ﷺ) نے ارشاد فرمایا:
اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ	بہترین مال (اللہ کا) ذکر کرنے والی زبان (ہے)
وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ	اور شکر کرنے والا دل (بھی)
وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ	نیز مومن بیوی
تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ	(جو) اس بندے کو اس کے ایمان پر (استقامت میں) مدد دے

(ترمذی جلد دوم صفحہ 293، حدیث 2887، ابواب تفسیر القرآن، دار الاشاعت، کراچی 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رہنمائی عطا فرمائی ہے کہ:

1- دنیا کا مال ومتاع جمع کرنا مومن کے شایان شان نہیں۔

2- سب سے بہتر مال (متاع دنیا) اللہ کا ذکر کرنے والی زبان ہے۔

3- اس کے بعد دوسرا بہتر مال اللہ کا شکر ادا کرنے والا دل ہے۔

4- مومن بیوی بھی جو اپنے شوہر کو ایمان پر قائم رہنے میں مددگار ہو بہتر متاع دنیا ہے۔

اللہ کی ذات وصفات کا شعور

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ	انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ	کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مَرَّ بِشَجَرَةٍ	ایک درخت کے پاس سے گزرے۔
يَّابِسَةِ الْوَرَقِ	اس کے پتے سوکھے ہوئے تھے۔
فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ	(آپ ﷺ نے) اس پر اپنی لاٹھی ماری
فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ	تو اس کے پتے جھڑے۔
فَقَالَ	چنانچہ (آپ ﷺ نے) فرمایا:
اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ	یقیناً الحمد للہ، سبحان اللہ
وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ	اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر
لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوْبِ الْعَبْدِ	بندے کے گناہوں کو (اسی طرح) جھاڑ دیتے ہیں
كَمَا تُسَاقِطُ وَرَقُ الشَّجَرَةِ هٰذِهِ	جس طرح جھڑے اس درخت کے پتے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 476, 477، ابواب الدعوات، دار الاشاعت، کراچی، 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سادہ سی عملی مثال کا مظاہرہ کر کے یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ کی ذات وصفات کا شعور ایک بندۂ مومن کو کس طرح گناہوں سے نجات دلاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ توحید وآخرت کا صحیح ادراک وایقان ہی ایک فرد کو بھی برائیوں سے بچاتا ہے اور معاشرے کو بھی منکرات سے پاک رکھتا ہے۔ تمام برائیوں/گناہوں کی جڑ ہی یہ تصورِ باطل ہے کہ حیاتِ دنیا کے بعد کوئی اور زندگی نہیں اور مرنے کے بعد آدمی کو دنیوی زندگی کے اثرات سے چھٹکارا مل جائے گا۔ اس فاسد نقطۂ نظر کو ختم کرنے کا مؤثر ذریعہ اللہ کی تسبیح ہے، بشرطیکہ تسبیح کے معانی ومطالب معلوم بھی ہوں اور تسبیح کے ساتھ ساتھ وہ معانی و مطالب بھی ذہن میں تازہ اور واضح ہوتے رہیں۔

محبت کس سے اور کیوں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ	ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اَحِبُّوا اللّٰهَ	اللہ سے محبت کرو،
لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ	اس لیے کہ وہ تمہیں کھلاتا ہے اپنی نعمتوں میں سے
وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ	اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کی وجہ سے
وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ	اور محبت کرو میرے گھر والوں سے
بِحُبِّيْ	میری محبت کی وجہ سے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 559، حدیث 3559، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے یہ تعلیم دی ہے کہ ساری محبتوں کی اساس اللہ کی محبت ہونی چاہیے۔ اس ہدایت کے لیے آپ ﷺ نے دلیل یہ فراہم کی ہے کہ اللہ ہی نے کھانے پینے کی نعمتیں عطا کی ہیں۔ اس لیے ایسے مہربان سے تو محبت ہونی ہی چاہیے اور اسی لیے اس کے نمائندے (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی محبت کرنی چاہیے۔ اسی حوالے سے یہ ہدایت بھی ہے کہ اللہ کے نمائندے سے محبت کے نتیجے میں اس کے گھر والوں سے بھی محبت ہونی چاہیے۔

مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَغَفَّل	عبداللہ بن مغفلؓ سے (روایت ہے)
قَالَ	انہوں نے بیان کیا۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللّٰهَ اللّٰهَ	اللہ کی (پکڑ) سے ہوشیار (رہو)
فِیْ اَصْحَابِیْ	میرے صحابہ کے بارے میں
لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ	(اور) میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بناؤ۔
فَمَنْ اَحَبَّهُمْ	کیونکہ جس نے ان سے محبت کی
فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ	تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی
وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ	اور جس نے ان سے بغض کیا،
فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ	گویا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض کیا
وَمَنْ اٰذَاهُمْ	اور جس نے انہیں اذیت دی،
فَقَدْ اٰذَانِیْ	گویا اس نے مجھے اذیت دی
وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ	اور جس نے مجھے اذیت دی، گویا اُس نے اللہ کو اذیت دی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ	اور جس نے اللہ کو اذیت دی،
يُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ	قریب ہے کہ وہ (اللہ) اس (بندے) کو پکڑ لے۔

(ترمذی جلد دوم صفحہ 578، حدیث 3626، دارالاشاعت، کراچی، 1412ھ)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے نہایت بلیغ انداز میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کی تلقین کی ہے اور ان سے عداوت کرنے سے ڈرایا ہے۔ آپ ﷺ نے دلیل یہ دی ہے کہ میرے صحابہؓ سے عداوت گویا مجھ سے عداوت ہے اور مجھ سے عداوت گویا اللہ سے عداوت ہے اور اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اللہ ایسے نابکار کو اپنی سزا میں گرفتار کر دے۔

باب نمبر ۷: سربراہ

سربراہ اپنے پیروؤں کی مجبوریوں اور ضرورتوں کا خیال رکھیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ	ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
يَقُوْلُ	وہ کہتے تھے:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	فرمایا رسول اللہ ﷺ (نے)
اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ	جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے
فَلْيُخَفِّفْ	تو اسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے،
فَاِنَّ فِى النَّاسِ	کیونکہ لوگوں میں (ہوتے ہیں)
اَلضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَذَا الْحَاجَةِ	کمزور، بیمار اور ضرورت مند (کام والے)

(مسلم جلد دوم باب امر الائمۃ۔ صفحہ 46، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں یہ اصولی ہدایت واضح فرمائی ہے کہ ہر سربراہ کو اپنے ماتحتوں کی مجبوریوں اور ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے امامتِ نماز کا حوالہ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب نماز کی صورت میں امام (سربراہ) کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کی مجبوریوں اور ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے نماز کو ہلکا (مختصر) کرے، یعنی قرأت، رکوع وسجود اور قعدے لمبے نہ کرے تو پھر دوسرے تمام معاملات میں تو سربراہان کو زیادہ پابند بنادیا گیا ہے، کیونکہ نماز ہی دین (اسلامی نظامِ حیات) کا ستون ہے۔

آپ ﷺ نے اس ہدایت کی دلیل بھی دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اجتماعی معاملات میں متعلقہ سربراہ کے سامنے یہ بات رہنی چاہیے کہ اس کے ماتحتوں میں کمزور اور ضروری مصروفیات رکھنے والے افراد بھی ہوں گے، ان کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

نماز میں قرأت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
قَالَ	(انہوں نے) بیان کیا:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ	کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ
اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ	جب وہ اپنے گھر لوٹے
اَنْ یَجِدَ فِیْهِ	تو پائے اس (گھر) میں،
ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامِ سِمَانٍ	تین حاملہ اونٹنیاں بڑی بڑی موٹی تازی۔
قُلْنَا نَعَمْ	ہم نے عرض کیا: ''جی ہاں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ	(یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا:
فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَّقْرَءُ بِهِنَّ	تو (سنو) تین آیتیں جنہیں پڑھتا ہے
اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ	تم میں سے کوئی اپنی نماز میں
خَيْرٌ لَّهٗ	بہتر ہیں اس کے لیے
مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ	تین حاملہ بڑی موٹی اونٹنیوں سے۔

(مسلم جلد دوم کتاب فضل قرأت القرآن فی الصلوۃ، صفحہ 183، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں دورانِ نماز قرآن کی قرأت کی اہمیت اور اس کی فضیلت کو ایک عام فہم مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے اونٹنیوں کی بڑھی ہوئی قدر و قیمت کے اظہار کے لیے انہیں حاملہ، بڑی اور موٹی کہا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک سوال کے ذریعے اس نعمتِ غیر مترقبہ میں لوگوں کی دلچسپی کا مسئلہ چھیڑا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بتایا ہے کہ نماز میں قرآن کی تین آیتیں تلاوت کرنے کا اجر اس سے زیادہ کہ کسی کو آیتوں کی تعداد کے مطابق حاملہ، بھاری بھرکم اور فربہ اونٹنیاں مل جائیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اس مختصر سے کلام میں حکمتِ تلقین و تبلیغ بھی تعلیم فرما دی ہے۔

اولاد کے لیے ہبہ کرنے میں عدل

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
اَنَّ اُمَّهٗ بِنْتَ رَوَاحَةَ	کہ اُن کی ماں بنتِ رواحہ نے
سَئَلَتْ اَبَاهُ	سوال کیا ان (نعمان) کے باپ سے
بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَّالِهٖ	کچھ ہبہ کرنے کے لیے اپنے مال میں سے
لِاِبْنِهَا	ان (بنتِ رواحہ) کے بیٹے (نعمان) کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً	لیکن انہوں (بشیر) نے ٹالا اس کو ایک سال تک
ثُمَّ بَدَالَهُ	پھر انہوں (بشیر) نے رائے بنالی اس (کام) کے لیے
وَقَالَتْ	تو انہوں (بنتِ رواحہ) نے کہا (اپنے شوہر بشیر سے)
لَا اَرْضٰى	میں راضی (یعنی مطمئن) نہیں ہو سکتی،
حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	جب تک تم گواہ (نہ) بناؤ رسول اللہ ﷺ کو
عَلٰى مَاوَهَبْتَ لِابْنِىْ	اس پر جو تم نے ہبہ کیا میرے بیٹے کے لیے۔
فَاَخَذَ اَبِىْ بِيَدِىْ	چنانچہ پکڑا میرے باپ نے میرا ہاتھ۔
وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ	اور میں ان دنوں لڑکا تھا۔
فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ	اور آئے رسول اللہ ﷺ (کے پاس)
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	(اور عرض کیا) اے اللہ کے رسول ﷺ!
اِنَّ اُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ اَعْجَبَهَا	دراصل اس کی ماں بنت رواحہ کو یہ مرغوب ہے
اَنْ اُشْهِدَكَ	کہ میں گواہ بنالوں آپ ﷺ کو
عَلَى الَّذِىْ وَهَبْتُ	اس پر جو ہبہ کیا میں نے
لِابْنِهَا	اس (بنتِ رواحہ) کے بیٹے کے لیے۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:
يَا بَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ	اے بشیر! کیا تیرے (اور بھی) لڑکے ہیں
سِوٰى هٰذَا	اس کے سوا۔
قَالَ نَعَمْ	انہوں (بشیر رضی اللہ عنہ) نے کہا: جی ہاں (ہیں)۔
قَالَ	(یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا:
اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا	کیا ان سب کو بھی تو نے ہبہ کیا ہے اسی طرح؟
قَالَ لَا	انہوں (بشیر رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ	تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذًا	پھر نہ گواہ بنا مجھے اس صورت میں۔
فَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ	کیونکہ میں قطعاً گواہ نہیں بن سکتا ظلم پر۔

(مسلم جلد چہارم، صفحہ 152 باب کراھیۃ تفضیل، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اولاد پر کوئی ہبہ کرنے میں بھی عدل کا خیال رکھنا ضروری ہے: کیونکہ نظامِ عدل کے علم برداروں کو اپنے گھروں میں بھی عدل قائم کرنا چاہیے۔ اس اہم ذمہ داری کو نظر انداز کرنے کو آپ ﷺ نے ظلم قرار دیا۔ لیکن آپ ﷺ نے زیرِ کفالت اولاد کی کفالت کے سلسلے میں اس طرح کی ہدایت نہیں فرمائی: کیونکہ کفالت حسبِ ضرورت ارحسبِ حال ہی ہو سکتی ہے، جو مختلف اوقات میں ہونا عین ممکن ہے۔

گھر اور گھر والوں کی حفاظت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے)
يَقُوْلُ	وہ (جابر) بیان کرتے ہیں
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ	جب رات ہو جائے یا تم شام کر لو
فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ	تو روک کے رکھو اپنے (چھوٹے) بچوں کو
فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ	کیونکہ شیطان اس وقت پھیل جاتے ہیں۔
فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ	پھر جب گزر جائے ایک گھڑی رات،
فَخَلُّوْهُمْ	تو ان کو چھوڑو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ	اور دروازے بند کرلو
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ	اور اللہ کے نام کے اذکار کرو
فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا	کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا۔
وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ	ہاں، اپنی مشکوں (کے منہ) کو باندھ دو۔
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ	اور اللہ (کو) یاد رکھو۔
وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ	اور ڈھانک دو اپنے برتن۔
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ	اور ذکر کرتے رہو اللہ کے نام کا۔
وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا	خواہ آڑی رکھ دو ان (برتنوں) پر کوئی چیز۔
وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ	اور بجھا دو اپنے چراغوں کو۔

(مسلم جلد پنجم، صفحہ 4-173، باب استحباب تخمیر الاناء، حذیفہ اکیڈمی، لاہور، 2001ء)

تشریح

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں نہایت اہم معاشرتی ہدایات ملتی ہیں:

1- ہر امکانی نقصان سے بچنے اور ہر اندیشے سے نبٹنے کے لیے اللہ ہی کو یاد کیا جائے، اسی سے رجوع کیا جائے اور اسی سے تحفظ فراہم کرنے کی توقع رکھی جائے۔

2- کسی بھی معاملے میں اپنی ذمہ داری کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

3- بچوں کی نگرانی کی جائے تاکہ وہ کسی ناگہانی آفت کا شکار نہ ہو جائیں۔ رات کو دروازے بند رکھے جائیں تاکہ کسی شیطان کو در آنے کا موقع نہ ملے۔ پانی کی ٹینکیوں وغیرہ کو کھلا نہ رکھیں تاکہ ان میں کیڑے مکوڑے داخل نہ ہو سکیں۔ کھانے کے برتنوں کو ڈھانک کر رکھیں، مبادا حشرات الارض ان میں گھس جائیں۔ ہر طرح کی آگ کو رات کے وقت گل کر دیا جائے کیونکہ اسے (ہیٹر، انگیٹھی، لیمپ وغیرہ) کھلا چھوڑنے کی صورت میں آگ لگنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

یہ ہے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جس نے ہمیں ''جینے کے قرینے سکھلائے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیردست کے حقوق

عَنِ الْمَعْرُوْرِ	معرور سے (روایت ہے)
عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ	ابوذرؓ (کے حوالے) سے
قَالَ	(معرور نے) بیان کیا
رَاَیْتُ عَلَیْهِ بُرْدًا	میں نے دیکھی ان (ابوذر) کے اوپر ایک چادر
وَّعَلٰی غُلَامِهٖ بُرْدًا	اور ان (ابوذر) کے غلام کے اوپر بھی ایک چادر
فَقُلْتُ	چنانچہ میں نے کہا:
لَوْ اَخَذْتَ هٰذَا	اگر آپ اس (غلام کی چادر) کو لے لیتے
فَلَبِسْتَهٗ	(اور) پھر اسے (بھی) پہن لیتے
كَانَتْ حُلَّةً	(تو) جوڑا ہو جاتا (ایک تہ بند اور ایک اوڑھنی)
فَاَعْطَیْتَهٗ ثَوْبًا آخَرَ	پھر آپ اس (غلام) کو دے دیتے کوئی دوسرا کپڑا۔
فَقَالَ	اس پر اس (ابوذر) نے بتایا:
كَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ	(ایک دفعہ) میرے اور ایک آدمی کے درمیان بات بیٹھ گئی
وَكَانَتْ اُمُّهٗ اَعْجَمِیَّةً	اس کی ماں عجمی تھی۔
فَنِلْتُ مِنْهَا	میں نے اس (عجمی عورت) کے بارے میں جملہ چست کیا
فَذَكَرَنِیْ	اس (آدمی) نے ذکر کیا میرے (اس ناروا
اِلَی النَّبِیِّ ﷺ	برتاؤ کے) متعلق نبی ﷺ سے۔
فَقَالَ لِیْ	چنانچہ آپ (نبی ﷺ) نے مجھ سے کہا:
اَسَابَبْتَ فُلَانًا	کیا تم نے فلاں (شخص) سے بدکلامی کی ہے؟
قُلْتُ نَعَمْ	میں نے عرض کیا: جی ہاں
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَتَ مِنْ اُمِّهٖ	کیا تم نے اس کی ماں کے متعلق چوٹ کی ہے؟
قُلْتُ نَعَمْ	میں نے عرض کیا: جی ہاں۔
قَالَ	آپ ﷺ نے فرمایا:
اِنَّکَ امْرُؤٌ فِیْکَ	تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر (اب بھی)
جَاهِلِیَّةٌ	جاہلیت (موجود ہے)
قُلْتُ عَلٰی حِیْنِ	میں نے عرض کیا: اب بھی؟
سَاعَتِیْ هٰذِهٖ مِنْ کِبَرِ السِّنِّ	میری اس بڑی عمر میں بھی؟
قَالَ نَعَمْ	آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (اب بھی)
هُمْ اِخْوَانُکُمْ	وہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں۔
جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ	(گو کہ) بنایا ہے ان کو اللہ نے تمہارا زیردست
فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ	لہٰذا جس کے لیے بھی بنا دیا ہو اللہ نے
اَخَاهُ تَحْتَ یَدِهٖ	اس کے بھائی کو اس کا زیردست،
فَلْیُطْعِمْهُ	تو اس (بالادست) کو چاہیے کہ کھلائے اس (زیردست) کو
مِمَّا یَاْکُلُ	اس میں سے جو وہ (خود کھائے)
وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ	اور پہنائے اس (زیردست)
	کو اس میں سے جو وہ (خود) پہنے
وَلَا یُکَلِّفُهٗ مِنَ الْعَمَلِ مَا یَغْلِبُهٗ	اور اسے مبتلا نہ کرے ایسے کام
	میں جو اس کو ہلکان کر دے۔
فَاِنْ کَلَّفَهٗ مَا یَغْلِبُهٗ	لیکن اگر اسے لگائے ایسے کام میں،
	جو اسے ہلکان کر دے،
فَلْیُعِنْهُ عَلَیْهِ	تو لازم ہے کہ اس کی مدد کرے اس میں۔

(بخاری جلد سوم، باب 596، حدیث 987، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک معروف صحابی اور رسول اکرم ﷺ سے خصوصی تعلق رکھنے والے فرد ہیں۔ جناب معرور نے غلام کے لباس کے حوالے سے انہیں جو مشورہ دیا، اس پر انہوں نے اس سلسلے میں اپنی آپ بیتی کہہ سنائی، جس میں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے ان (ابوذرؓ) کے ایک عمل پر گرفت اور صحیح رویے کی رہنمائی شامل تھی۔

آج انسانی مساوات کے بڑے چرچے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس پردے کی آڑ میں طرح طرح سے نوعِ انسانی کا استحصال (Exploitation) کیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کھوکھلے نعروں کی جگہ مخلصانہ عمل کی تعلیم دی، جس کی انتہا یہ ہے کہ لوگوں کو غلاموں کے ساتھ بھی مساویانہ سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی اور دلیل یہ دی کہ یہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارا زیردست بنایا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اخوت کا رشتہ ختم ہو گیا۔ اسی لیے تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح مساویانہ سلوک کرو، یہاں تک کہ اگر ان سے کوئی غیر معمولی مشقت کا کام لینا پڑے تو اس کام میں خود بھی ان کی مدد کرو۔

ریاستی منصب پر لیے ہوئے تحفے قیامت میں وبال

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ	ابوحمید ساعدی سے (روایت ہے)
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ	کہ رسول اللہ ﷺ نے
اِسْتَعْمَلَ عَامِلاً	ایک عامل (اسلامی حکومت کا کارندہ) مقرر کیا۔
فَجَاءَہُ الْعَامِلُ	پھر آیا ان (رسول اللہ) کے پاس وہ عامل،
حِیْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِہٖ	جب وہ اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہوا۔
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنی

دلائل وامثال

سلسلۂ دلائل وامثال کی پہلی کتاب

حکمتِ قرآنی کے بصیرت افروز موتی

دلائل وامثال کی شکل میں

مؤلف: محمد جلیل خان

ناشر: اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

Qur'anic
Logics and Illustrations

First book of

"Logics and Illustrations" series

Compiled by: Muhammed Jalil Khan

اس سلسلے کی آئندہ کتاب ''صدیقی دلائل وامثال'' پندرہ روزہ

''نشور'' کراچی میں سلسلہ وار اشاعت پذیر ہے۔

ملنے کا پتا: 'دفتر تحریکِ اسلامی پاکستان، واقع آر ایس۔33، اناوہ سوسائٹی،

نزد گلشنِ معمار کراچی۔75340 فون نمبر: 021-36350100

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہج یہ بھی ہے

قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ امثال کی روشنی میں دین کی بہت سی حقیقتوں کو بیان کر دیتا ہے:

ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل۔ (الزمر)

''اور ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے''

علامہ ابن تیمیہؒ کا اس بارے میں کہنا ہے کہ اگر ان مثالوں کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے اور ان کا منطقی تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ کسی نہ کسی دلیل و برہان کو آپنی آغوش میں لیے ہوئے ہیں۔ حکمتِ قرآنی کا یہی اسلوب صاحبِ کتاب محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاں بھی بتمام وکمال موجود ہے۔ آپؐ نے اس امت کی تعلیم وتربیت کے لیے جو اسلوب اختیار کیا وہ ایسے واضح دلائل اور حکمت سے پُر تمثیلوں پر مبنی تھا جن سے بات مخاطب کے دل میں گھر کر جاتی تھی۔

جس طرح چراغ سے چراغ جلتا ہے اسی طرح شمعِ نبوت کے پروانوں نے بھی اپنے اپنے انداز اور آہنگ میں اس امت کی خیر خواہی کا حق ادا کیا اور نبوی مشن کو آگے بڑھایا۔ الدین النصیحۃ۔ ''دین تو خیر خواہی کا نام ہے'' کے تحت انہوں نے جو پند ونصائح ارشاد کیے ان کی تازگی وافادیت آج بھی برقرار ہے۔

محمد جلیل خاں صاحب، قیم تحریکِ اسلامی پاکستان، نے ان دلائل وامثال کو افادۂ عام کے لیے اکٹھا کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب ''قرآنی دلائل وامثال'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے جس کا انگریزی ترجمہ ''Quranic Logics and Illustrations'' کے عنوان سے دست یاب ہے۔ اس سلسلے کی دوسری کتاب ''نبوی دلائل وامثال'' آپ کے ہاتھ میں ہے، جبکہ تیسری کتاب ''صدیقی دلائل و امثال'' پندرہ روزہ ''نشور'' کراچی میں سلسلے وار اشاعت پذیر ہے۔ فاضل مصنف اس سلسلے کو خلفائے راشدین تک (فاروقی دلائل وامثال، عثمانی دلائل وامثال اور علوی دلائل امثال) مکمل کرنے کے لیے پرعزم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان میں برکت عطا فرمائے۔

ڈاکٹر حافظ سید زاہد حسین

امیر تحریکِ اسلامی پاکستان

مرکز تحریکِ اسلامی پاکستان، RS-33، اتاوہ ہاؤسنگ سوسائٹی،

نزد احسن آباد پولیس چوکی، گلشنِ معمار، کراچی، فون: 021-36350100

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ہیڈ آفس: منصورہ ملتان روڈ، لاہور پاکستان

قیمت 200/- روپے